

خواتین کے لیے شان و شوکت اور کی آویز

انچل

aanchal.com.pk

عید
مبارک



سلسلہ وار ناول

مستقل سلسلے

بھگی پلکوں پر 69 اقر صغیر احمد
ٹوٹا ہوا تارہ 111 سمیرا شریف طور

افسانہ

خانی مسائل کا حل 221 حافظ شبیر احمد
بیاض دل 223 میمونہ رومان
عیدی 189 نرہت جبین ضیاء
نگوڑی برسات 215 آفتاب
بیوٹی گائیڈ 228 روبین احمد
غریب نظمیں 230 ایمان وقار

مکمل ناول

جھیل کنارہ کنکر 234 نانیکو نازی
شیر دل 91 نایفہ طہر زبونی
تم سب میری عید 139 شازیہ مصطفیٰ
آئینہ 243 شہلا عامر
ہم سے پوچھے 248 شائلہ کاشف

ناولٹ

مجھے چھکم اڑاں 155 امہوم
چاند روشن ستارہ 175 حمیرا نگہ
ضوفشا چاند اور گلاب 199 سمیرا غفر صدیقی
آپ کی صحت 251 ہومیو پتھکس ہاشم ہاشمی
کام کی باتیں 255 حنا احمد

021-35620771/2 فون نمبر 742000 لاش 75 برس کی پوسٹل آرڈر کے لیے 021-35620773 فیکس
info@aanchal.com.ph



ابتدائیہ

سرگوشیاں 12 مدینہ
حمد 13 حکیم خان حکیم
نعت 13 حکیم خان حکیم
در جواب آل 14 مدینہ

دانش کلا

عظیم ابوجنیفہ 18 مشتاق احمد قریشی

ہمارا آنچل

فاطمہ منظور عکاشہ انعم 22 ملیحہ احمد
مدیرہ بتول انصاری سنیا

پنوں کی عدالت

سمیرا شریف طور 26 ادارہ

سروے

اس سچ سے خواہشوں 30 ادارہ
نے کیا اجتماع عید

پبلشر مشتاق احمد شری پریز چیمپل حسن طوبیہ انجمن حسن پریزنگ پرس باکی اسٹیڈیم کراچی
دفتر کلا 7 منیرہ جمیل رزمیہ داران روڈ کراچی

فرید بن ارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہ ایک مرتب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منورہ کی کسی ٹکی سے گزر رہے تھے کہ چاک ایک نوجوان (پاس سے) گاکا گاتے ہوئے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "اے نوجوان! تم پر اسوں ہے تم (گانے کی بجائے) قرآن کریم کو ترنم سے کیوں نہیں پڑھ لیتے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی یاد پڑائی۔ (دہلی)

سیرگوشیاں

اسلام ٹیکم ورژن: اللہ و رکاز
اگست ۲۰۱۲ء کا پچھلے صفحہ مطالعہ ہے۔

سب سے پہلے عید کی پہلی مبارک باد اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہماری عید کو ہر طرح کی خوشیوں و راحتوں سے بھر دے آمین۔ اگست کا مہینہ ہمارے وطن عزیز کے قیام کا مہینہ بھی ہے اور رمضان شریف تو ہمارے لیے کیا تمام مسلمانان عالم کے لیے محترم و مکرم ہے بھر سونے پر سہاگہ یہ کہ اس ماہ مبارک رمضان شریف میں قیام پاکستان کا مکمل مکمل ہوا۔ اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تمام درمحوں دیتا ہے کسی کی کوئی دعا و دعائیں کی جاتی خصوصاً روزہ داروں کی دعا میں مقبول ہوتی ہیں۔ آج ہم سب ہمیشہ ہمارے بھائی اور بچے مل کر وطن عزیز کے لیے اپنے رب کے حضور دست دعا بلند کریں اے خالق! اے مالک وکون و مکان! اے رب العالمین ہمارے اس خطہ ارض کو اپنی پناہ نصیب فرما ہر آفت ہر مصیبت سے محفوظ فرما اور وطن عزیز کے حکمرانوں کو کوئی دے کہ وہ تیری رضا و خوشنودی کے لیے پاکستانی عوام کے دکھ و رونا و آفات ارضی کا مداوا کر سکیں۔ وطن عزیز کے عوام کو ہر پیش مشکلات و بھائی بے روزگاری، بھائی، اوشٹ گروئی جسے عفریتوں کو قابو کر سکیں۔

تمام بھنوں سے خصوصی تکرار اس ہے کہ وہ آخری عشرے کی راتوں میں خصوصی عبادات کے موقع پر اپنے اس پیارے پاکستان کو بھی یاد رکھیں اور اپنی دعاؤں میں شریک رہیں اللہ جبار و تعالیٰ ہمارے اس پیارے وطن عزیز کو ہر آفت ہر مصیبت سے محفوظ رکھے اور تمام درمحوں مشکلات کو ہمارے لیے ساں بنائے آمین۔

ہر آنے والا عسکر ان پہلے تو بڑے بڑے دعوے کرتا ہے لیکن مسند اقتدار سنبھالتے ہی اس کا وہ جوش و جذبہ جس کا اظہار اپنے فتخ ہونے سے پہلے پہلے کرتا ہے وہ سب ہوا ہو جاتا ہے بڑے عسکرانوں نے اپنے انتہائی دعووں میں بھٹی کے بحران پر ایک یاد دیا تین ماہ میں قابو پانے کی نوید سنائی تھی دعویٰ کیا تھا لیکن اب وہ تین چار سالوں پر محیط ہو چکا ہے کیونکہ بقول عسکرانوں کے بھٹی پر سرسوں نہیں جما کرتی۔ بھٹی کا بحران غیر معمولی ہے بھٹی کے ستارے ہوئے عوام سے کیا ہوا وعدہ کیا ہوا بھٹی کی کوآشنیہ نگ میں تو مزید اضافہ ہو گیا کسی کیا ہوگی۔ اگر حکومت چاہے تو صرف ایک بجلی کا مسئلہ ہی حل کر دے تو اس سے دیگر شکایات کا ازالہ از خود ہو جائے گا۔ بھٹی سے جہاں عام لوگوں کو کھٹکھٹا ہے وہاں ہیں ہر قسم کی صنعت کا پیر بھی چل پڑے گا اس سے بے روزگاری اور غربت کا خاتمہ ہوگا عوام کی بے چینی بے گلی ختم ہوگی تو ملک کے طول و عرض میں پھیلتے بڑھتے ہوئے جرائم میں از خود کی واقع ہو سکے گی۔ اللہ ہمارے حکمرانوں کو یقین دے سمجھوے اور قوت کا دے آمین۔

بہنیں نوٹ فرمائیں کہ حسب معمول خبر کا شمارہ عید نمبر 2 ہوگا۔ بہنیں اپنی گزارشات عید کے حوالے سے جلد از جلد ارسال کر دیں تاکہ ان کی شرکت ممکن ہو سکے۔

اس ماہ کے ستارے
"جھیل کنارہ ٹکڑ" نازیہ کنول جازی "شہرول" نازیہ فاطمہ رضوی اور "تم سے میری عید" شازیہ مصطفیٰ کے لازوال مکمل ناول۔
"مجھے ہے عجم لڑاں" امہرمیم "چاندو شہنشاہ" حمیرا نگاہ اور "سوفشاں چاند اور گلاب" سیرا غزل صدیقی کے شمارہ کار ناول۔
"میری گڑیا" نیلیا ابرار "عیدی" نزهت، ہمیں فیاض اور "گھوڑی برسات" ام شامہ کے بہترین افسانے۔
دعا گو قیصر آغا

حکیم خان

نعتیں

سب کچھ ملاجھی سے اللہ ترا کرم ہے
سرشار ہوں خوشی سے اللہ ترا کرم ہے
ہر آن مجھ کو دی ہے تو نے سکون کی دولت
خوش ہوں میں زندگی سے اللہ ترا کرم ہے
کر دے معاف لغزش سرزد اگر ہوئی ہے
عاجز ہوں بندگی سے اللہ ترا کرم ہے
یہ چاند اور ستارے پاتے ہیں فیض سارے
تیری ہی روشنی سے اللہ ترا کرم ہے
ہر آن ذکر تیرا ہر آن شکر ترا
ہاتھوں میں کیا کسی سے اللہ ترا کرم ہے
الفاظ میں کہاں ہے شایان شان لاؤں
عاجز ہوں آگہی سے اللہ ترا کرم ہے

لب پہ آقا کا نام ہے روشن
قریہ دل تمام ہے روشن
اہم احمد کی روشنی سے ہی
روشنی کا نظام ہے روشن
ذکر خیر الانعام کے صدقے
صبح روشن ہے شام ہے روشن
جل اٹھے ہیں چراغ لفظوں کے
نعت کا اہتمام ہے روشن
عشق احمد کے لطف سے دل میں
حسرت نا تمام ہے روشن
میری اوقات ہی حکیم ہے کیا؟
ان سے میرا مقام ہے روشن

(حکیم خان حکیم)

درجہ جواب آں

مدیر

عاصمہ اقبال عارف والا

ڈیئر عاصمہ! مجھ کو بھرا خط موصول ہوا اتنی دعا نہیں ہماری آنکھیں غم کر گئیں اللہ آپ کو بھی مدینہ منورہ کی زیارت نصیب فرمائے آمین۔ تحریر موصول ہوگئی ہے عید نمبر 2 سے فراغت پاتے ہی ہاں یا ناں میں جواب دے دیں گے امید کا دامن تھا رہے ہیں۔

سویرا فلک کراچی

عزیزی سویرا! کیا لکھوں الفاظ کہیں کم ہو گئے ہیں والدہ کی رحلت کی روح فرساں خبر پر ہر نفسی کے وہ الفاظ کہاں سے لائیں جو آپ کے اس غم میں ڈھارس اور رخصوں کے مزیم ثابت ہوں۔ ماں کا سایہ میرے اٹھ جانا بہت گہرا صدمہ ہے آج کل کا پورا اشاف اس غم میں آپ کے ساتھ شریک ہے اور دعا گو ہے کہ رب العزت آپ کی پیاری ماں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آپ کو اور اپنی اہل خانہ کو صبر و استقامت عطا فرمائے قارئین سے بھی دعا کے متمسک ہیں۔

ساریہ چوہدری ڈوگہ گجرات

اچھی ساریہ! سدا مسکراؤ آپ کی جانب سے ارسال کردہ خط اور خوب صورت کارڈ مل گئے آپ نے اپنے ہاتھوں سے بنا آج کل کے لیے جو کارڈ بھیجا ہے وہ آپ کی محبت کا مصداق ہے ہمیں واقعی بہت پسند آیا۔ گریبا ناراض مت ہوں خط شامل نہ ہونے کی وجہ تاخیر سے ملتا ہے ہمیں آپ کے جذبات اور مشکلات کا احساس ہے آج کل کی F.B کی ڈی کے لیے فہرست سے پہلا صفحہ کھلیں وہاں لکھی ہوئی ہے اور اب امید کرتے ہیں کہ آپ کی ناراضگی دور ہو جانی چاہیے۔

کوثر ناز حیدر آباد

کوثر ڈیئر! شاد رہو آپ کی ارسال کردہ تمام نگارشات موصول ہوگئی ہیں عید نمبر سے فراغت یا کر پڑھ پائیں گے۔ پہلے بھیجی گئی کہانیاں میں سے ”جنگی گرہن“ منتخب ہو چکی ہے اب آپ باری کا انتظار کیجیے جلد ہی آج کل کے صفحات پر جگمگ کر رہی ہوگی۔ آپ کی جو تحریر ہم نے منتخب کی ہے آپ اسی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے باقی تحریریں لکھیں طوالت سے گریز کریں پیاری گریبا امید ہے کہ آپ پائے گی۔

بشوی باجوہ اوکاڑہ

اچھی بشوی! شاد رہو لیجیے جواب حاضر ہے ”تو چاند میرے آگن کا“ منتخب ہو چکی ہے بہت جلد لگا دیں گے۔ گریبا آپ ایک ہی لفافے میں تمام کارڈ ارسال کر سکتی ہیں متعلقہ شعبے والے ہی فیصلہ کرتے ہیں۔ شاعری کے حوالے سے بھی یہی کہوں گی کہ اس کا رد و قبول بھی وہیں طے ہوتا ہے ہم بھلا آپ سے کیوں ناراض ہوں گے ایسے قارئین کے ہم قدردان ہیں جو ہماری رہنمائی کرتے ہیں اور شکوہ شکایت بھی کر لیتے ہیں کیونکہ یہی تو ہے وہ اپنا پرنا کیا سمجھیں۔

طیبہ سعدیہ عطاریہ سیالکوٹ

عزیز بہنا! خوش رہو! سننے عرصے کی غیر حاضری کے بعد پھر سے آپ کی آمد بھلی گئی ہم اپنے قارئین کو بھولتے نہیں بس گردش کیل و نہار میں بھی کھار فرمت نہیں ملتی۔ ہماری جانب سے آپ کو بھی عید مبارک، پیغامات اور تعارف کے لکھنے کا سلسلہ متعلقہ شعبے والے ہی کر سکیں گے اللہ آپ کو اس کام میں کامیابی و کامرانی و آسانی فرمائے۔

جویریہ سلیم راولپنڈی

جویریہ ڈیئر! خوش رہو! اتنی طویل غیر حاضری کے بعد شرکت کی کافی خوش ہوئی آپ کی تحریر ”ہجرم“ پڑھ لی لیکن معذرت قبول کرو کہ غیر حتمی کہانی ہے اس لیے جبکہ نہ پائی اسی انداز تحریر میں کوئی حتمی و اصلاحی تحریر دلچسپ

جیرائے میں لکھ کر ارسال کر دیں دعاؤں کے لیے شکریہ۔

حنّا احمد جنیوٹ

حنّا گریبا! خوش رہو! آپ نے خاموشی کا قفل توڑ کے پہلے بار آج کل کی محفل میں شرکت کی خوش آمدید اب آئندہ بھی شرکت کرتی رہیے، کلمہ متعلقہ شعبے کو بھیج دی ہے معیاری ہوئی تو چھپ جائے گی۔

حانیہ ضیافت عباسی راولپنڈی

پیاری حنی! خوش رہو! آپ کا کچھ بھی لکھا نہیں برا نہیں لکھا آپ نے اپنی خاموشی کا قفل توڑ کے شرکت کی خوش آمدید یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ کو کلمہ اور کاغذ سے محبت ہے ایک رائٹر بننے کے لیے مطالعہ و محنت کے ساتھ ساتھ لکھنے کا جنون ہونا بھی ضروری ہوتا ہے تعارف اور خط ایک ہی لفافے میں ارسال کیا جاسکتا ہے ہر سلسلے میں شرکت کے لیے نئے صفحے کا استعمال نہایت ضروری ہے ورنہ نگارشات ہو جاتیں ہیں۔

طیبہ نذیر شاد دیوال گجرات

پیاری طیبہ! خوش رہو! تعریفوں بھرا خط ملا پڑھ کے خوش ہوئی ہماری تو کوشش یہی ہوتی ہے کہ آج کل کے معیار کو بہتر سے بہتر بنائیں آپ کو ہمارا معیار پسند آیا اس کے لیے شکریہ آپ کی تجویز نوٹ کر لی ہیں کوشش کریں گے پوری کرنے کی۔ محنت خرطا ہر کوہم بھی بہت یاد کر رہے ہیں وہ بہت مصروف ہوگئی ہیں آپ کہانی رجسٹرڈ اک کے ذریعہ دفتر کے پتہ پر ارسال کر دیں۔

مروبا نور کنجاہ

ڈیئر! خوش رہو! کہانی مل گئی ہے عید نمبر 2 سے فراغت کے بعد پڑھ کے رائے دے پائیں گے آج کل کی پسندیدگی کے لیے شکریہ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ آج کل کی اتنی پرائی قاری ہیں ہماری رہنمائی ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے۔

رضوانہ احمد جیمہ نامعلوم

اچھی رضوانہ! شاد رہو! آپ کی تحریر ”ٹو میرا احساس ہے“ پڑھی لیکن کچھ خاص تاثر قائم نہ کر سکی بہر حال آپ

میں لکھنے کی صلاحیت موجود ہے لیکن اسے جلا بخشنے کے لیے محنت اور مطالعے کی ضرورت ہے۔ آپ ابھی صرف افسانے لکھیں غیر ضروری طوالت سے گریز کریں۔

کون بد الدین ضلع مٹیاری

ڈیئر کون! خوش رہو! آپ نے پہلی بار خط لکھا خوش آمدید آج کل کی پسندیدگی کے لیے شکریہ آج کل کے لیے جو آپ نے غزل لکھی ہمیں بہت پسند آئی لکھنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں آپ کی تحریر موصول ہوگئی ہے ابھی پڑھی نہیں ہے۔

عظمیٰ شاہین رفیق فیصل آباد

عظمیٰ ڈیئر! ”سب کچھ میرا تو“ کے لیے معذرت قبول کریں آج کل کے معیار پر پوری نہیں اتر پائی امید ہے آپ کی لکھی ہوگئی ہوگی۔

شازیہ فاروق احمد خان ییلہ

محمد آباد کالونی شازیہ! خوش رہو! اتنی محنتیں دیکھ کے ہماری بھی آنکھیں غم ہو گئیں مگر یہ کیا آپ نے اتنی ساری کہانیاں ہمیں بھیج دیں مگر پھر بھی ہم نے فرصت نکال کے پڑھ لیں۔ شازیہ! اچھی آپ کو بہت محنت کی ضرورت ہے اپنی کہانی لکھ کے آپ بار بار پڑھیں آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ کتنی غلطیاں ہیں اور دیگر رائٹرز کو بھی بغور پڑھیں فی الحال کہانی نہ لکھیں مطالعہ پر توجہ دیں۔

زویہ شاہین مانگا

زویہ ڈیئر! خوش رہو! مجھ کو بھرا خط ہمیں بھی خوش سے دوچار کر گیا یہ بات آپ نے بالکل صحیح کہی کہ آج کل نئے لکھنے والوں کی ضرورت حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ جی بالکل ثابت یا ثل لکھنے سے پہلے افسانہ نگاری پر عبور حاصل کرنا نہایت ضروری ہے آپ 10 سے 15 صفحات پر مشتمل کوئی دلچسپ سا افسانہ ہمیں لکھ بھیجیں جب ہی رائے دے پائیں گے۔

زرقازیب کوتلی آزاد کشمیر

زرقا ڈیئر! خوش رہو! آپ کی تحریر مجلس تاشیر نے

ہمیں اس بات کا قائل کر دیا کہ آپ میں لکھنے کی صلاحیت موجود ہے لیکن موضوع کا انتخاب کمزور تھا۔ وسیع مطالعے اور سخت محنت کی بناء پر آپ موضوع کے چناؤ میں بھی کامیاب ہو سکتی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے آمین۔

شمسہ فیصل لاہور

شمسہ ڈیرا مسکرائی رہو آپ کی تحریر "اندک کا دکھ" موصول ہوئی بہت حساس موضوع پر آپ نے قلم اٹھایا اعزاز بیاں اور آپ کی لکھنے کی صلاحیت بخوبی واضح ہو گئی لیکن آپ نے شوہر کا کردار پیش کرنے میں کچھ کوتاہی کر دی ایک طرف وہ تعلیم یافتہ ہے دوسری طرف اس کے خیالات جاہلوں سے بھی بدتر ہیں۔ اسی تضاد کی بناء پر ہم معذرت خواہ ہیں آپ اس کہانی کو اصلاح کے بعد دوبارہ بھیج دیجیے امید ہے آپ باایں نہیں ہوں گی۔

نگہت بشیر کھاریاں، گجرات
بیاری نگہت! آباد رہو آپ جس سلسلے میں بھی شرکت کرنا چاہیں اسی پتے پر ارسال کر دیں آپ کا خط اور دیگر تحریریں موصول ہو گئی ہیں۔ عید نمبرز سے فراغت کے بعد ہی پڑھ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ کی تکلیف کو جلد از جلد ٹھیک کر دے آمین۔ "محبت یوں بھی ہوتی ہے" آپ کی یہ تحریر منتخب ہو گئی ہے فی الحال انتظار کریں۔

نگہت سیما چکوال

بیاری نگہت! شاد رہیے اس خط کے ذریعے آپ سے نصف ملاقات ہو گئی بہت اچھا لگا ورنہ گردش حالات میں ہر کوئی اس طرح مصروف ہے کہ اسے لیے بھی وقت نہیں نکال پاتا شکر یہ کہ کوئی ضرورت نہیں ہے آپ آج کل کی پسندیدگی کا شکر یہ ہماری جانب سے آپ کو عید کی ڈیڑھوں مبارک باد و استقام۔

مقدس تسلیم یاسمین شوکت آباد
مقدس ڈیرا تعریف نامہ موصول ہوا اچھا لگا نازیہ کو آپ کی تعریف پہنچا رہے ہیں اور میرا شریف طور کو بھی

آپ کی خواہش ان سطور کے ذریعے پہنچا رہے ہیں کہ آرڈی والوں پر ضرور کوئی کہانی لکھیں۔

شاہ زندگی راولپنڈی

زندگی ڈیرا خوش رہو آپ کی دوست کا تعارف باری آنے پر ہی شائع کیا جائے گا اگر وہ دلچسپ پیرائے میں لکھا گیا ہو تو ان سے پہلے جن کی باری ہے پہلے ان کا حق بننا ہے۔ کہانیاں مل گئی ہیں انکے مینے ہاں یا ناں میں جواب دے دیں گے۔ ہماری طرف سے آپ کو بھی عید مبارک۔

رضیہ جنیوٹ

اچھی بہن! آج کل کی محفل میں پہلی بار شرکت پر خوش آمدید امید ہے آپ آئندہ بھی شرکت کرنی رہیں گی تمام قارئین اور رٹائرڈ کو آپ کا سلام ان سطور کے ذریعے پہنچا رہے ہیں۔

سلمیٰ فہیم گل لاہور

سلمیٰ ڈیرا ہم تو خیریت سے ہیں امید ہے آپ بھی ٹھیک ہوں گی آپ کی تعریف قارئین کو پہنچا رہے ہیں آپ کو بھی ہماری طرف سے عید مبارک۔ قسط وار ناول کے لیے ابھی بالکل گنجائش نہیں سائنس مت کیجیے گا ہاں کوئی ہلکا بھلکا افسانہ یا ناول ہو تو ضرور بھیج دیں۔

ماہ رخ سرگودھا

ڈیرا ماہ رخ! مسکرائی رہو آپ کے فیصلی خط کا جواب حاضر ہے آپ آج کل کی پسندیدگی کا شکر یہ اب باقاعدگی سے شرکت کرنی رہیے گا جواب مختصر اس لیے دیا جاتا ہے تاکہ زیادہ بہنوں کے خطوط شامل ہو سکیں۔ نازیہ کنول نازی کو آپ کی تعریف و تحسین ان سطور کے ذریعے پہنچ جائے گی۔

سجل سہاب شاہ سرگودھا
کل گڑیا! شاد رہو آپ کل کی محفل میں شرکت پر خوش آمدید آپ اپنی نگارشات اسی پتے پر بھیج دیجیے جس پتے پر آپ نے یہ خط بھیجا ہے آپ نے جو شعر کا نذرانہ آج کل کے لیے پیش کیا ہے قارئین کو بھی پڑھا رہے ہیں۔

دعا یہی ہے رب سے تیرے لیے
تو قیامت تک سایہ گلن رہے ہم پر
طاہرہ ملک جلالپور، پیروالہ
بیاری طاہرہ! جیتی رہو شکوہ و شکایت سے بھرپور آپ کا قلم موصول ہوا آپ کا گلہ سرا آنکھوں پر ہمیں آپ کی مشکات کا بخوبی اعزاز ہے لیکن بعض اوقات ٹھکڑا دک کی کوتاہی کی بنا پر آپ کی نگارشات تاخیر سے موصول ہوتی ہیں اور تب تک کالموائے تکمیل مراحل میں ہوتے ہیں اسی لیے شائع نہیں ہو پاتے امید ہے آپ سمجھ جائیں گی۔ نئے پیرائے کی بات نہیں ہے گزرا ہاں تو آپ کے پیغامات ہم تک پہنچنے کی ہے۔
مشترکہ جوابات:-

نورین شفیع ملتان
غیر حاضری کے بعد اچانک شرکت بھلی لگی آپ کی دیگر نگارشات ہمیں کافی تاخیر سے موصول ہوئی ہیں

ہفدا محذرت شبانہ شمس گھوٹکی
آپ کا محبت بھرا پیارا سا خط موصول ہوا آپ کے جذبات قابل تحسین ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے عزائم میں کامیاب کرے اور روشن مستقبل بنائے آمین عائشہ

نور شادیوال گجرات
آج کل کی طرف سے عید مبارک! آپ حمد بھیج دیں اور شاعری بھی اگر معیاری ہوئی تو ضرور شائع ہو جائے گی۔

شہناز اینڈ شازیہ اقبال کپروڑ پٹکا
بیاری بہنوں! خوش رہو آپ کی بہن کا پڑھ کر بہت دلچسپ ہوا آج کل کیوں اس طرح کے مشرکانہ اعمال کر کے دوسروں کی زندگیوں میں آجڑی کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔ صبا قریشی مون

قریشی عبد الحکیم
تاخیر سے موصول ہوا بہر حال جواب حاضر ہے آج کل کی پسندیدگی کا شکر یہ آپ کے مشوروں پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جہاں تک آپ کے پیغام کی بات ہے تو معذرت کیونکہ یہ کالم اب تکمیل مراحل میں ہے آئندہ

جلدی بھیج دینا۔

ناقابل اشاعت کہانیاں:-

میری اوصوری محبت، جینر اوصوری محبت پورا سچ کا نٹوں بھری راہ مکافات عمل برادری کی رانی، شکر یہ کہ عنصر تو میرا احساس ہے، بھرم تیری وہ اک نظر عید کی خوشیاں، محبت مار دیتی ہے، محبت ہوئی مہریان، کون ہو تم، آگئی انجی دیر نہیں ہوئی بلا عنوان، عید کے رنگ اپنوں کے رنگ، محبت گمشدہ میری آخری انڈیا میرے مرنے کے بعد مل، ہواؤں پر وہ اک لمحہ لغزش، آج کل پر واپس لاؤ، لاکھ اماں کا دامن، فنکار محبت کی عنایت، میری دوستی میرا عشق، دھوکا بدلہ پیار کا تم ہی تو تھے روشن چراغ، خوشیاں اپنوں کے رنگ، جینر محبت، شکست فاش، باسماں وطن، گرہوں ہو تو زندگی، کبھی دھوپ کبھی چھاؤں، سچ کا بھولا، چھوٹی سی شرط، آدھا راستہ پیار بھرا مان، وہ خواہش گمشدہ میری کسٹی بی ایم اے، اندک کا دکھ۔



مصلحتین سے گزارش
☆ سوسہ صاف خوش لکھیں۔ ہاشیہ لگا نہیں سکتی
ایک جانب اور ایک سطر چھوڑ کر لکھیں اور صفحہ نمبر ضرور لکھیں اور اس کی فوٹو کافی کر کے اپنے پاس رکھیں۔
☆ قسط وار ناول لکھنے کے لیے ادارہ سے اجازت حاصل کرنا لازمی ہے۔
☆ نئی لکھاری بہنیں کوشش کریں پہلے افسانہ لکھیں پھر ناول یا ناولٹ طبع آزمائی کریں۔
☆ فوٹو انشیت کہانی قابل قبول نہیں ہوگی۔
☆ کوئی بھی تحریر نئی یا سابقہ روشانی سے تحریر کریں۔
☆ سوسہ کے آخری صفحہ پر اپنا مکمل نام پتا خوشخط تحریر کریں۔
☆ اپنی کہانیاں دفتر کے پتے پر ریشم ڈاک کے ذریعے ارسال کیجئے۔ 7 فروری جینر ز مجلہ ہارون روڈ، کراچی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ سالہ تعلیمات کے خلاف تھا کیونکہ اسلام نے نسلی امتیاز اور خاندانی غرور کو ختم کر دیا تھا اور اسلام میں عزت شرافت اور سیادت و بزرگی کا دار و مدار تقویٰ پر رکھا تھا۔

کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے برسرِ منبر یہ سوال کیا گیا کہ آپ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ کیوں بنایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ دین کے کاموں میں سب سے اہم نماز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں حضرت ابوبکرؓ کو ہمارا "امام نماز" بنایا تھا جبکہ میں وہاں موجود تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میری موجودگی کا علم بھی تھا مگر اس کام کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یا انہیں فرمایا بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخصیت کو ہمارے دین کی امامت کے لئے منتخب فرمایا تھا ہم نے دنیا کی امامت و قیادت کے لئے اُسے ہی نہیں لیا۔ (اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم از حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

فقہ جعفریہ: شیعہ فرقے کا فقہ ہے شیعہ فرقہ سب سے قدیم فرقہ ہے اس کی بنیاد چھٹے امام حضرت امام جعفر صادق کے مقرر کردہ اصول پر رکھی گئی ہے۔ یہ مذہب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری عہد میں سیاسی رنگ میں نمودار ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں انہیں عروج حاصل ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عوام سے ملے جلتے تو ان کی سخاوت و دین داری اور علم و دیکھ کر لوگ سراپہ عیار و عقیدت بن جاتے تھے۔ شیعہ مذہب کے ماننے والوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس مقبولیت کو دیکھتے ہوئے ان سے اپنی واسطی کر لی اور لوگوں میں ان کا چرچا کرنے لگے اور ان سے اپنی عقیدت اپنے حلق کا اقرار کرنے لگے۔ اور بہت سے لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پیروکار ہو گئے اور حقیقت شروع ہی سے حامیان علی شیعہ کہلاتے تھے اور یہیں سے شیعہ فرقے نے نشو و نما حاصل کی۔ مذہب شیعہ کا اصل اصول یہ ہے کہ امامت مصالِحِ آئمہ میں سے نہیں ہوتی کہ اسے امت کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے بلکہ یہ دین کا اہم رکن اور اسلام کا ستون ہے اور یہی اس سے غفلت نہیں برت سکتا کہ اسے امت کو تقویٰ سے کر دے بلکہ اس پر لازم ہے کہ امت کے لیے ایک امام کا تعین کر دے اور یہ امام تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہو (مقدمہ ابنِ خلدون) امام کا تقرر اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور دنیا بھی امام سے خالی نہیں رہتی وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا فصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین مانتے ہیں کیونکہ امام ذات و صفات باری تعالیٰ کی شناخت کراتا ہے۔

شیعہ مذاہب کی اساس و بنیاد عقیدہ امامت اور امام آخر الزماں (مہدی مختصر) کی غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ کے زمانہ ولایتِ فقہ کے نظریے کی بنیاد پر قائم ہے جس طرح امت مسلمہ کے نزدیک نبی و رسول کا تقرر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے بالکل اسی طرح شیعہ مسلک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کا جانشین و خلیفہ یعنی امام بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے مقرر و نامزد ہوتے ہیں۔ وہ نبی ہی کی طرح معصوم ہوتے ہیں اور ان کی اطاعت نبی اور رسول کی طرح امت پر فرض ہوتی ہے۔ امام کا درجہ تمام نبیوں سے بالاتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہوتا ہے۔ امام ہی امت کے تمام دینی اور دنیوی معاملات و امور کا سربراہ

اس سے قبل کہ فقہ کی تفصیل کی طرف جائیں ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ نے جہاں جہاں اور جیسے جیسے تحصیلِ علم کی اور جوان کے فقہی مسلک کی بنیاد بنے اور اس کی جھلک ان کے فقہی احکام میں نظر آتی ہے۔ امام ابوحنیفہ کے شیوخ مختلف مشرب اور مسلک کے تھے۔ وہ خصوصیت کے ساتھ کسی ایک گروہ یا طبقہ اہلِ رائے سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ بعض ان میں فقہائے حدیث تھے۔ اور بعض مفسر قرآن تھے۔ امام صاحب نے ہر اس جگہ اور ہر اس شخص سے علم حاصل کیا جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فتاویٰ کا علم حاصل ہو سکتا تھا۔ امام صاحب نے جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ حاصل کئے وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فتاویٰ کے تتبع اور جستجو میں ہمیشہ لگے رہتے تھے۔ امام صاحب نے جن صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ حاصل کئے وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ تھے جنہیں کتاب الہی اور سنتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑا عبور حاصل تھا اور اجتہاد و فکر میں بڑا بلند مقام رکھتے تھے۔

امام صاحب کے فقہ پر اہلِ رائے کا گمان ہے کہ وہ شیعہ شیوخ سے زیادہ متاثر تھے۔ اس لیے ان کے فتاویٰ میں شیعہ مسلک کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ یہاں مختصر اشیعہ فقہ یعنی فقہ جعفریہ کے بارے میں کچھ معلومات جمع کر دی جائیں تاکہ فقہ حنفی کو سمجھنے میں آسانی رہے اور اس کا تمام دیگر مسالک سے تقابلی جائزے میں آسانی رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مشاورت سے خلافت سونپی گئی تھی لیکن ایک جماعت (مجان علی) ایسی بھی تھی جو اس فیصلے کی مخالفت بھی وہ تینوں خلفائے راشدہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کا زیادہ حق دار مانتے تھے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور چچا زاد بھائی بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کسمنوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ان کے قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی وصیت فرمائی تھی چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت کرنے کے باعث بعد میں یہ لوگ شیعان علی کہلائے۔ انہوں نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ خلفائے راشدین خلفائے بنی امیہ خلفائے بنی عباس سے اہل بیت کی خلافت کا حق واپس انہیں دلایا جائے۔ شیعہ سنی مسالک کے اختلاف میں جیسے مسئلہ امامت مسئلہ اجتہاد و شرعی دلائل مذہبی اصول و فروع عبادات اور دیگر معاملات مسئلہ امامت میں ان کے یہاں بھی کمی فرقتے ہیں جن کی تفصیل گزشتہ صفحات میں کی جا چکی ہے۔

نظریاتی اختلاف کی ابتدا پہلی بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری دور خلافت میں ہوئی۔ یہی شیعہ مذہب کا نقطہ آغاز تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اور جانشینی کا مسئلہ بظاہر بہت سادہ اور خوش فہم تھا لیکن

وحاکم ہوتا ہے۔ ساری امت بلکہ ساری دنیا پر حکومت کرنا صرف اس کا ہی حق ہوتا ہے کیونکہ حکومت صرف اللہ تعالیٰ کے نام زد کئے ہوئے ائمہ معصومین کا حق ہے۔ جس طرح نبی پر ایمان لانافرض اور اسے ذریعہ نجات ماننا شرط ہے اسی طرح ان اماموں کی امامت کو تسلیم کرنا اور ان کو اللہ کا مقرر کیا ہوا امام معصوم اور حاکم ماننا بھی نجات کی شرط ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے دنیا کے خاتم تک یعنی قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارہ امام نامزد ہوئے۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نامزد فرمایا ہے۔ پہلے امام حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) (۲) حضرت امام حسن بن علی (۳) حضرت امام حسین بن علی (۴) امام علی بن حسین (۵) امام محمد باقر (۶) امام جعفر صادق (۷) امام موسیٰ کاظم (۸) امام رضا (۹) امام محمد تقی (۱۰) امام جعفر تقی (۱۱) امام حسن عسکری (۱۲) امام جت۔ یہ امام حسن عسکری کے صاحب زادے تھے جو چھوٹی عمر میں ہی ہجرت اور طور پر سرمن رانی کے غار میں روپوش ہو گئے ہیں۔ قیامت تک ان کی ہی امامت اور حکومت کا زمانہ ہے۔ شیعہ عقیدے کے مطابق امام جت کا نام لیا بھی حرام ہے وہ عائب ہیں اور غار میں روپوش ہو گئے ہیں۔ جب وہ مناسب سمجھیں گے (قرب قیامت کے وقت) غار سے نکل آئیں گے جب ایسا وقت آئے گا تو وہ وقت ان کی غیبت کبریٰ کا کہلائے گا۔ یہ شیعہ فرقے کا بنیادی عقیدہ ہے۔ امام جت کو آخری امام اور مہدی منتظر کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

اصول کافی میں کتاب الحجۃ امام جعفر صادق کا قول اس طرح آیا ہے کہ بندوں کے نزدیک ہونا اللہ اور اللہ کا راضی ہونا ان سے ایسی حالت میں جب وہ حجت اللہ کو عائب پائیں اور وہ ان پر ظاہر نہ ہوں اور ان کی جائے قیام کو نہ جانے اور اس کا علم رکھیں کہ حجت اللہ سے زمانہ خالی نہیں ہوتا اور نہ اس کا عہد جو بندوں سے ہے باطل ہوتا ہے۔ پس ان کو چاہئے کہ ہر صبح و شام ظہور حجت علیہ السلام کی توقع رکھیں۔ حجت اللہ کا عائب ہونا علامت ہے کہ اللہ کا غضب ہے۔ ان کے دشمنوں پر امام کو ظاہر نہیں کیا۔ اللہ کو اس کا علم ہے۔ جو حضرت جت میں کوئی شک نہیں ہے اور جو شک کرے وہ بدترین لوگوں میں ہے (اصول کافی علامہ محمد یعقوب مکتبی)

موجودہ دور میں امام مکتبی جو امام عائب یا امام آخر الزماں کے نائب اور قائم مقام کی حیثیت رکھتے ہیں اسی لئے انہوں نے حکومت کا نظام اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا۔ ان کی کتاب ”ولایۃ المقتدیہ“ کے صفحہ نمبر 49 پر وہ تحریر کرتے ہیں۔

”جب کوئی فقیر (مجتہد) جو صاحب علم ہو و عادل ہو۔ حکومت کی تشکیل و تنظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہو تو اس کو معاشرے کے معاملات میں وہ سارے اختیارات حاصل ہوں گے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھے اور سب لوگوں پر اس کی سیح و اطاعت واجب ہوگی۔ اور یہ صاحب حکومت فقیر و مجتہد حکومتی نظام اور عوامی سماجی مسائل کی نگہداشت اور امامت کی سیاست کے معاملات میں اسی طرح مالک و مختار ہوگا جس طرح نبی اور امیر المومنین علی علیہ السلام مالک و مختار تھے (الحکومت الاسلامیہ مکتبی)

شیعہ مسلک میں مذکور و نیاز اور مجالس کثرت سے کی جاتی ہیں۔ ایام محرم ان کے لئے رنج و الم کے دن ہوتے ہیں۔ مجالس میں شرکت اور غم حسین کا اظہار کرنے کو باعث نجات و مغفرت جانتے ہیں۔ اپنی ہر مشکل میں ہر کام کے لئے ”مد علی“ سے مانگتے ہیں۔ حضرت علی کو خاطر و ناظر جانتے ہیں۔ شیعہ اثنا عشری فرقوں میں

ایک فرقہ آغا خانی بھی ہے جو صرف حاضر امام آغا خان کو ہی سب کچھ مانتا ہے۔ آغا خان کا دیدار ان کی بخشش و نجات کا ذریعہ ہے۔ ان کی عبادات کا تمام تر محور حاضر امام آغا خان ہی ہے۔

سب شیعہ ایک ہی طریقے کے نہیں ہوتے۔ کچھ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی آل کی شان میں غلو کرتے ہیں۔ کچھ معتدل اور میاندرد ہیں چنانچہ معتدلیں نے کسی دوسرے صحابی کی تکفیر کے بغیر محض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اعلان و عقیدے پر اکتفا کیا ہے وہ شیعہ جو غالی اور افراط و تفریط میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو درج نبوت پر پہنچا دیا۔ ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ نبوت کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہی لیکن جبرئیل علیہ السلام کو مداخلت ہو گیا اور بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ (یہ غالی فرقہ ہے جو اس طرح کہتا ہے)۔ حالانکہ اس وقت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کس تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس برس تھی)۔

ان میں بعض حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کا ظہور یا خدا ہی مانتے ہیں۔ ایسے لوگ روی ریاستوں میں زیادہ تر پائے جاتے ہیں

حنفی فقہی اشاعت دیگر مسلک سے زیادہ کیونکر ہوئی اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ عباسی خلفاء نے اپنے دور میں اپنے محکمہ عدل و قضا کے لیے حنفی فقہ کو ہی منتخب کیا تھا اور اہل عراق اکثر اسی مسلک کے مقلد تھے۔ اور سلطنت عثمانیہ کا سرکاری مذہب بھی یہی تھا۔ اور جو مالک سلطنت عثمانیہ کے زیر حکومت تھے وہاں بھی یہی مسلک حنفی سرکاری مذہب کے طور پر رائج ہوا۔

برصغیر پاک و ہند میں گو کہ ہر مسلک کے پیروکار موجود ہیں لیکن ان میں اکثریت حنفی مسلک کے ماننے والوں کی ہے فقہ اسلامی پر اجتہاد اور تحقیقی پیش رفت حنفی فقہ حنفی میں ہوئی اور علم عمل کے میدان میں اسلامی قوانین کی اس طرح برتری کی ثابت کی گئی جو قرآن و سنت کے عین مطابق تھی اور صاف شفاف پیرائے میں تھی جس سے مسائل آسانی سے حل ہوئے اور سمجھ میں آنے لگے جس کے باعث زیادہ سے زیادہ لوگوں کے دینی مسائل حل ہونے لگے۔ اس سے اظہار دین اور غلبہ دین ہوا۔ امام ابوحنیفہ نے ہر دینی ضرورت کے مطابق فقہی مسائل کو حل کیا ہے اسلام کی بنیاد پانچ اہم ارکان پر ہے۔ (۱) ایمان۔ (۲) نماز۔ (۳) روزہ۔ (۴) زکوٰۃ۔ (۵) حج۔ آئندہ صفحات میں بنیادی اسلامی ارکان پر فقہ حنفی کے مطابق تشریح پیش کی جائے گی اس کے علاوہ اسلامی نظام زندگی کے لیے معاشرتی اقتصادی معاملات جرم و دزدانہ سے متعلق بھی تشریح پیش کی جائے گی تمام تشریحات کو مختصر و مفید ہی تحریر کیا جاسکے گا کیونکہ یہ مختصر سا کتابچہ زیادہ تفصیل و تشریح کا تحمل نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ یہ کتابچہ حضرت امام اعظم حنفی شخصیت اور ان کے فن فقہ کے بارے میں مختصر معلومات پر ہی محیط ہے۔ سب سے پہلے ہم اسلامی اساسی معاملات پر بحث کریں گے۔ ایمان کے بعد نماز اسلام کا دوسرا سب سے اہم رکن ہے اب ایمان سے متعلق حنفی مسلک اور پھر طریقہ نماز پر گفتگو کریں گے۔

(جاری ہے)

فاطمہ منظر

ملفوظات

اسلام علیکم وعلوہی وعلیکم السلام! کہے لو جی آپ سب؟ پچھنا نہیں پچھانا..... اچھا کیا نہیں پچھانا چلو جی میں خود ہی بنا دیتی ہوں تو جی مجھے کہتے ہیں فاطمہ منظور اس کتا کے تنک مرچ مسالہ کچھ بھی لگا سکتے ہیں (ہاہاہاہا)۔ تم لو بہن بھائی ہیں میرا نمبر دوسرا ہے۔ بڑی آپلی صبا ہیں ان کی شادی ہو چکی ہے۔ ایک بھانجا ہے سہمان اوہ ہم سب کی جان ہے۔ میں بی اے کی اسٹوڈنٹ ہوں 7th کلاس سے آپ چل پڑھ رہی ہوں میری پسندیدہ رائٹر نازیبا کی عشنا جی! افراد صغیر احمد سمیرا آپلی فرحت اشتیاق اور عمیرہ احمد ہیں۔ میرے فوٹو ٹائٹل بہاروں کے سنگ سنگ امرتیل یہ چاہئیں یہ شدتیں پتھروں کی پلکوں پر اور شہر چارہ گراں ہیں۔ پسندیدہ ٹکروائٹ ہے کھانے میں مجھے رس ملائی سموسے فروٹ چاٹ اور پیکی پسند ہے۔ جی آگیا نامہ میں پانی۔ اب آتے ہیں خوبیوں اور خامیوں کی طرف تو جی خوبی کا تو مجھے پتا نہیں پلیز اگر آپ کو پتا ہے تو بتا دوں۔ خامیاں بہت سی ہیں خاصہ بہت آتا ہے لیکن جلد ہی کنٹرول کر لیتی ہوں۔ مجھے حسد کرنے والے لوگ بہت برے لگتے ہیں۔ دوستوں کی فہرست تو بہت لمبی ہے میری بیسٹ فرینڈ صناعترا ہے بچپن سے ہم ایک ساتھ بڑھی ہیں لیکن بی اے میں آکے وہ کالج چلی گئی ہے اور مجھی بہت سی دوستیں ہیں سب مجھ پر گئیں اسکول میں اب کچھ خاص مزا نہیں آتا۔ تو یہ تو ہے..... گاؤں کا نام بتانا تو بھول ہی

گئی۔ میں سمجھو یاں کے قریب ایک گاؤں رندھیر شریف میں رہتی ہوں۔ میری پسندیدہ ٹیچر محبت ہیں انہیں بھی آچل پڑھنے کا بہت شوق ہے دوسری کلاس سے لے کر اب تک ان کے پاس ہی پڑھ رہی ہوں۔ ڈائجسٹ پڑھنے کا جنون بھی انہی کی بدلت ہوا۔ ٹیچر زریں سدرہ اہم ان سے بھی دوستی ہے۔ تجھے تحائف دینا بھی پسند ہیں۔ گفٹ دینے میں مجھے ناؤنڈ پر فہم اور پھول پسند ہیں۔ پھولوں میں مجھے موتیا بہت پسند ہے اس کی خوشبو آف۔۔۔۔۔! مجھ میں ذرا بھی غرور نہیں لیکن پھر بھی پتا نہیں کیوں لوگ کہتے ہیں کہ میں غرور کرنی ہوں آپ کو پتا ہے نامیں ایسی نہیں ہوں۔ بہننے میں مجھے ساڑھی بہت پسند ہے لیکن ابھی تک پہنی نہیں کہیں گرگنی تو اسلٹ میری ہوگی تا آپ کی چٹوڑی ہوگی جو مٹی آ رہی ہے۔ جیولری میں جھمکے اور ہندیا پسند ہے۔ کانچ کی چوڑیاں تو بہت ہی پسند ہیں۔ آپ پور تو نہیں ہو رہے ظاہر ہے آپ کو اور بھی بہت سے کام ہوں گے۔ طیبہ نڈرہ اور تحائف بھی بھلاؤں کو میرا ڈھیر سارا اسلام۔ طیبہ جی آپ شادی وال کے کس محلے میں رہتی ہیں پلیز ضرور بتائیے گا۔ آچل کے قارئین کو میرا تعارف کیسا لگا بتا دینا یا۔ آچل کے تمام اسٹاف کے لیے دعا ہے کہ اللہ آپ کو کامیابیوں اور کامرائیوں سے نوازے آمین۔ اپنا ڈھیر سارا خیال رکھیے گا، کوشش کریں کہ ہماری وجہ سے کسی کو دکھ نہ ملے خود بھی خوش رہیں اور دوسروں کو بھی خوش رکھیں اللہ حافظ۔

عکاشہ نعیم

اسلام علیکم! لڑکیوں! آفتیوں! باجیوں! بہنوں! تے
بھرجانیوں! کیا حال ہے آپ سب کا؟ یقیناً ایک دم

ٹٹ فٹ ہوں گے ہوتا بھی چاہیے۔ تو جناب کچھ لوگ مجھے عکاشہ تو کچھ انعم کہتے ہیں ویسے اصل نام عکاشہ ہی ہے اور ہر فرینڈ نے اپنی اپنی مرضی کا نام رکھا ہوا ہے مجھے نہیں یاد کہ کسی نے عکاشہ کہا ہوا۔ مصباح (فرینڈ) کی بہتی ہے تو صبا کا شو کہتی ہے۔ مجھے یہ سبھی نام پسند ہیں اور جناب میں ۱۰ مارچ کو اس سوٹ سی دنیا کے شہر صادق آباد میں تشریف لائی۔ ہماری کاسٹ راجپوت (رانا) ہے اور میرا انٹراکٹ ہے پتا نہیں اس کی خوبیاں اور خامیاں مجھ میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ میری دو عدد چڑیل قسم کی بہنیں ہیں کوئل اینڈ زرتاش۔ میرا نمبر دوسرا ہے اور میرا ایک عدد ہینڈسوم ڈے شک اسٹارٹ سا بھائی ہے محمد عمر اوائے مصباح محل مت جانا یہ میں نے اس لیے کہا کیونکہ میری اور اس کی ہر وقت لڑائی ہوتی رہتی ہے اور میری ایک بہت سی کیوٹ سی کزن ماہی ہے میری اس سے لڑائی بہت ہوتی ہے کیونکہ وہ کھاتی بہت زیادہ اور مجھے اس کے زیادہ کھانے سے چڑھنے پلینز ماہی کام کھایا کرو اور میرے پیارے اماں اور اماں جان ہیں اور میں اپنی امی کو پیار سے (چھو) لگتی ہوں اور شگلی اس وقت جب کوئی بات منوائی ہوتی ہے۔ میری ایک چھوٹی سی دنیا ہے جو ایف ایم ریڈیو رسالوں فرینڈز اور چاولوں تک محدود ہے۔ رسالوں میں آچل ہوا اور کھانے میں چاول ہوں بس میرے آچل پڑھنے کا سارا کریڈٹ ناول "محبت دل پہ دستک" کو جاتا ہے وہیں سے میں نے آچل پڑھنا شروع کیا اور اب تک پڑھ رہی ہوں مجھے ایسا لگتا ہے میں اس دنیا میں صرف چاول کھانے ہی آئی ہوں بیٹھے ہیں مجھے کچھ آکس کریم پسند ہے۔ سبز حق میں صرف کریمے پسند ہیں جیولری مجھے ساری اچھی لگتی ہے خاص طور پر بڑے بڑے سیرنگلز اور مجھے میک اپ کرنے کا بہت شوق ہے۔ ویسے تو

لباس میں قمیص، شلوار سی پھنتی ہوں پر ساڑھی پہننے کا بہت شوق ہے میں ابھی بی اے کے ہیپز سے فیری ہوئی ہوں اور آج کل ایک دم ولی چھٹیاں انجوائے کر رہی ہوں۔ میرے مشاغل میں سر فہرست مشغلہ ایم ایف 105 صادق آباد ہے میرے فیورٹ ڈی جے احمد عثمان اور عثمان حبیب ہیں۔ مودی دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہاں سنگز بہت ستی ہوں کرکٹ کھیلنے اور دیکھنے کا بہت شوق ہے۔ فیورٹ کھلاڑی عمر اکمل محمد حفیظ شاید آفریدی ہیں۔ کوئنگ سے کوئی خاص لگاؤ نہیں بلکہ کچھ کرنا آتا ہی نہیں ابھی صرف روٹیاں بنانی سیکھی ہیں۔ فرینڈز کے معاملے میں میرا حلقہ احباب نہایت وسیع ہے۔ محرش صبا مصباح جویریہ اسماء عالیہ انیلہ اقصی..... محرش ذرا لٹے دماغ کی ہے ہماری ہر ٹائم لڑائی ہو جاتی ہے ایک منٹ صلح صفائی سے بات نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری کوئی ایک عادت بات یا پسند ملتی نہیں پھر بھی ہماری بہت دوستی ہے۔ آپ لوگ اگر بور ہو رہے ہیں تو کوئی بات نہیں بندے کو کبھی کبھی بور بھی ہونا چاہیے۔ میری فرینڈز کا خیال ہے میں نہایت خوش اخلاق ہوں پر میرے گھر والوں کے نزدیک مجھ سے زیادہ بدیز کوئی نہیں اور میری ایک دعا ہے کہ میری امی حج کی سعادت حاصل کریں اور وہ ضرور کریں گی بھی (ان شاء اللہ) ابو جی کا اس لیے نہیں کہا کیونکہ انہوں نے تو ماشاء اللہ سے پانچ حج کیے ہوئے ہیں اور پلیز آپ سبھی دعا کیجیے گا میری اور میری تمام فرینڈز ہیپز میں پاس ہو جائیں۔ اسی کے ساتھ اجازت چاہوں گی جہاں رہیں خوش رہیں مزے سے جنس گھر اپنے خرچے لے رہا ہے اللہ حافظ اینڈ رب اکھا۔

مدھی بھول

السلام علیکم! ڈیئر آچل اسٹاف اور تمام پڑھنے لکھنے والوں کو میرا سلام۔ مابدولت کو بدیہ بھول کہتے ہیں 'گوندل ہماری کاسٹ ہے۔ 3 مارچ میری پیدائش ہے ضلع شیخوپورہ تحصیل صفد آباد سائیکل مل روڈ پر واقع گاؤں مانگٹ میں پیدا ہوئی۔ دوستیں مجھے پیار سے مدد اور گھر والے پوچھتے ہیں۔ ہم نو بہن بھائی ہیں سات بہنیں اور دو بھائی میں سب سے چھوٹی ہوں اور لاڈلی بھی۔ پانچ بہنیں شادی شدہ ہیں دو توں بھائی مجاہد عباس اور حیدر اسلام بیرون ملک میں قیام پذیر ہیں۔ میرے ابو وقات پانچکے ہیں جب میں صرف 3 سال کی تھی۔ امی حیات ہیں۔ میں نے میٹرک ریکولر کیا ہے اور آگے ایف اے پرائیوٹ کر رہی ہوں۔ چھوٹے بھائی حیدر سے ہر وقت لڑائی کرتا ہی میرا پہلا کام ہے بہت شرارتیں کرتی ہوں لیکن کبھی کبھی۔ مجاہد بھائی سب سے زیادہ میری بات مانتے ہیں پسندیدہ رنگ سفید گلابی اور کالا ہے۔ کھانے میں مٹر چاول، پیٹنگن کا بھرہ، کڑی، سموسے، برگر، چپس، گول گے پسند ہیں اور یہ سب میں بنا بھی لیتی ہوں۔ بیٹھے میں کھیر دس ملائی آکس کریم پسند ہے۔ پسندیدہ ٹیکرزین علی سجاد رائے امانت علی، شبنم ناہید، سونو، گلم، عاطف اسلم اور محمد رفیع ہیں۔ پسندیدہ شاعر احمد فراز، وحی شاہ محسن اور علامہ اقبال ہیں۔ ان سب کی شاعری سے میری ڈائری بھری پڑی ہے۔ ٹی وی بہت شوق سے دیکھتی ہوں مجھ میں خامیاں بہت ہیں غصہ بہت جلدی آ جاتا ہے۔ دوسروں پر بہت جلدی اعتبار کر لیتی ہوں کوئی غلط بات کر رہا ہوں تو برداشت نہیں کر سکتی اس لیے منہ پر کبہر دیتی ہوں اس لیے لوگ منہ پھٹ کہتے ہیں۔ تھوڑی ہی صدی ہوں اب خوبیوں کی بات ہو جائے تو وہ اتنی زیادہ نہیں ہیں

دوسروں کی اپنے طور پر بد کرتی ہوں دل نہ بھی چاہ رہا ہو اور کوئی اگر کام کہہ دے تو پھر بھی کر دیتی ہوں جس انسان سے پیار کروں اس سے بہت پیار کرتی ہوں۔ میری سب سے اچھی دوستیں ہیں میرا نواز سحرہ نسیم، عظمیٰ نور، عظمیٰ عباس اور گلناز عارف۔ گلناز یار جلدی سے مجھ سے رابطہ کر دے مجھ سے دوستی کرنے کا سیدہ جیایا اور کاظمی نے لکھا تھا چنا آپ جیسی دوست اگر مجھے ملے تو میرے لیے فخر کی بات ہوگی۔ اب اجازت چاہوں گی اپنا بچے کا ضرور کہ میرا تعارف کیا لگا آپ کو اللہ حافظ۔

قصہ زندگی و شہر زگر

ڈیئر آچل اسٹاف اور قارئین السلام علیکم! میں ہوں انصی زرگر اور میرے ساتھ ہے میری بیٹی سنیاں زرگر۔ ہم دونوں کا تعلق ضلع گجرات کے ایک قصبہ جوڑہ سے ہے۔ میری تاریخ پیدائش 4 مئی 1986ء ہے میں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی ہے۔ ہم ماشاء اللہ گیارہ بہن بھائی ہیں۔ ارے بھائی حیران کیوں ہو رہے ہو اتنے بہن بھائی ہیں تو پھر ہیں۔ ابو حیات نہیں ہیں میں پانچویں میں تھی جب ابو کی وفات ہوئی۔ اب آگے سنیاں سے سنے بتی تو میں ہوں سنیاں زرگر۔ میں 5 نومبر 1992ء میں شغل کی ٹھنڈی رات کو اس دنیا کو رونق بخشے آئی اور اسی لیے شاید مجھے سردیاں بہت ہی زیادہ پسند ہیں۔ میں نے ایف اے کر لیا ہے اب آگے پڑھنے کا ارادہ ہے ہم چھ بہن بھائی ہیں اور میں سب سے بڑی ہوں۔ مجھے سے چھوٹی صبا، ذکا، جنس علی، صدف الماس اور آخر میں علی مرثیٰ ہے۔ میں 9th میں تھی جب میری ماما کی وفات ہوئی تب ہمیں دادی امی اور ابو نے

سنجالا۔ ابو ہم تو بچپن کو بھول ہی گئے (انصی)۔ رگھوں میں مجھے سفید رنگ پسند ہے پھل میں سارے شوق سے کھاتی ہوں۔ کھانوں میں مجھے راج ماہ چاول، بریانی، قیمہ، کرپے پسند ہیں۔ بیٹھے میں مجھے دس ملائی بہت پسند ہے۔ آچل سے وابستگی 2008ء سے ہے وہ اس طرح کہ ایک دفعہ میری بڑی بہن اوچا گلزار جو کہ (شادی شدہ) ہیں نے ہمیں بہت سارے رسالے لا کر دیئے جن میں ہمیں سب سے زیادہ آچل پسند آیا اور ہم اس کے دیوانے ہو گئے۔ ارے ارے میری بیٹی سنیاں کہہ رہی اور آواز سنیاں! جی تو میں کہہ رہی تھی کہ پھوپھوں میں سے سب سے زیادہ لاڈلی پھوپھو انصی ہیں جن سے میں دل کی ہر بات شیئر کرتی ہوں اکثر خوب لڑائی بھی ہوتی ہے لیکن تھوڑی ہی دیر میں صلہ بھی ہو جاتی ہے کیونکہ ہم ایک دوسرے سے بات کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کھانے میں مجھے بریانی، کرپے، گوشت اور دال چاول بے حد پسند ہیں۔ بیٹھے میں دس گلے اور لذیذ کھیر بہت شوق سے کھاتی ہوں۔ رائرز میں مجھے عشنا کوثر سردار اور نازیہ کول نازی بے حد پسند ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ ان سے میری دوستی ہو جائے۔ کپڑوں میں مجھے ساراچی اور فراؤ زر شرٹ پہننا بہت پسند ہے جیولری میں مجھے بڑے بڑے جھمکے اور انگوٹھی پہننا پسند ہے اور سب سے زیادہ مجھے مہندی لگوانا بہت ہی زیادہ پسند ہے۔ میرا دل کرتا ہے کہ ہر وقت میرے ہاتھوں پر مہندی لگی رہے، رفوز میں مجھے ڈیلچیا اور بلوینڈی پسند ہیں۔ مینجیوں کی پسندنا پسند تو پوچھی ہی نہیں بچپن جانی آجائے (انصی) جی تو میں کہہ رہی تھی کہ کھانا جاتے میں خاص دلچسپی نہیں ہے لیکن بنا ہر چیز لیتی ہوں۔ سوائے چاولوں کہ جن کی وجہ سے امی سے خوب ڈانٹ بھی پڑتی ہے کپڑوں میں فراک اور

جوڑی دار پاجامہ اور ساراچی بھی بہت پسند ہے جو کہ پہنتی بھی ہوں۔ جیولری میں مجھے بریک چین اور بریسلیٹ پہننا بہت پسند ہے۔ رائرز میں مجھے سیرا شریف طور اور اقراء صغیر احمد بہت پسند ہیں۔ سیرا شریف طور کیا (یہ چائیں یہ شدتیں) بے حد پسند ہے اور نیا مکمل ناول "زندگی کی حسین رہ گزر" بھی بہت اچھا ہا۔ اقراء صغیر احمد کا "بھنگی پکوں پر بہت زبردست چارہا ہے۔ یہ جونیاس ہے تانچہ جیج میں ٹانگ اڑا دیتی ہے اب اس کی سنیں..... ہاں جی تو میں اور بچپن آچل خریدنے کے لیے آدھے آدھے پیسے ملاتے ہیں۔ آچل کا بہت بے صبری سے انتظار رہتا ہے۔ ہمارے گھر کے سامنے ایک دکان ہے جہاں سے ہم آچل خریدتے ہیں جب 21 تاریخ آتی ہے تو ہم دن میں کئی بار اپنے گھر کی گیلری میں جا کے دیکھتے ہیں کہ آچل آیا ہے کہ نہیں 22 کو تو بھی 25 کو اور بھی 27 کو آخر کار دل ہی جاتا ہے جب آچل مل جاتا ہے تو میری اور بچپن کی لڑائی ہو جاتی ہے آچل پہلے کون پڑھے گا؟ خوب لڑائی کے بعد یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ پہلے بچپن ہی پڑھیں کیونکہ وہ بڑی ہیں اور اس کے علاوہ مجھے بارش میں بھگنے کا بہت شوق ہے خدا آچل کا اور ہمارا ساتھ یونہی سلامت رکھے اور آچل دن گئی اور رات چوٹی ترقی کرے آمین۔ امید ہے کہ آپ کو ہمارے ساتھ بہت مزا آیا ہوگا۔ اب اجازت دیجئے خدا آپ سب کو تمام مشکلات سے بجائے رکھے آپ بھی ہمیں دعاؤں میں یاد رکھیے گا شکریہ اللہ حافظ۔



آئندہ شریعت
س: لوگ حسد کیوں کرتے ہیں؟

ج: لوگ جو کرتے ہیں اس پر سوچنا چھوڑ کر یہ سوچیں کہ لوگوں کے عیب و صوفیا کیوں برا سمجھا جاتا ہے۔ یقین کریں یہ حسد سے بھی زیادہ بُری لڑائی ہے اور کل قیامت کے روز عیب و صوفیوں اور ان کی تشہیر کرنے والوں پر آگ کے گولے برسائے جائیں گے جو حسد کرتا ہے اس کا عطف ہے ہو سکتا ہے اللہ اس کے حسد کے عوض ہمیں کوئی عاقبت کی راہ دکھانا چاہتا ہے۔ حسد ایک دلی کیفیت ہے جس کا عطف دل کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے ہے حسد کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”حسد تیکوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس دیکھ کھڑی کو۔“
اللہ ہم سب کو حسد کی آگ سے بچائے آمین۔ امید ہے میری بات آپ کو بُری نہیں لگی ہوگی۔ ایک چھوٹی یا بڑی بہن بھوکہ درگزر کرو گے گا کہ میں نے راتِ فطوں میں ایک معاشرتی برائی بارگزارنا چاہی ہے۔

س: نبی کریم ﷺ پر کیا رازِ نبوت ہے یا پیدائشی ہوتا ہے؟
ج: دیکھئے آنسہ لکھنا ایک قدرتی صلاحیت ہے اور اس کا تعلق ذاتی صلاحیتوں سے ہے بعض لوگ پیدائشی رازِ نبوت ہیں اور بعض مطالعہ اور وقت کے تجربہ بات سے لکھاری بن جاتے ہیں بعض بے پناہ محنت اور کوشش سے کچھ نہ کچھ لکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک خود سے بننے یا پیدائش ہونے کی بات ہے تو آنسہ ذرا اگر کسی میں ذاتی صلاحیتیں ہی ہوں تو وہ کیونکہ فطوں کا مضمون سمجھے ان سے لکھنے کا بغیر جان سکتا ہے جو صلاحیتیں قدرت کی طرح سے روایت ہوتی ہیں ان کو کسی طرح استعمال کرنا ہے یا انسان کی سوچ ہے میں سمجھتی ہوں بعض اوقات پیدائشی صلاحیتیں ہونے کے باوجود انسان ان کو ضائع کر دیتا ہے اور لکھنے کا عمل و مطالعہ اور مشق سے مشروط ہے۔ لکھنے کا عمل آپ کے دل سے شروع ہوتا ہے اور ذہن تک جاتا ہے۔ میں نے وہ لمحہ بھی برخواست کیے ہیں جب کئی کئی گھنٹے میں قلم پکڑے کا کاندھا ہے کچھ نہ کچھ لکھنے کی خواہش میں گزارا ہے مگر ایک لفظ نہ

لکھ پاتی تھی (یہ وجہ تھی کہ جب میں نے ”یہ چاہتیں یہ شہس“ کی آخری چند اقساط لکھی تھیں) یہ اذیت کا ایسا دور تھا جس کا تعلق دل سے تھا ذہن و دل کی صلاحیتیں مگر ایک مکمل لکھاری بناتی ہیں۔ ناول نگاری کا فن تو ایک طرف میں نے جاوید چوہدری کی کتاب ”زیرِ بوجھت“ پڑھی ہے اور اس کتاب کے لفظ لفظ میں میں نے دل کے وہ جذبات محسوس کیے جو شاید کسی بہت ادیبی و روحانی ناول میں بھی نہ ہوں۔ یہی حال شبابِ نامہ کو پڑھتے ہوئے ہو۔ میں سمجھتی ہوں کہ انسان میں قدرتی اور پیدائشی لاکھ لکھنے کی صلاحیتیں موجود ہوں جب تک اس کے دلی جذبات اس کی صلاحیتوں کو تحریک نہیں دیں گے لفظ گوشتے بہرے بن جائیں گے آپ صد جوں قلم تھا ہے پیٹھ پر ہیں ایک لفظ بھی نہ لکھ پائیں گے۔ دل لکھنے کے فن کو آدھ کرنا ہے تو ذاتی صلاحیتیں فطوں کو تحریک دیتے اب کی دنیا میں نام بناتی ہیں۔ (یہ میری ذاتی سوچ ہے کسی کا تعلق ہو یا نہ لاکھ کرنا شرعاً نہیں۔)

مگر شرمیم۔ چنیوٹ
س: آپ بہت اچھا لکھتی ہیں آپ کی کامیابی کے پیچھے کیا ہاتھ ہے؟

ج: تعریف کے لیے شکر ہے میں سمجھتی ہوں کہ میری کامیابی میری امی کی دعاؤں اور کے متعین کیے ہوئے خوابوں اپنی ذاتی کوششوں اور لاکھوں قارئین، بہنوں کی تحفوں کی وجہ سے ہے اور سب سے بڑھ کر یہ اللہ کی عنایت ہے اور میرے ساتھیوں میرے اساتذہ کی دعا میں ہیں۔

س: آپ مجھے کچھ کہنا چاہیں گی اور آپ کہ اللہ ہر میدان میں کامیابی دے آمین۔

ج: خوش رہیں اور اسی طرح پیشہ و علاقہ میں یار کیے گا ان دعاؤں کا صلہ صرف اللہ کی ادا ہے آپ کو سنی شکر ہے۔

شہنشاہِ عہد۔ کونسا سلام
س: آپ نے پہلی کہانی میں ہر اور کس کا پس میں لکھی؟

ج: یہ جواب پہلے ہی دیا جا چکا ہے۔
س: پہلی کہانی کس کا عطف کی راہی دیے بھیج دی؟

ج: میری کہانی کا سب سے پہلا قاری میری امی، بہن شرنی شریف طور ہوئی تھی۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے ایک صفحہ ہی کیوں نہیں سب سے پہلے وہ پڑھتی تھیں اس کے بعد کچھ دوست بھی پڑھ رہے تھے۔ کئی شائع کرنے کا خیال ہی نہ تھا اور جب ”یہ چاہتیں یہ شہس“ لکھی تو بھی دوستوں نے پڑھی یا بعد کی لڑکیوں نے پڑھی ہر ایک سہرا تھا اور میں بس اسی پڑھنے پڑھانے سے ہی خوش تھی کچھ وقت کر تو خیال آیا کہ کیوں نہ شائع کر دیا جائے

میں ایک دن چینی آچل پڑھ رہی تھی تو اس کے ایڈیٹر میں نظر پڑی میرے پاس خدا کا لفظ تھا میں نے ناول بھیجے گا لکھ کر خط ارسال کر دیا۔ ان دنوں ”مکمل کنول“ میں حیات میں اور آچل کی سہرا میں کچھ میں نے چنگیز خانیہ کے اختتامی دنوں میں لکھا تھا اور لکھ کر وصول کی تھی بعد میں وہ بیان ہی نہ دیا کہ میرا خط شائع ہوا ہے یا نہیں۔ جب میں نے ہاتھ دیکھے گا آغا کر دیا تو پھر اس طرح کسی کو ناول پڑھانے کی عادت ہی ختم ہوگئی۔ جیسے ہی کچھ لکھا لکھتا تھا میں ڈال اور پوسٹ کر دیا۔ پان بٹری شریف طور میری بہن جب تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی میرے لئے تمام الفاظ کو پڑھنے والی پہلی قاری ہوتی تھی اب مصباح الکفر کچھ لکھوں تو پڑھتی ہے بشری سے میں کہانی دیکھ کر کتنی ہی مگر مصباح شریف طور میری ہے میں جب بھی پڑھوں کہ یہ کہانی کیسی ہے؟ پڑھنا ہی پڑھنا یا قسطی سے تو کد سے اچھا کر لکھ دیتی ہے میں پڑھتی تھوڑی ہوں میں تو ناظم پاس کرتی ہوں ایسے میں مجھے مصباح پڑھنے کی آہ اور دلی کمی۔ شہس اس لیے کہ انسان نے اپنی دانتیں دینی تو وہ چیز پڑھتی ہے اور اگر پڑھی ہے تو یہ حجت کے کہ میں نے پڑھی تھوڑی ہے میں نے تو ناظم پاس کیا ہے۔ میں ناظم پاس ہی تو الفاظ پڑھ کر کہانی کو پڑھتے ہوئے آچل کی راہ سے لکھ کر دیتی ہوں۔ شہس اس لیے کہ انسان نے خود کو امی اور دوسروں کو کم تر دیکھنے والے (مزید نہیں لکھوں گی) اور نہ میرا گردن کو بہت زیادہ چھڑاؤ اور ناظم پاس کے مصباح سے اپنی گردن چھڑاؤ مشکل ہو جائے گا۔

س: کہانی سننے میں میں نہیں پور کتنی دفعہ پڑھ کر سمجھتی ہیں؟
ج: بعض اوقات کہانی جلد ہی لکھتی لیج ہوں بعض اوقات سمجھنے تک جاتے ہیں اور چند کہانیاں تو ایسی بھی ہیں جو کہ سالوں کر دیکھنے میں نے شروع کی ہوئی ہیں مگر ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ جن میں ایک نام ”بڑو کی کہانی“ کا ہے یہ میرا ناول سب سے اچھا (میرے نزدیک) اور سب سے خاص ناول ہے اس ناول کو میں پہلے تین سال سے جس قدر محنت تو جاؤں کر کے لکھ رہی ہوں اس قدر محنت اور وجہ شاید میں نے سمعان احمد کے کردار کو لکھ کر دینی تھی کہ سمعان احمد کا کردار میری زندگی کا محبوب کردار تھا۔ اس کہانی میں ناؤ کا کردار میرا محبوب کردار ہے مگر اس کہانی میں تو زمان کے کردار کو میں نے سمعان احمد جتنی محبت دی ہے اس کے علاوہ کئی اور ناؤ ہیں نام لکھتے چھٹی تو فہرست بہت بڑھتی ہو چکی۔ جہاں تک بات ہے کہ کتنی دفعہ پڑھ کر سمجھتی ہیں تو کہانی اور وقت پڑھ کر ہوتا ہے کہ میرے پاس کتنا وقت ہے کہ کہانی لکھنے کی پند ہے۔ بعض اوقات ایسی بھی ہوا کہ میں نے

جو کچھ لکھا ہے کتنے کتنے ناول لکھانے میں ڈال کر پوسٹ کر دیا اور بعض کہانیاں ایسی بھی تھیں جن کو میں نے بار بار پڑھا۔ علماء گرامر کی غلطی کی وجہ سے لکھی تھی اس کے علاوہ آج کل ”لوٹا ہوا تارا“ لکھ رہی ہوں اس کی جو اقساط لکھی ہیں ان کو تکمیل سے اور بار بار پڑھ رہی ہوں کہ کہیں کرداروں اور واقعات کی غلطی نہ ہو جائے۔

س: آپ کی پسندیدہ کتاب اور ناول کون سا ہے؟
ج: اس کی تکمیل کرنا شہس طور میں درج کر چکی ہوں۔
س: آپ کے خیالات میں محبت کیا ہے؟

ج: میں جو کچھ سمجھتی ہوں وہ میرے خیالات ہی ہیں میرا خیال ہے کہ اگر آپ میری کہانیاں پڑھتی ہوں تو آپ کو محبت سے متعلق میرے خیالات کا بھی پتا چل جائے گا۔

س: پہلی کہانی پہلی دفعہ بھیجیے پڑھی شائع ہوگئی؟
ج: اللہ کا شکر ہے کہ مجھے کئی کئی سالوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور اسی آواز میں بھی میری الداری میں پڑی ہے یہ میری پہلی تحریر تھی مگر بھی کئی اس کو شائع کرانے کا خیال نہیں آیا جو تحریر آچل میں پہلی بار شائع ہوئی وہ طویل تھی تو انتظار سٹ میں ڈال دی تھی دوسری کہانی جو آچل میں شائع ہوئی وہ ”محبت یقین احمد“ تھی آکٹوبر 2005ء میں شائع ہوئی تھی دسمبر 2005ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ میری پہلی تحریر تھی جو شائع ہوئی تھی اسکے بعد چند اور تحریریں بھی شائع ہو گئیں تو پھر ”محبت دھنک رنگ اودھ کر“ کی باری آئی تھی

خاتم میں جو کہانی ارسال کی تھی وہ بھی درج تک نہیں ہوئی تھی طویل انتظار کے خوف سے میں نے واپس منگوا لی تو پھر آچل میں میں نے بھیجی اور ان دنوں ”یہ چاہتیں یہ شہس“ شروع ہوگئی تو پھر میں ”دردِ موسم کے دکھ“ کو قبول کی کہ میں نے یہ خاتم میں سے کیوں منگوا لی تھی؟ اور پھر 2011ء سے 2012ء تک پانچ اقساط میں یہ شائع ہوئی تھی۔

س: لکھنے والے ناول لکھنے پر خوش ہوتے یا ناراض
ج: نہ خوش ہوتے نہ ناراض ”اس ناول کو چھٹی رہی اگر اب حواس میں ہوتے تو مجھے یقین میری اس کامیابی پر سب سے زیادہ اچھی ہی نے خوش ہونا تھا بشری بہت خوش تھی لہذا میری بھی خوش ہوئی تھی میری تمام کزنز نے میرا پہلا ناول پڑھا تھا کہ کچھ ایک میل کزنز نے بھی سنی تھی سہرا اور جب دوسرا ناول ”جس دھج سے کوئی ملنے میں گیا“ شائع ہوا تو سسوزیوں کزنز تو ایک طرف خاتم اور ہر کے تمام لوگوں نے بہت اچھے انداز میں صرف سہرا بلکہ حوصلہ افزائی بھی کی۔ میرے بھائی وقاص اب

بھی اکتھ کیتے ہیں "چھوڑو سیرا! کوئی اور کام کرلو۔" تو میں مسکرا دیتی ہوں ہاں جس دن بھائی نے سنجیدگی سے چھوڑنے کی بات کی تو میں یقیناً چھوڑ دوں گی کہ لکھنے کو میں نے اپنی ذات کی دلچسپی ضرور بنایا ہے مگر پینٹیشن کر کے میری ضرورت میں جاتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر میں نے لکھتے چھوڑ دیا تو شاید زور و برتا بھی بھول جاؤں۔

س: جب پہلی کہانی شائع ہوئی تو سب سے پہلے کسے بتایا؟
ج: ہائے شمیم ایوب! کیا سوال کر دیا ہے؟ اپنی پہلی کہانی شائع ہونے کی روداد دیکھتے آج بھی از رہے۔ میں نے ناول بھیجا تو کونظم تھا کہ عید پر جس میں شائع ہو جائے گا کیونکہ کال کرنے پر ظاہر بھائی نے ہی بتایا تھا اور عید پورے دو سب سے آقا تھا اور جب تک میں نے ایک شاپ کا چکر لگایا تو (دو سو کا دن تھا) آج کل کے کر فہرست دیکھی اور دیکھ کر شاک میں آ گئی کہ ناول کی فہرست میں کہیں بھی نہ میرا نام تھا اور نہ ہی میرے ناول کا۔ میں نے بغیر باقی دراصلے کو دیکھتے چھوڑے بہت دگر بزدلیاں لے کر میرے لکھنے کی راہ لی تھی۔ بڑی نے بے چارے بھی کر کیا ناول آ گیا ہے اور میں نے نئی شیں سر ہلا دیں۔ "آج کل کوھر ہے؟" اس نے پوچھا تو "سیرا ناول ہی نہیں تو میں نے غریب ای نہیں کھل جاؤں گی تو سب لوگوں کی آج دل نہیں مانتا۔" بڑی بھی میرے غم میں بہا بہا کی شریک تھی۔ اگلے دن کان کن کی تو سب نو بجے کے قریب ہی بیٹھے دم میں گئے تو وہاں سینکڑے اشکری کی جگہ کر گزری تھیں ہولی میں ان کے ہاتھوں میں آج کل تھا۔ یہ لڑکیاں میری دوست کی سسٹمز کزنز اور جانتے والی تھیں (اور ان کو عالم تھا کہ میری سیرا ناول آئے والا ہے) ان میں سے ایک لڑکی دیکھ کر دیکھ کر کہنے لگی کہ "سیرا کو میرا آپ کا ناول آ گیا ہے میں نے پڑھا ہے بہت اچھا ہے۔" میں حیران ہوئی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے خود آج کل کی فہرست دیکھی تھی اور سیرا ناول نہیں تھا میں نے جب اس سے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو وہ بھی حیران ہوئی کہنے لگی نام تو آپ کا ہی لکھا ہوا ہے کروادوں کے نام بھی دینے اور واضح و غریب میں اس لکھنی اس کے ہاتھ سے آج کل کے کر اندوئی صفحات میں دیکھا تو حیران رہ گئی یہ واقعی میری کہانی تھی مگر فہرست غلط تھی۔ اس وقت میں نہیں جانتی تھی کہ یہ ایک سیرا ناول میری کیا حالت تھی۔ میں نے ایک دم ایکسپریس ہو کر اس لڑکی کو گلے لگے تھا پورے دم میں جھگڑا دل رہی تھی اور دگر دینی تمام گزرتی حیران ہو کر مجھ سے گردن ہو گئی تھیں اور پھر وہاں سے لگی تو کیپیڈز کو پ کی لڑکیوں کا طرہ سندرہ وغیرہ سے اچھی دوستی تھی ان کو بتایا انہوں نے فوراً "ماں می! کو کج کر کل نکھالو۔" خوب مبارک بادل رہی تھی اب دل

گرد با گردا کا اڈ کر مگر کھلی جاؤں اور بڑی کو جا کر بتاؤں۔ مجھے شے دن گزرا آج کل غریب کر گھر آئی تو سامنے کوئی نہ تھا سب دھیر کی وجہ کو انجوائے کرنے چھٹ پر غصے میں اوپر کی تو سب پھوپھو اور چچی کی چھٹ پر غصے میں نے جب اپنی شیم بڑی نازیہ (پھوپھو زاد) کو بتایا اس وقت کی خوشی ایکساختت آج بھی یاد ہے میری چچیاں پھوپھو بھی مبارک باد سے رہی تھیں بڑی بہت خوش تھی اور اس اچانک خوشی کا بھید یہ تھا کہ اس سال دسمبر کے پرے میں آج کل دسمبر شمارے کی فہرست کی جگہ کسی پرانے شمارے کی فہرست لگ گئی تھی جس کی وجہ سے بھی کزنز سارا دن غم زور رہنا پڑا تھا مگر یہ سیرا ناول اچھا تھا اور میں نے اس کو خوب انجوائے بھی کیا اور آج بھی یاد کوئی ہوں تو مسکرا اٹھتی ہوں۔

ساتھ ساتھ سیرو۔۔۔ جیڑا باؤ سندرہ
س: آپ پندہ یہ رمانڈز میں شہر ہیں آپ کی اپنی پندہ یہ رمانڈز کون سی ہیں؟
ج: عزت افزائی کے لیے شریہ دوسرے حصے کا جواب کزنز سطور میں اور ج ہے۔
س: آپ کی جمانڈز میں آئن جانتے ہیں آئن اور ہائٹ؟
ج: 26 دسمبر۔ مگر جمانڈز
س: آپ بہت اچھا لکھتی ہیں خدا کرے زور و قلم اور زیادہ آئیں۔
ج: دعا اور پندہ یہ گی کے لیے شریہ! اللہ آپ کو خوش رکھے آمین۔
س: تو جہاں جانا ایک ہجرین کہانی ہے امید ہے آگے چل کر اور بھی اچھی ہوگی۔
ج: سانس ناؤ نا ہوا تارا کی تحریک کے لیے شریہ یہی کہانی ہے اس کا فیصلہ پلے کرتے ہیں میں نے تو آپ کی آرامی روشنی میں بس لکھا ہے۔
س: آپ کا پندہ یہ رنگ کون سا ہے؟ فہرست میوزک پندہ ہے یا سولو؟
ج: رنگ سیاہ اور پنک (نی پنک) میوزک میں شاعری کے لحاظ سے پندہ کرتی ہوں۔ فہرست میوزک اچھا ہوتا پندہ روت سلو میوزک کو ترجیح دیتی ہوں اور سولو میں بھی غزل کو ترجیح دیتی ہوں کسی زمانے میں جہاں احمد اور ابرار بہت پندہ تھے۔ تاہم آخر بھی اچھی تھی جس میں شہر آب کوئی بھی۔ ان میں سنگز میں بھی اس کا کوئی ترجیح دیتی ہوں اور انکس میوزک دوسرے سے مجھے پندہ ہی نہیں اس لیے اس کی بات کوئی بھی نہیں کروں گی۔ رہ گئی بات پندہ یہ دھنگ والی تو کسی زمانے میں مجھے ابرار ان کا "بیگ بیگ

ما یہ دھیر ہے" بہت پندہ تھا۔ اس کے علاوہ احمد جہاں زیب کا "ایک بار کو تم میری ہو" انڈین سنگ میں "بگ بھی میرے دل میں خیال آتا ہے" بہت پندہ ہے۔ جہاں احمد کا یہ سنگ "نہن تیرے کیا ہے جیا" کی تو میں دینی تھی یہ سنگ میں نے "یہ چائیں یہ شہنشاہ" میں بھی لیا تھا اس کے علاوہ وقت کے ساتھ ساتھ مجھے اچھا میوزک ہو موسیقی اور شاعری اچھی ہو تو اچھا لگے۔ غزل کوئی بھی زور و میری لکھوت ہے۔
س: آپ کی نظر میں پاکستان اور ہماری گوجران نسل کی جانی کا دھار کاں ہے؟

ج: خیریت کی کیا آج بھی اگر مگر کی ماں جیسی ماںیں ہوں تو بن قاسم سندرہ میں کیا دنیا میں اسلام کا بچہ چم لہانے کی جرأت کر سکتا ہے۔ اگر طارق بن زیاد کو کسی بن نصر جیسے سپہ سالار سے تو ان کو تربیت دینے والی ماںیں بھی تھیں اگر ماں کا طرہ بہت محنت تھی ہو تو حسن حسین جیسے جوان و جوش آتے ہیں۔ تحریک تھی تھی جاندار کیوں نہ ہو اگر بڑے محبوب ہو تو کوئی بھی یاد مخالف اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ہاں ان حالات میں میرے نزدیک سہاگن فون ایک ایسا زہر ہے جو پاکستان کی گوجران نسل کی بہادری کا دھار ہے۔ دیکھنا تو کسی ذات خود نقصان دہ نہیں ہاں اس کا علاوہ استعمال قاسم ہے۔ بہت کم لوگ اس کے اثرات سے بچتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی تبصہ کی وجہات ہیں جو گوجران نسل کی تاجی کا زور اور ہیں اگر تفصیل بتانے لگ کی تو ایک لمبی فہرست بن جائے گی۔ ہاں ان ضرورتوں کی کہ آج کی ماں کے پاس انشائرس کے ذرا سون کے سامنے بیٹے کے لیے عین سے چار گھنٹے اور بعض اوقات سارا دن بھی وقت نکل آتا ہے مگر اپنی اولاد کو تربیت دینے کے لیے ضرور سچے سکھانے کے لیے پاس رہا کر پڑھانے کا وقت منظور دے لیں! ماںیں خود آواز دہنے کے لیے اپنے بچوں کا کلمہ میں اور نیوٹن میں پندہ میں چھوڑ دیتی ہیں اور اخلاقی تربیت کی جو بنیادیں رکھ سکتی ہے آج کی نسل اس بنیاد سے محروم ہے ان تمام بھولوں سے التماس ہے کہ اپنے بچوں کو جو تربیت ماں رکھتی ہے وہ کوئی ایکڑنی کوئی سینڈل کوئی اور بھولیں کر سکتا۔ علاوہ دینی اذیت کی اس زہر ضرورت کی طرح تو جہاں پندہ بچوں کی طرف سے ایک لمبی لمبی غافل بند ہیں شریہ۔
س: سیرا آپنی سٹیلے وار کے علاوہ بھی کھل ناول بھی لکھتے؟

ج: سوال دت کر لیا ہے آ احمد آپ کو حکایات کا موقع نہیں ملے گا کہیں 2013ء چھٹی میں "دھ آگہ کو محبت" کے عنوان سے کھل ناول حاضر ہے اگر وقت ملے تو پڑھ کر اپنی جتنی آرا سے

ضرور فرمائے گا۔
س: سیرا آپ سے میں لاسٹ میں اپنی امی کے لیے دعا کی التماس کرتی ہوں۔
ج: اللہ آپ کی امی جان کو صحت کا طعلا کرے اور اپنی ماں کی طرف سے آپ کو تمام پڑھائیوں سے محفوظ فرمائے آمین۔
سدرہ فیاض۔۔۔ جہلم
س: اپنی چلی کے بارے میں کچھ بتائیے؟
ج: میں حیران میں تفصیل بتا چکی ہوں۔

س: آپ کی تمام حیران میں بہت شوق سے پڑھتی ہوں "یہ چائیں یہ شہنشاہ" ناول بہت زبردست تھا آپ کا ناول اور بھی زبردست ہے پہلی قسط سے ہی اس نے دل کو محسوس کیا ہے آپ اپنی اچھی اسٹوریز کیسے لکھتی ہیں؟
ج: حیران کو پندہ کرنے شوق سے پڑھنے اور ناول کی تحریف کے لیے شریہ سندرہ آپ کی یہ زہر ساری محبت ہے جو مجھے حوصلہ دیتی ہے کہ میں نے آپ کے لیے لکھا ہے اور بہت سارا بہت چار اور بہت خاص لکھا ہے۔ وہ لکھا ہے جہاں کو پندہ ہو جہاں کی غلطی ہو نہیں سکتی مگر مجھے لکھنے پر آمادہ رکھتی ہے۔
دنت۔

س: آپ اپنی کہانیوں میں پیار و محبت کی باتیں کیسے لکھ لکھتی ہیں؟
ج: جہلم سندرہ آپ نے یہ نہیں کہا کہ "کیا سیرا آپ خود بھی محبت جیسے تجربے سے گزر چکی ہیں؟" مجھے تو تقریباً دوسرا بندہ سوال کرتا ہے۔ شروع شروع میں تو میں نفس واتی تھی کہ جو بھی لکھنے والا ہو گا کیا سب کے لیے یہ تجربہ ضروری ہے اب میں اس سوچ کو رد کرتی ہوں یہ تجربہ بہت تکلیف دہ ہے۔ آخر ضروری بھی نہیں اور نہ لکھا آپ کا سوال تو میں اس آپ لوگوں کی جگہ جذبات محبت وغیرہ کو وضاحت کرتی ہوں اور کچھ بھی نہیں۔
س: بے لکھنے والوں کے لیے کوئی خاص بات جو وہ کہانی لکھنے والی ذہن میں رکھ سکیں؟ اور آپ کے لیے محبت کی دعا کریں۔
ج: بہت سارا مطالعہ لکھنے کے لیے بہت معاون رہا ہے اور کبھی بھی بھگت ہو جانے پر بہت مت ہادیں۔ بھڑے سے بھڑے لکھنے کی کوشش کریں محبت جذبہ اور مگر کے علاوہ ہر ایک بچہ سے لکھنے کے فن کا جائزہ لینا یہ وہ سوال ہیں جو کامیاب بناتے ہیں۔ دعاؤں کے لیے شریہ خوش رہیں ان امان اللہ۔

ج: سوال دت کر لیا ہے آ احمد آپ کو حکایات کا موقع نہیں ملے گا کہیں 2013ء چھٹی میں "دھ آگہ کو محبت" کے عنوان سے کھل ناول حاضر ہے اگر وقت ملے تو پڑھ کر اپنی جتنی آرا سے

۳۔ برسوں سے عید کا رُخ کی روایت بطور تحفہ چلی آ رہی ہے آپ عید کا رُخ یا ایسا کوئی خاص تحفہ جو اپنی دوستوں کو دینا پسند کرتی ہیں؟

1995

اس میرے لئے ہوا مقدس کر کے کرلیک دن اور اس کے بعد عید
انصر کی آمد ہمیشہ خوشگوار ہے اور دل میں گونگ کا باعث بنتی ہے اور میرا
پسندیدہ ہوا مبارک اور پسندیدہ ہوا ہے عید سے پہلے ہی عید کی
تیاریاں اور عید کی خوشی چاہتے ہو رمضان میرے حواس پر سوار ہوتی
تھی مگر جب سے اسی ہر سہرے کو چھوڑ کر اس دنیا سے چھٹی کی ہیں تو
بس وہ دن سے ہوا آج کا دن اس کی گئی گئی گناہا خوش ہونا دل کو بھاتا
فیض ہے اسی کے بعد چھٹی عید پر دہشتوں اور پھولوں کی خور ہو گئی
تھی اور دوسری عید پر بھائی جان مرحوم اسی ہوا سے ساتھ اس دنیا میں
فیل رہے اور عید پر اسی اور عید کے بغیر تیرا گزاری تو دل بھی اور
اواس ہی اہل باب کہتے ہیں کہ عید تو دلہن کے ساتھ ہی ہوتی ہے
لو اب کیا ہے جب ایک ایک کر کے آپ کو اس دنیا میں تھا چھوڑ
کر چلے جائیں تو پھر کہاں کے ساتھ اور کسی خواہشیں اظہار شمار
وہ جن کے لیے کائنات دل میں فقط اور مسلسل
بتاؤ تو سب عید کا مفہوم کیا جائے
۱۱ جولائی کو اسی جان کی دوسری بھائی جان کے لیے عید تمام
مرحومین کے لیے تیرا عید اظہار ہے نہ کہ کوئی عید فقط ضرور کر
دیتے ہیں بہت بھائی ہوگی۔

یہ وہی افضل شاہین بہاولنگر
 اور یہ کہ حملہ سے پہلے ہی خواہش ہے کہ میں تمام کھیل لکھا
 اور اس کی شکایت کس سے کیا اور اول و ثانیہ یہ کہ کھانہ
 اور موٹک چاول ایک ایک کھانے میں ہے جو کہ میرے کچے
 سرس میں میرے کھانے میں ضرور پختی ہے۔ موٹک اور چاول کا ایک
 کھانا لیتے ہیں پھر چاول پر کسی کھانے کو بھی نہیں کر سکتے
 اور موٹک کھانے کے کھاتے ہیں اور مزہ دیا ہوا ہے
 سے یہاں مشقی یاد ہو ایک رسم ہوئی ہے جب دوا دین کو یاد
 دلاتا ہے تو ہم موٹک چاول کھاتے ہیں اس رسم کو بھوکھا کہتے
 ہیں۔ میرے میں جانی پر کس افضل شاہین کا تو موٹک چاول بہت
 یاد ہے۔

خوبی بیشتر از بدی در این کار استعمال ممکن بود
 است و این کار را باید که استعمال شود و خوب
 شمع مسکین جام بود
 و خواص و فواید و بردها و عسل و صابون و آغوش

رابعہ اکرم فیصل آباد

۳۔ میں نے ایک دفعہ اسکول لائف میں سفینہ اور مہوشی ان
 واؤں کو دیکھا کہ دیا تھا اور پھر ان دونوں نے مجھے اس کے بعد آج
 تک نہ ملے گی کی کوئی بات ہی کسی دوست نے مجھ سے کہی۔

اسلام پر حکم عظیم روئے زمین کی شمولیت کے لیے
 حاضر ہیں۔ چہرہ سید سے بڑی خواہش عید کے حوالے سے یہ
 ہے کہ میں عید آپ ﷺ کے شہر میں مناؤں۔ خاک طیب سے اپنے
 خاک کی قسم کو سنواؤں اور شہدائے احد کو بھی سلام عید پیش کروں۔ دعا
 کر لیا آپ سب دوسری خواہش جو حال پیری ہوئی نظر نہیں
 آ رہی لایہ ہے کہ میں عید قرام اجل سلیمان و داود عین و کعبہ
 جنوں کے ساتھ منانے کا حکم سب مل کر عید مناؤں اور بیت المقدس
 کے چمن کو بھی لایہ کہ عید کی شام سب بچپن کے گھر و مین
 کے لیے دعا کریں گے۔

طیبہ شہیدہ شادی وال گجرات

۳۔ سو یہ اس قولِ انبی غنی ہیں اور بطور خاص رسالتِ جاہلین پر کڑوا اور وہی پہلے ضرور کہتے ہیں۔

۳۔ میں تو عید کا دن نہیں ملتی لیکن مجھ لادھی لئے ہیں وہ نے
آج کل سبھی پر ہی سانس کا کام ہو رہے ہیں کسی کو عید خوش گنا سنا سنا کر
دش کر نہ بلکہ ہر خواہر پر ہی سماں کی پڑ ہو رہے ہیں سب اب تو کافی محبت
ہو گئی ہے۔ سماں کی فون آنے سے اور ایڈر پر بڑھنے والوں کو
 رمضان مبارک اور عید مبارک کی دعوت مسکراتے رہیں۔

صنف مختار ہوسال مصور

ان میں بہت حقیقت پسند ہوں میں نے لکھی خواہیں جو
خوایں تک محدود ہیں اور ان کے لیے بوجہ میں جا میں بھی نہیں
کہیں۔ ہاں البتہ جو خواہیں لکھی ہیں کہ جن سے چاہتے ہوئے بھی
دل میں کچھ مسائل کر رہی تھی یہ 2012ء میں کہامید برآمد بہت
بڑا کام تھا۔ مگر صرف اتنے گھنٹہ اور کس بدلتے ہوئے ماحول کی کہ رشاہ
کے گھر میں عید سے لے کر آتے تھے۔ یہ ہماری خاطر رشاہ کے فضیلت
جائے کہ اب وہ کبھی نہیں کر رہا تھا۔ مگر وہ (خدا عزوجل) صاحب
نے ہماری خاطر بہت اہم کر رہا تھا۔ بہت خوش تھیں۔ مگر مگر لکھی



چھیل کتنا وہ کنگرا
نازیہ کنول نازکی

۳۔ عید کا ڈاٹ اب تو یہ روایت دھنچکا کسی حد تک ختم ہی ہو چکی ہے۔ اب تو خوشیاں وغیرہ ہی دی جاتی ہیں۔ البتہ اب تو اب بھی کتنی ہیں کہ بچپن میں میری مہمان سب گزرتی تھیں کہ اپنے اپنے نامور ڈاٹ اب کا ڈاٹ لایا کرتی تھیں کہ وہ اب بھی حیران ہوتی ہیں (آخر آنٹی ایسے کا ڈاٹ لاتی کہاں سے تھیں)

۴۔ رمشاہ عظمت..... یوسال مصور
اب ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم لگے
عالم کے اس شعر کی طرح بہت ہی خواہشیں ہیں کہ جو صرف
خیالوں تک ہی محدود ہیں اور مجھے معلوم ہیں کہ وہ پوری نہیں ہو سکتی
کی۔ یہ چاہتیں یہ شہنشاہ کی راضی میرا شریف طور کی میں خارج
ہوں اور میری یہ خواہش ہے کہ میں بہت احترام کروں اور میرا
شریف اور اپنی پیاری سی دوست صرف عید کے سنگ عید کروں
کہلے گا۔ تب میرے اتفاقاً تین کریں اور اس ایک عید کو یادگار بنا دیں
جو برسوں بعد بھی یاد ہے کیونکہ اپنے پیاروں کے سنگ عید ایک لمحہ
بھی نہیں بھولتا کہ پھر ہزاروں ہو گا پھر میری بات کہ.....

۵۔ ایسی خوش جو برسوں سے بن رہی ہو کئی نہیں کیونکہ ہر دفعہ
کسٹریڈ کھیر زردہ وغیرہ بنتا ہے کیونکہ تبدیلی کا نجات کا حصہ ہے تا
لیکن میری ماما بیانی یا پالا یا تقریباً ہر دفعہ بتاتی ہیں کہ کنگم ہم بچے ماما
کے ہاتھ کی چیزیں بہت شوق سے کھاتے ہیں۔

۶۔ میں نے آپ کے سوال کی لان رکھتے ہوئے بہت خوشی
محسوس کی۔ کیونکہ میں میری اپنی دوستوں کو کنگم بھیجتی ہوں۔ اس طرح
کی چیزیں پر میری دل بہت خوش رہتا ہے۔ عید پر میری اس نہیں چلا کہ
پتلا کا پتلا اٹھاؤں۔ ویسے مجھے لینے سے زیادہ دینے پر خوشی محسوس
ہوتی ہے۔ صرف عید کا ڈاٹ لینے سے میری عید تو ضرور ہی بھول کر
ہے۔ خوب دینے وقت مجھے بہت خوش محسوس ہوتی ہے کہ اس وقت میں
بھی ایک برسوں پرانی روایت فراموش نہ ہوں۔ (آہم)

۷۔ اقرار عافیہ..... ٹانک پاکستان
۸۔ عید کے خالے سے جو بھی سوچا وہ پورا ہوا اس بار عید پر لگتا
ہے کہ میں اپنی دوست سے مل نہیں پاؤں گی تو میں اس کا چل کے
ڈرے ہی وں کرتا چاہتی ہوں۔ سو گیا صالح عید مبارک ایسا اس
میں سلامت رہو آمین

۹۔ عید کے دن میری ای جان مٹھی سویاں بناتی ہیں اور یہ
روایت برسوں سے چلتی رہی ہے۔
۱۰۔ میں ہلایں اب بھی عید کا ڈاٹ استعمال کرتی ہوں۔ عید کا ڈاٹ
بچپن کی اپنی خوشی ہوتی ہے اور جو کہ اس ایم اور ای سیل بھیج کر
مائل نہیں ہوتی۔

۱۱۔ ذوقیہ شاہین..... مانگا
۱۲۔ عید کے دن میں بھی خواہش ہوتی ہے کہ ہم سب بہن بھائی
اور والدین عید کا پورا دن ہر دفعہ گھر میں گزرا دیں۔
۱۳۔ عید کی ساری لڑائی لڑا جاتی ہیں۔
۱۴۔ میں نہیں لکھتا کہ کا دور مصنوعی دور ہے۔ بھی خوشی پرانی
روایت کا پانے سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۵۔ نگہت اسلم چوہدری..... سونا ویلی
۱۶۔ میری بچپن سے ہی خواہش رہی ہے کہ ہم سب بہن بھائی
اپنے فضیلت والوں کے ساتھ عید منا لیں مگر ماضی ہماری یہ خواہش لا
حاصل خواہش ہے کیونکہ وہ بہت دور ہیں۔
۱۷۔ چنے چائے سویاں تو میری پالی کو کھانے چکن بزن ہانڈی۔
۱۸۔ دنیا چاہے کتنی بھی ترقی کر لے مگر ہمارے دلوں میں جو
پیاروں کے لیے ہے وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس جدید دور میں
بھی میں اپنی فرزند کو عید کا ڈاٹ دیتی ہوں اور کتنی بھی ہوں۔ انٹرنیٹ
کے استعمال کے باوجود میں ہر عید پر اپنے بھائی اور بھائی کے ذریعہ اپنی کو
عید کا ڈاٹ بھیجتا ہوں جو کہ ترقی کی میں نہیں ہیں۔

۱۹۔ آنسہ شہید..... گجرات
۲۰۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ کتنی بھی خواہش اور میری ہو گئی ہو یا
نہیں ہے۔ کیونکہ انسان کو زندگی خواہشوں کے مطابق نہیں بلکہ
ضرورت کے مطابق گزارنی چاہیے کیونکہ خواہش تو بادشاہوں کی بھی
اور میری ہو جاتی ہیں اور ضرورت فقیر کی بھی پوری ہو جاتی ہے۔

۲۱۔ سویاں بیانی
۲۲۔ ہاں! میں بھی خوش عید کا ڈاٹ کے ذریعے دل کرنے میں
ہوتی ہے۔ کنگم میں سوچاں وغیرہ میں کہاں۔

۲۳۔ سندھیاں زرگور..... چوڑہ
۲۴۔ اسلام آباد عید کے خالے سے کوئی ایسا احترام نہیں یا خواہش
نہیں ہے جو پوری نہ ہو سکے۔ اللہ کا شکر ہے ساری پوری ہوتی ہیں۔
۲۵۔ ہمارے ہل جوش بطور خاص اور اس سے ملنے والی ہے۔
۲۶۔ طوطی ہے جو عید پر اپنی جگہ شہزادوں کی جگہ بیٹھی ہے۔
۲۷۔ میں ہلایں ہم تو اب بھی اپنی کتنی دوستوں کو عید کا ڈاٹ بھیجتی
ہیں۔ کیونکہ میں تو ہے جو کہ عید کا خاص تہہ ہوتا ہے باقی کچھ تو عام
دنوں میں بھی دے جاسکتے ہیں۔

۲۸۔ سیدہ گنزئی زین..... سنڈی بھانوالہ
۲۹۔ میں عید اپنی بیٹ فریڈا اگل کے ساتھ گزارنا چاہتی
ہوں لیکن یہ خواہش اب تک پوری نہیں ہوئی۔
۳۰۔ ہمارے گھر میں سویاں اور چاولوں والی کھیر بطور خاص
روایت عید پر ملازمت بناتی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 تیرے فراق کے لمحے شمار کرتے ہوئے
 بکھر چلے ہیں تیرا انتظار کرتے ہوئے
 تجھے خبر ہی نہیں ہے کہ کوئی ٹوٹ گیا
 محبتوں کو بہت پائیدار کرتے ہوئے

کہا تھا اب بدل گئی ہیں
 سب وہ نکلیں کہ جن میں خرابوں کے سارے موسم
 گلاب موسم بنے ہوئے تھے
 ناپ وہ شاخیں کہ جن میں تیری حسین باتیں
 رہتی تھیں زدن و دل کو
 وہ سارے موسم بدل گئے ہیں
 نہ مل کا کوئی خواب باقی ناپ وہ حرف سخن رہا ہے
 کہا تھا اب بدل گئی ہیں
 تمہارے جاننے کے بعد یوں بھی
 جو خواب نکلوں میں جاؤں کا یقین بن کر خیر گئے تھے
 وہ خواب سارے ٹھہر گئے ہیں
 ملال دل میں اتر گئے ہیں
 زندگی ہے نہ زندگی میں وصال موسم کی چاہ کوئی
 نہ شاعری ہے نہ شاعری میں جو کچھ ہے
 اس سے بڑا کوئی
 جوج خواب جھوٹ ہو گیا ہے
 جوں میں سورج نہا ہوا تھا
 وہ شب کی تاریک دلیوں میں ہی کھو گیا ہے
 کہا تھا اب بدل گئی ہیں

بازو پر لگے گٹ سے جو سن کو ترپا کر دکھایا تھا مگر اس نے
 طیف کاواں ہاتھ سے نہیں چھوڑا
 یاد دلائی کہ اسے تکلیف پہنچانے کے بعد اب جس رہا تھا
 یوں جیسے اس کے غموں سے لطف اٹھا رہا ہو
 "....." بہت ترس رہا ہے مجھے تم پر چنگی مٹی لڑی ہو
 اور انہم پر محض ایک کے خلاف وہ اڑا ہوا جاتی تھیں انہوں.....
 کئے کھانا جاتی تھیں وہاری صلیت؟ چند کتابیں لکھ کر اخلاص

نہال کر تم نے بھجایا کہم ساری دعا کو ہاں خلاف کھڑا کروئی
 کس کو کھڑا کروئی کہ اسے خلاف مسلم نہا کو؟ جو مالے ہر
 کے اندر سے بکھر رہی تھی کتنی ہے کچھ بھی..... ہم جب چاہیں
 جس ملک سے چاہیں اور اس میں خرید سکتے ہیں تمہیں اور
 تمہارے ایمان کو..... کہاں چلا جاتا ہے اس وقت تمہارا خدا.....
 پلو..... وہ نہیں رہا تھا اور جو سن کی تم نکلوں سے قوت کی
 چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں ابھی اس نے ہاتھ بڑھا کر جو سن کا
 وہ پٹہ بھی ڈالا۔

"یاد رہے خدا کو کہ جس میرے ہاتھوں سے بنائے جو
 اپنے حضور مسلمان بھائیوں کو کہ میرا سینہ گولیوں سے چھلی
 کہو رہا۔" وہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا جو سن کے اندر جیسے کوئی
 آتش فشاں پھٹ پڑا وہاں تو اس کے لیے جسے کسی شہر کی
 دھاری سارا خوف نہیں جا سوتا تھا۔

"بڑا دل ہو تم..... ہم پر تشدد کے ذریعے سے کرکٹ کرنے
 کے سوا تم اور کبھی کیا کر سکتے ہو؟ ہمارے مردوں کی دلاویزیاں
 موند کر آئیں تشدد کا نشانہ بنا کر مار دینے کے سوا اور؟ سچی کیا ہے
 جنہیں مگر ہمارے نزدیک ہے عبرت نہیں بلکہ سعادت و خوشی
 کی موت ہے ہمارا دین لیکن موت کو شہادت کا نام دیا ہے
 ایک مومن کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہی یہی ہے کہ اسے
 شہادت کی موت نصیب ہو میرا خدا ایسے ہی اپنے بندوں کو
 آزمائش کی جھینوں میں جلا کر نکالنا ہے اور انہیں منافقین
 سے علیحدہ فرمادیتا ہے ہم مصائب سے ٹوٹنے والے نہیں یہ
 تمہاری زندگی و ولایت کتنی ہیں کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو
 چاکری دی جائے گی تو ان کے چار ہاتھ سچی میں صلیت پر آئیں
 چھوڑ کر فرار ہو گئے پھر صلیت کی کتابیں لکھ کر انہوں کو جب
 ارض فلسطین پر صلاح الدین ایوبی نے تمہارے بڑوں کو جہرت

ہاں نکلت دی تو تمہارے بڑوں میں سے ایک نے اپنی بہن
 صلاح الدین ایوبی کے بھائی ملک عبدال کو بطور شہت پیش
 کر کے بھیج دیا کے لیے جان کی دامن طلب کی۔ تم ہماری جنسی
 ایجنٹ کو کہ ہم اگر تمہارا ہاتھوں دے گئے تو شہید نہ رہے پتہ
 مارتی۔ تم سوچو تمہارا کیا ہے گا۔" لیورنگ آنکھوں میں
 جیسے اس نے یاد دلائی کہ وہ خدا کا تھا۔

حسرت آج کھینچ کر اپنے دائروں پر گھونک رہا ہے
 واروں کے غمیں اپنی جنت کا سودا کرنے والے مسلمان تو
 ہو سکتے ہیں مگر اللہ کے بندے نہیں وہ ہم نہیں ہیں جنہیں تم
 اپنے دائرہ کشش سے خرید سکتا نہ تم؟ "وہ دھارنی بھی بھی
 یاد آ رہی تھی اس کے دشوار پر بڑا تھا۔

"یاد رہا..... کتنا ظلم کرو گے کتنی نسلیں برباد کرو گے
 مسلمانوں کی طاقت کے بل بوتے پر کب تک ہماری بے بسی کو
 کپلے کے تم؟ تم نہیں جانتے مگر میں جانتی ہوں کہ عالم علی
 صرف اللہ سے ہے چاہے جو سمندر کا سینہ کھول کر ایک پلی میں تم
 سب کو غرق کر دے اللہ کی طاقت کے سامنے تمہاری طاقت
 مرنی ہوئی ہے توئی کہنے کے برابر بھی نہیں یہ ظلم و بربریت ہمیں
 ہمارے ایمان سے بھیر نہیں سکتی وہ لوگ ہیں جن کے ایمان کا
 سوا نام اپنے دائروں سے کرتے ہو بظاہر مسلمان لیکن ان لوگوں
 کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں خود اپنی جالوں پر ظلم کرنے والے
 یہ نصیب لوگ ہیں یہ پرے دور ہے کے یہ نصیب جو یہ بھی
 جانتے ہیں کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اس عارضی زندگی میں
 چند چند بڑا کر کے کر تمہاری دلاوری کا کام بھرنے کے بعد
 اپنے ہی گھر کو بھارتوں کو تمہارے سپرد کر کے وہ صرف خدا سے کا
 سوا کہ ہے ہیں مگر تم جانتے ہو کہ تمہارے نزدیک ان کی
 حیثیت ان کا مقام کیا ہے بڑی کھانے والے کہتے سے بڑھ کر
 دیت گئے دیتے تم انہیں شرب کے نشے میں سر عام گالیاں
 لگاتے ہو کہ وہ ہم نہیں ہیں۔ ہم وہ ہیں جو صحرائی حقاریت میں
 کھڑے کشیدہ زمین آگ کے برساتے سورج تلے جھپٹتا رہا ہے
 آپ کی طرح خوب ترپ کر لڑیاں لڑ کر شہادت کی موت کو
 لے لگائے ہیں مگر اپنا سر تمہارے سامنے نہیں جھکا ہے۔ میں
 چاہوں تو آئیں پھر کتنی ہوں کینکڑاں میں اب بھی کوئی صلاح
 دینے والی کوئی محمد بن قاسم کو کوئی طارق دن زیاد سے بہت
 قوت اور طاقت ہے اب بھی ان کے دُشمنی بازوؤں میں مگر میں
 انہیں نہیں چاہوں گی کینکڑاں کے بل صراط پر اپنے دُشمن و جو

یاد جانتا تھا کہ یہ وہ طالبان نہیں ہیں جنہوں نے اپنے
 ایمان گروئی رکھ کر مصلوب بے گناہ لوگوں کو خود غشی مصلوب اور ہم
 دھاگوں میں لٹکا رہا۔ اصل بنا کر شہید کرنا اپنا نصیب اچھین بنا رکھا
 ہے۔ طالبان کا نام بدنام کر کے جو ملکوں کے امن اور شہریوں کی
 جان و مال کے لیے عذاب بنے ہوئے تھے وہ جانتا تھا کہ بظاہر
 طالبان کھلانے والے لے ان شہت گردوں کا اسلام سے کوئی تعلق
 نہیں تھا نہ ہی ہو سکتا تھا کیونکہ جو طالبان ان کے ساتھ لڑ رہے
 تھے ان کی لڑائی کا صرف ایک ہی مقصد تھا اسلام کا دفاع۔

ہوں آپ مجھے اچھا انسان نہیں سمجھتے ہیں اچھا انسان ہوں بھی
 نہیں جس قبیلے سے میرا تعلق ہے وہاں کی جو تعلیمات اور
 رسومات ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں یا جو وہاں کے کلام
 فخریہ مسلمان کہلاتے ہیں میری ماں یہ سبانی عورت تھی مگر میں
 نے ہمیشہ اس کی آنکھوں میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے حسرت
 دیکھے ہیں جب تک وہ زندہ رہی شاید اس نے اسلام کی گہرائی کو
 سمجھ لیا تھا مگر میرا باپ جو خود کو فخریہ مسلمان کہلاتا تھا جس کی
 رگوں میں پیدا کی تھی پر مسلمان خون تھا شاید وہ بھی اسلام اور
 مسلمانوں کے لیے نہیں دیا ہوگا کیونکہ اس کے پاس شہر نہیں
 تھا جتنی چیز بنانا کسی چودہ چودہ قرطانی کے پیٹ میں رکھ کر مل
 جائے تو شاید اس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا۔ میرے
 باپ اور اس کے قبیلے کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا اسلام کی
 عظمت اس کی رحمت کی قیمت چند گلوں میں وصول آگے کے
 سمجھتے تھے کہ دے فائدے کا سوا کر لیا مگر انھیں پتا ہی نہیں تھا
 کہ فائدے کی اس گہرائی کھائی کے پیچھے کتنا بڑا نقصان من
 کھائے ان کے گردے کا شکر کھڑا ہے۔ انھیں یہ سوچنے کی
 فرصت ہی نہیں تھی کہ دنیا بھر میں ہونے والی امتیں ہزاروں مذاہب
 کے ہوتے ہوئے اگر کسی مذہب کی قیمت اگانے کی سرگور
 کوشش کرتی تھیں تو وہ مذہب صرف اسلام تھا۔ بھٹکے ہوؤں کی
 نظر میں سرحدوں کے لیے کیا کیا نہیں کیا میرے آباؤ اجداد
 نے۔ سوچا ہوں تو خون رگوں میں ٹھوکریں مارتے شاید اسی
 وجہ سے میں اسلام اور مسلمانوں سے نفرت کرتا تھا مگر بہت دیر
 کے بعد مجھ پر یہ حقیقت کھلی کہ بھٹکے ہوؤں کے لیے تو خود اسلام
 کے دھمکے ہوئے ہیں وہ مذہب جو ساری کائنات کے لیے
 امن و سلامتی روشن خیالی انصاف اور بقاء و نجات کا مذہب ہے
 بہت دیر بعد مجھے اس چیز کی سمجھ آئی کہ اگر میں اسلام اور
 مسلمانوں سے بے زار ہوں تو اس میں اسلام اور مسلمانوں کا
 قصور نہیں میرا قصور ہے میرا نقصان ہے اللہ کو اس بات سے کوئی
 فرق نہیں پڑتا کہ کون اسے اپنا رب تسلیم کرتا ہے کون نہیں مگر
 بندے کو اس بات سے فرق پڑتا ہے کہ ساری کائنات کا اکیلا
 خالق اسے اپنا بندہ تسلیم کرتا ہے کہ نہیں کیونکہ اللہ کو پابندی کسی
 نے کچھ نہیں سکھایا اور اللہ کو کوئی کسی نے کچھ نہیں پایا۔ "ایا وحید
 اللہ کی خوب صحت آنکھوں کے گوشے میں ہو چکے تھے۔
 حورین یک تک اسے سمجھنے کی وہ شخص اس سے اپنا آپ
 شکر کہتا تھا۔ ہستے آسمان تھے وہ شہر یہی سب جیسے اس شخص

کے ساتھ تھی اسے دیکھ کر ہی جی اٹھتا تھا جیسے وہ اپنے
 اس کے دل میں اتنا جا رہا تھا جیسے گزشتہ ایک خطے میں اس
 کی رفاقت نے جو زمین کو جیسے جیسا سکھایا تھا وہ اپنے ہر کام
 تکلیف کی راحت کے لیے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی اگر یہ
 دیکھتا ہوں ہے کی وجہ سے اس کے پاس میں کاغذ چھوڑ کر
 لیا وہاں لالہ نے ہر بار وہ کاغذ بہت تنگی اور بیدار سے اس کا پتہ
 اپنی آنکھوں سے دیکھ کر رکھ رکھا تھا۔
 رات میں وہ سوتی تو وہ بہت پر جاگ کر اس کا پہرہ دیتا بھی
 وہ اس کے سامنے بیٹھی ہوتی اور اس کا آگلیں سرک جاتا تو وہ ہلکا
 اپنی نگاہ بھیر لیتا چونکہ اس کی رگوں میں قبائلی خون تھا اسی لیے
 اس کی غیرت بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ حورین عداوت
 پاتا ہی نہ چلا کہ وہ قبائلی کب اس کی روح تک رسائی حاصل
 کر گیا۔
 اگلے روز بھی ہاش کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ حورین کی آنکھ
 کھلی تو یاد وہاں نہیں تھا کھیلے ایک خطے میں اس شخص نے ہر
 طرح کے خطرے اور مشکل کے باوجود ایک وقت کی نماز بھی
 تھا وہ نہیں کی تھی مگر وہ وقت نماز کا نہیں تھا قصاً میں گولیوں کی
 نزہت گونج رہی تھی اس کا دل تنہی سے ہڑک اٹھتا دینے
 اچھی طرح لپٹ کر فوراً سے جیتر وہ آنکھ کھڑی ہوئی تھی بھی اس
 نے یاد کیا اپنی طرف سے دیکھا تھا وہ زخمی تھا اس کے بازو پر گولی
 لگی تھی۔ حورین نے من پر ہاتھ رکھا۔
 "چلو..... اتحادی فوج نے یہ جگہ کھلی ہے مجھے خطرہ ہے
 میرے ساتھ وہ جن لوگ بھی نقصان پہنچانے سے باز نہیں رہیں
 گے۔" تنہی سے بچتے خون کے باوجود وہ اس کی جان اور عزت
 کے لیے لگے لگے رہا تھا یہی وہ غیرت اور انسانیت تھی جس کے
 لیے ابو خریب، گرام اللہ دیکھ کر غوریت خانوں میں قید مسلمان
 دختران صدائیں سن رہے تھے۔
 اتحادی فوج کے افسران ان کے سر پر آ پھینچے تھے اور اب
 اندھا دھند گولیاں برس رہے تھے حورین جی اٹھی۔ لپا بہت ہلکا
 طر سے تنہی ہو چکا تھا مگر اس کے باوجود وہ کسی زخمی کی پڑا ہے
 وہ اسے بچا رہا تھا۔ اندھا دھند بھاگے ہوئے وہ اسے کسی ستار
 پر پہنچانا چاہتا تھا شاید اس کا جالدرین سے رابطہ ہو گیا تھا مگر اس
 اس کی مہلت نہیں گئی تھی ٹھیلوں کی طرح جیسے فوجی لہا لہا
 نے ان دونوں کے گرد حصار لگ کر کہ نہیں کر دیا تھا۔
 رات انھیں اٹلی افسران کے حضور پیش کر دیا گیا۔

وہ شخص جو اس فوج کا حصہ ہو کر مسلمانوں پر مظالم کے پیڑاؤ توڑتا تھا اب وہی شخص اپنے انہی ساتھیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو کر درو کا اہل مزدور بننے چلا ہوا تھا وہ لوگ جن کے ساتھ چند کر شراب کے نشے میں مست ہوتے ہوتے وہ بے کسی مسلمان قیدیوں کی بے بسی اور تکلیف پر ہنستا تھا اب وہی لوگ اس کی جان کے دشمن بنے اسے موت کے گھاٹ اتارنے کو۔ بے تاب وہ ہے جسے جو حسین جس کٹھری میں قیدی تھیں ان سے چند لاد کی کٹھری کے سامنے والی کٹھری میں بند کر دیا تھا بارہ چلو این اور اتحادی فوج کے درمیان جیسے گ گنگ تھی۔ رات بھر یک دہنی جاری تھی۔ لاد انھوں سے پورے ڈھال پڑا تھا جب کچھ شہر ان حوسن کی کٹھری میں مٹس آئے اور اس کی بے مرضی شروع ہوئی۔ وہ چلا رہی تھی اور لاد بیدار ہو کر ہاتھ اپنے انھوں کی پروا کیے بھڑے میں بندش کی طرح چل رہا تھا اس کا کسی نہ چل رہا تھا کہ مسلمانوں تو درجہ جنرل کو تو پھونڈ دیا بھی وہ شہر ان حوسن کو چھوڑ کر اس کی طرف آئے اور پھر حوسن کی آنکھوں نے جیسے قامت پاہوتے دیکھی تھی۔

ایاد کے نقشہ و چون چتر و مدار حقائق سے کشاکش کروا لوگ ان
مخبروں پر گرم گرم پہنچتی ہوئی مہم وکیل رہے تھے مگر ایاد کے لبوں
سے کوئی جیج کچھ نہیں نکلتی تھی یہی طرح خوش چہرے ہوتے وہ اپنے مضامین لکھتا رہتا
تھا۔

عزیزین مسلمانین! چڑ کر جنتی رہی اور ان انسانی و دنیوی کی
 زندگی کا نظارہ کھینچی رہی! آج کے چند روز تک جب سلسلہ جاری رہا
 تھا روز مسلسل کئی گئے یاد پر رشید کیا جا تا تھا یہاں تک کہ وہ
 بے ہوش ہو جا تا تھا جو اس روز اس کی موت کے پر وانیے پر دخل
 نہ دیتے تھے۔

بہت مختصر عرصے میں اس پر خدائی کا یس چلا اور بلا آخر حالت نے اسے چھائی کی سزا سنائی جو میں نے کوئی جیسے دوزخ میں چلا دئی کی ہو۔ اس روز فجر بہت بارش ہوئی تھی کھلے آسمان تھے چلتی پھرتی کوئلے پر صحران پر جیسے عکسوں کرنے کے باوجود اسے خود پر چتر ہونے کا گمان ہو رہا تھا بڑے سے میدان میں چاروں طرف اتھادی فوج کے کارندے تھے اور شدید روشنی حالت میں جان بوجھ کر اسے وہاں لایا گیا تھا تاکہ ایسا دمہ لگادی کہ ان تمام نیکیاں انھوں سے کھینک سکے۔

اس ایاد عبدالباقی کا جس نے فکر کا راست چھوڑ کر جہالت کی
حوال تک رہائی حاصل کی تھی۔ جس کا کوئی ذلتی دشمن نہیں تھا مگر

سوائے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے نہ ہو۔
 مجاہد جو ہائل کے سامنے سر جھکا کر سے منکر ہو گیا تھا۔ حرمین
 نے دیکھا وہ بازوؤں اور پشت پر گہرے ریشوں کے بازو خود
 اپنے پاؤں پر چل کر تختہ دار تک جا رہا تھا اس کے ہاتھ پیچھے
 بندھے تھے اس کی چال میں بالکل بھی کوئی نرمی نہ تھی۔
 حرمین کے لیے اپنے قدموں پر گز رہا تھا وہ جا رہا تھا اس
 کی آنکھیں شدید دھنکی رہی وہ اس سے بندھوئی جا رہی تھی۔
 نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ کیا میں تھا اس وقت
 اس کی آنکھوں میں؟

[illegible]

”بزدل ہوں..... میں کب لے کر آئیں اور موت دے کر ہم
پر تشدد کرنے کے سوا ہم اور کبھی کیا کئے ہو؟ مگر ہمارے جوتیک
جی برکت نہیں ہے بلکہ سعادت ہے خوش ختی کی موت ہے اور
وین کی موت کو خوش ختی اور شہادت کا نام دیتے ہیں ایک مؤمن
مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہی یہی ہے کہ اسے
شہادت کی موت نصیب ہو اور خدا ایسے ہی اچھے بندگان کو
آزادیں کی جہنمیں میں جلا کر نکال دیتا ہے اور انہیں اپنے
مناقص بھولنے سے علیحدہ فرما دیتا ہے ہم معاشرے سے ہونے
والے لوگوں ہیں وہ ہم نہیں ہیں ہمیں تم لے لو اگر کسی کشش سے
خرید سکو“

"اللہ..... اس کے دل نے یہ سناؤ اللہ کو کیا ہوا۔
یاد کے وجدان میں وہ چلا رہی تھی اور ابھر بچائی کا پھندا
اس کے گلے میں خٹ کر دیا تھا کیا جان کے بدلے جنت کا سودا
میں کیا نہیں تھا اس وقت اسکے دل میں صرف ایک ہی حسرت
تھی۔ کاش وہ مجاہدین کی مدد کر سکتا، کچھ عرصہ ان کا ساتھ دے
سکتا، مسلمانوں کے خون کی بجتی ہوئی عمر یوں کا حساب لے
سکتا مگر۔۔۔ شاید اللہ عزت العزت کو اس کی اتنی سی اندکی منتظر
تھی۔ جو میری جگہ تکمیل فرما دیتا۔"

پھر الیہ عبد الحمادی کے خوب صورت گلے میں فٹ کرنے کے بعد غصہ مٹا دیا گیا تھا۔ جو میں نے کے طلق سے ایک بھگوان

تعلیٰ اللہ سے روش ہوئی۔ پھر ساری دنیا کو بلایا اور وہ روش کی
وہ نہیں دیکھی تھی۔ پھر کوہ کے بعد روش کی دنیا میں وہی
اس کے لیے بہت تکلیف و غارت ہوئی تھی۔ لہذا شہادت
کے بعد وہ یہی حالت کوہ تھا اور انہیں اس میں خاطر
خواہ کامیابی نصیب ہوئی تھی۔

اور میں نے کہا کہ میں نے یہ سب سنا ہے۔

سوی آئین خندک با آئین
چندین چهره و اخلاق
و کیم می گویند اول من؟

آگ کے پھول جلتی رہی۔

نہا کی بیٹہ نکل رہی تھی اس کی آنکھوں کے سائے میں
 وہ جیسے مڑے ہوئے سر کے ساتھ کرسی کا ہڈا لیے بیٹھے
 تھی پڑ گئی تھی بھاری تھی۔

کتابی مدت بہت گرا تھا رو کر اس کی انیس سو تالی
تھیں ہر کوئی خوش باش غلامی کے لئے وہ کھڑا سا شخص اپنے اندر
کئے عنوان چھپاتے ہوئے تھا یہ کہہ کے لیے وہاں سے اٹھا
گویا موت کے مخالف ہو گیا۔
میکال آفس سے آتا تو ملازمین میں جھنجھکی اٹھ دیکھ رہی

مستقام ہو کر "سرری" ہی ایک نظر اس پر ڈالتا "وہیں
میں نے تجھے مل گیا۔"

۱۰۴۰ جلدی کے مکالمات ۱۰۴۱
میں سے جو کچھ کہیں

آپ کی طرف سے لکھی گئی ہے۔

پھر اس کے بعد اس نے اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے دل کی باتیں لکھیں۔

$\frac{1}{2} \times 10^{-6}$

میں اسی بلبل سے مرے قدموں کو تھمتی وہ نہال کے کمرے سے لگی تھی اور پھر بنا ناظر اور نگاہ ڈالے تاک کہ سید صاحب چلتی سید صاحب سے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ یہاں کو لگا جیسے کسی نے اس کا دل چلنی ڈالا ہو۔ وہ کمرے میں آیا تو یہ اندھا کر کے اندھے سے بڑی تھی یہاں جیسے بے حد تھک گئی ہو اس کے اندھ سو طرح کے دوسرے سر اٹھانے لگا۔ تھک کے ناک نے ڈس ڈس کر جیسے اس کا سارے اجودہ پر بار کر ڈالا تھا۔

ہائے سودی بھی اور وہ پوری رات اس کے پہلو میں بیٹھا جاگ کر گھومتا رہتا تھا۔ اگلے صبح پانچ بجے بخار میں مل رہی تھی۔ میٹال کیا آگے اس کے کمرے کی آواز سے کھلی گئی اور جس وقت اس نے اس کے سرخ چہلوں پر ہاتھ رکھا تو گویا اس کی جان پر ہن گئی ساری کدورتیں غلام فہر میں ملے بھر میں ذہن سے نکل گئی تھیں۔

”ہاپی“ اس پر جھک کر اپنا حیت سے اس کے گال
تھپتھپاتے ہوئے اس نے پکھا تھا جب غنوں کی کے عالم میں
بہت مدھم لہجہ میں ہاپی کے لوں نے جنم کی تھی۔

”نہال!..... تم کیل شاگرد بن گیا تھا۔ خودی کیس کی ہانیہ کا
نہال کو پکارنا ہے چھری تو کر گیا تھا اس لمحے وسید صاحبہ انھوں
سر پڑی کی پشت گاہ سے نکال کے دور سے آکھیں بچہ کیس اسے لگا
جیسے کسی نے وہیر سارا کڑا کر کٹس کے لوہا اجمال دیا ہو۔

محبت کی ہارسائی جیسا کہ مقدور خاصہ بنی ہو۔ چپ چاپ کٹھنی پر رکھ اپنے آسویہ کرنے کے بعد وہ اٹھا تھا اور وہاں دم میں ٹھس گیا تھا۔ ٹھنڈے پانی سے اچھی طرح شاور لینے کے بعد بھی اندر لگا آگ میں کوئلے کی خوش بڑھاتا۔ خاموشی سے آفس کے لیے تیار ہونے کے بعد وہ ایک سرسری سی نظر پلٹے پلٹے کر کے سے نکلتا تھا۔

رات کو جس وقت اس کی گھر واپسی ہوئی سب لائق میں
 بیٹھے لہذا نے گویا دیکھے تھے
 "اسلام بلکہ" تھے جسے سے اعجاز میں اپنا کوٹ سائیڈ
 صوفے پر رکھتے ہوئے اس نے سب کو شہزادہ سلام کیا تھا مگر
 جواب صرف حسن صاحب نے دیا۔

”وہیکم استقامت بڑی جلدی آگئے آج آفس سے“ وہ دھڑا
کہا۔ ”جے جے کال آفس رکھیں گے۔“
”سہی! کچھ ضروری کام بڑا اس لیے ہوگی۔“

ہائے کی طبیعت اس قدر سبکدوشی سے نکال لی گئی کہ وہ ہوا
 تھا وہ اس کے فوس کے لیے کپڑے پر پس کرنے سے بچھڑ گئی تھی اور
 تھا وہ اس کے قریب تک کہ اس نے اپنے کپڑے اس کے ہاتھ
 سے چھین لیے تھے۔ وہ ہوا کا اس قدر سختی سے روٹی۔
 "شہزادی طبیعت علیحدہ تھا ہے اسام کرو لیے بھی آج
 کے بعد نہیں میرے کسی کام کو ہوا کو لے کے ضرورت نہیں
 ہے۔"
 "کیوں؟" اس کے تھے تھے سے جھرت کو بغیر کہتے

اس وفد پھر جانے اسی کے دل میں کیا آئی کہ وہ نہال حسن
کے کمرے میں چلی آئی تھی۔ نہال کل ہی شہر سے باہر گیا تھا
باہر جس میں تنگ کے لیے مگر ہانپ رہا تھی کسی کو اس نے چپکے
کے لیے نہال کو اس کا کمرہ بھی دکھا دیا۔

ہاں میں نے اس کے لیے بڑے بڑے عزائم تبدیل کر دیے
۵۰۰ روپے ماہانہ کرایے کے ساتھ ساتھ

”کیا مسئلہ ہے کہادے ساتھ کیوں بندوق ہوا؟“ اسے بازو سے پکڑ کر جھوٹے ہونے اس نے غصہ دکھایا تھا جواب میں باپ نے سب کچھ بتلاتے ہوئے خرچ کر اس کے چنے سے لے کر ان کی طرح پھوٹ پھوٹ کر دوزی۔

”کیا ہوا ہے؟“ اس کا قصہ ہانپ کر اس حالت پر قدرے کم ہوا تھا مگر وہ جلدی رہی۔
 ”میں جانتا ہوں تمہیں نہال نے دیکھی کہا ہے اور میں نے بھی جانتا ہوں کہ وہ اس کے درمیان کچھ کی غلط فہمی سے مگر پھر بھی تمہارا ہر وقت اس کے دو گردنہ لگاتے رہتا مجھے پسند نہیں ہے روز میرے آفس چاہئے کے بعد تم اس کے کمرے میں جس جگہ جاتی ہو کیوں؟“ کندھوں سے پکڑ کر اسے اپنے مقابل کیا تھا مگر پھر بے جاہ کوئی جواب دینے پھر اس کے سینے پر ہر گھڑ کر پشیموند نہیں اس کا سر وہاں مگر رونے کی وجہ سے اس وقت جیسے پھٹ رہا تھا۔ میکال نے اسے زیادہ پیچھے نہ مناسب نہ سمجھا تھینا وہ دن پھر سے بھوکھی گئی تھی نئی سے اسے خود سے علیحدہ کر گئے کے بعد وہ نیچے کچن میں آیا اور کھانا نکال کر اوپر کمرے میں لے آیا۔
 ”بانی۔ چلو آؤ کھانا کھاؤ۔“
 ”مجھے بھوک نہیں ہے۔“ اس کے کہنے پر مشکل بید پر بیٹھی تھی۔ میکال نے ٹرسے سامنے پر دکھائی۔
 ”کیوں بھوک نہیں ہے کیا ہو گیا ہے یا تمہارے بھوک ختم کر دی ہے؟“
 ”ہاں نہیں۔“ وہ اس کی طرف دیکھنے سے گریز بہت رہی تھی میکال نے اسے بھی اس کا جرم گردانا۔
 ”کیا تمہیں نہیں لگتا کہ ہمارے درمیان فاصلے بڑھتے جا رہے ہیں۔“
 ”آئی ڈونٹ کیئر۔“ بیزار کن لہجے میں کہتی وہ فوراً ہینڈ سے اٹھ کر میز پر چلی آئی گئی اچھے لان کے ایک کونے میں ذرا سی روٹی کئے نہال بیٹھا تھا۔ اس کے آسٹو مگر دہلی سے بنے گئے ذہن کے روتے پر اچانک کچھ ناظر چھللائے تھے۔
 ”کے کیا ہوا؟ جان لے لوں گا تمہاری اگر مجھ پر کسی پابندی لگائی تو یا سرسلی ناراض ہوں۔“ اس کے تنگ کرنے پر جب وہ ناراض ہوئی تھی تو کیسے اس کی جان پر ہن گئی تھی۔
 آکھوں کے گوشوں میں چمکتی گئی نے جگ سے آج حیران کر دیا تھا مگر۔ اس وقت وہ کہاں جاتی تھی کہ وہ نہال حسن کے لیے کیا ہے؟ رات گزرتی جاتی تھی مگر وہ کمرے میں گھول کا احساس کیے بنا وہاں کھڑی رہی۔ نہال اب لان سے اٹھ گیا تھا وہ بھی بے قراری کمرے میں وہاں پلٹ آئی میکال کمرے میں نہیں تھا۔ فضا میں خلگی تھی کہ یہ جی جاتی رہی وہاں ہلا وہ آئیں میں لیٹتے ہوئے وہ بیڈ پر پڑ بیٹھی۔

زندگی نے کتنا عجیب کھیل کھیلایا تھا اس کے ساتھ جس شخص نے اسے لوٹ کے چاہا تھا وہ خود لوٹ گیا تھا مگر اس نے اپنی جاہت بھی اس پر عیاں نہیں کی تھی اور وہ جس سے تقدیر نے اس کا ہم سفر بنوایا تھا جس کی محبت اس کی رنگ رنگ میں اتار کر لی اسے شاید اس کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا کھیل ہوا تھا اس کے ساتھ ایسا؟
 جب وہ میکال حسن کے ساتھ زندگی کی شروعات کر رہی نہیں جانتی تھی تو اسے زبردستی اس پر مجبور کر دیا تھا اور اب جب کہ وہ اس کے بغیر سانس بھی نہیں لے سکتی تھی تو نہال حسن کی محبت اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔
 روز وہ کمرے کی آکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ یوں ہی روئے روئے جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی اچلی صبح اس کی آنکھ کھلی تو نہال آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ بانیہ کو خبر نہ تھی نہیں تھی کہ وہ بھی ساری رات جاگتا رہا تھا اس کی غریبائیں بھی پھٹ رہی تھیں آکھوں کے گوشوں میں پڑے سرخ ڈھیر سے اس کے اضطراب کی کہانی بنا رہے تھے۔ وہ اچھی اور میکال کے پہلو میں جا کھڑی ہوئی تھی۔
 ”سو رہی میکال رات میری غیبت ٹھیک نہیں تھی اس لیے میں نے آپ سے عذر مانا دیا کیا پلیز مجھے معاف کر دیں۔“
 ”اس بات کے۔“ نہال اس پر نگاہ ڈالنے اس نے ٹائی کی بات کر سیدھا ہنسا تھا بھی وہ اس کے سامنے آئی تھی۔
 ”میکال مجھے آپ سے کچھ شکر کرنا ہے نہال کو نے کچھ کہہ دیتا ہے آپ کو؟“ وہ مضطرب بھی میکال کی پیشانی کی سلولوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔
 ”مجھے میرا آفس سے لیٹ ہوا ہوں یا آپسی پہاٹ کریں گے۔“
 ”ہناشاکر کے جائے گا میں بھی لاتی ہوں۔“
 ”نہیں اس وقت ضرورت نہیں ہے میں پہلے ہی بہت لیٹ ہوا ہوں خدا حافظ۔“ اس وقت وہ اس کی غفلت دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا بھی فوراً کمرے سے نکل گیا۔ بانیہ پریشان سی کمرے سے نکل کر نیچے چلی آئی سارا اور مارہ چن میں ہناشاکر بن کر تھیں جب کہ آسٹو کچھ بھی کمرے سے ہی نہیں نکلی تھیں وہ فریض ہو کر لان میں چلی آئی نہال پودوں کے ساتھ مصروف تھا اس کا دل تجزی سے حیرت انگیز تھا۔
 ”آج آفس نہیں گئے تم؟“
 ”نہیں۔“ چونک کر پلٹے ہوئے اسے دیکھنے کے بعد بہت

اس لیے انتظار میں تھا میں تم پر۔"

"ہوں میرے بارے میں تمہاری سوچ بالکل پرکھو۔
میں یقیناً یہی کرتی آؤں تم۔" فوراً سے خوشتر اس نے
اپنی زبان کو پرکھ لیا تھا۔
نہال چٹک کر اسے کہنے لگا۔
"آؤ تم کیا۔"

"آؤ تم میرے بہت اچھے دوست نہ ہوتے تو۔" بروقت
اسے مناسب جملہ دیا تھا۔

نہال نے مسکرا کر سر جھٹک دیا بھی پانی نے اپنا ہاتھ اس
کے ہاتھ پر رکھا تھا۔
"گاڑی رو کو نہال پلیز۔"

"خیر ہے؟" فوراً سے خوشتر اس کے حکم پر عمل درآمد کرتے
ہوئے اس نے گاڑی رو کی تھی۔ ہائیڈرولکس گاڑی کے اس پار
کے منظر پر جم گئیں۔ نہال نے اس کی نظروں کی تقلید کی اور پھر
جیسے وہ بھی ششدر رہ گیا۔ کچھ ہی فاصلے پر یہ کال ایک نیم
گرمیاں لڑی کو بانہوں میں لیے نرنگ کھانے ایک شجر کے نیچے
کھڑا تھا۔ سڑی کی شدت سے لڑی اس کے اندر بھی جاری
تھی۔ شاید وہ لوگ پیدل واک پر نکلے تھے نہال کو لگا جیسے وہ
سائرس بھی نہیں لے سکا۔

"چلو نہال پلیز۔" دوست کے بعد ہی ہانی نے اپنی نظروں اس
منظر سے ہٹائی۔

"نہیں تم دو کھو میں اس شخص کے ساتھ کرتا کیا ہوں۔"
نفسے سے قابو ہوتے ہوئے اس نے اپنی سامنے گاڑی کو دواڑہ کھولا
تھا جب ہانی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں ابھی سڑک پر تماشا بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔
گھر چل کر بات کریں گے۔"
"پلیز خیر۔"

"پلیز نہال پلیز۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ہانی کی
آنکھوں کے آنسوؤں کی انتہا نے اسے بس کر ڈالا۔ غصے
سے کہتا ہے آؤں کے ساتھ اس نے گاڑی اشارت کی تھی۔

"کون ہے لڑکی؟"

"پلیز نہال کوئی مائل ہے شاید۔"

"تم جانتی ہو؟"

"نہیں۔"

"تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو پلیز۔"

"نہیں نہال میں چاہوں بھی تو تم سے کچھ نہیں چھپا رہی
دن بچھرتے ہوئے اس نے آنسو پونچھے تھے نہال کی گاڑی
میں بڑک پر لے آیا۔ یہی وہ وہ تھا جہاں یہ کال کی گاڑی فر
ہوئی تھی اور اس کے ساتھ اس خطرناک اور بدبو دار گھر
میں رات گزار رہی پڑی تھی۔ ہارش کی تیزی اور شدت سے اس
نہال پکڑ لیا۔ جب ہی اچانک گاڑی کا انجن بند ہوا تھا۔

"مٹی گاڑی سے بھی ابھی بند ہوا تھا۔" جھنجھلائے ہوئے نہال
نے سارا فضا اس طرح دکھائی پر نکالا۔ پانی کا دل تیزی سے
حرکت لگا رہا۔ اسے ساختہ سے یہ کال کے الفاظ یاد آئے تھے۔

"رو سنان اور خطرناک ہے خدا نہ کرے ابھی نہیں
یہاں کفر سے کچھ کر کوئی اسلحہ لے لے گا تو کیا کریں گے۔
بجائے روز اس رو پر بہت ادا رہا تھا۔ وہ پریشان ہی مختلف قرآن
سے نکل کر انہیں چپک کر رہا تھا۔ وہ پریشان ہی مختلف قرآن
آیات کا دھوکہ دیتی رہی۔ جانے کیوں اس کا دل اس لمحے بہت
تیزی سے حرکت رہا تھا۔

"سو ہی ہانی! انہیں کام نہیں کر رہا ہے میرے خیال میں
ہیں کسی دوسری سواری کی تلاش کرنی پڑے گی۔"

"اے خراب موسم میں دوسری سواری کہاں سے ملے گی؟"
"مل جائے گی میں دیکھتا ہوں تم ٹینشن نہ لو پلیز۔" وہ پھر
پھر ہارش میں بیگ چکا تھا۔ وہ پریشان ہی اسے دھکی رہی تھی۔
تقریباً اس منٹ بعد ایک کاران کے قریب ہی تھی۔

"پلیز کوئی مسئلہ ہے کیا؟" وہ خود پر اور اچھے گھر کے نظروں نے
والے لڑکے کو لڑکی سے سر نکال کر ان سے پوچھ رہے تھے نہال
نے ہانی سے نظر ہٹا کر ان کی جانب توجہ مبذول کی۔
"ہوں گاڑی کا انجن خراب ہو گیا ہے۔"

"کوئی بہت سنان اور خطرناک روڈ ہے آپ چاہیں تو
اپنی گاڑی لاگ کر کے یہیں چھوڑ دیں ہم آپ کو زیار
کر دیتے ہیں۔" ہارش طوفانی مصدات انتظار کرتی جا رہی تھی۔
نہال کو مجبوراً ہانی کی وجہ سے ان کی آفر قبول کرنی پڑی اور یہ اس
کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ بظاہر اچھے گھرانے کے نظر آتے
والے لوگوں کے پیش رو کو اتنے جنموں نے کچھ ہی دور لے جا کر
گاڑی روک دی تھی۔ جہاں ان کے مزے سامنے پہلے سے
موجود تھے۔ نہال کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ تقدیر اس کے
ساتھ ویسا عجیب و غریب کھیل بھی کھیل سکتی ہے۔ ان لوگوں
نے بظاہر محض شہری بن کر انہیں مدد کے بہانے کوٹ لیا تھا۔

کتاب ۲۰۱۳ء

10.55

عائشہؓ کو خان بھی اپنے شوہر کے ساتھ دیارِ غیر میں شفقت سے دیکھ چکی تھی۔ ان دنوں وہ اسلام آباد میں تھا جب ایک چھوٹے سے دوا کی دکان پر کھڑا ہو کر اسے چھتال دیا تو وہ بے بسی اس نے جمال کو دیکھا تھا۔ بعد ازاں وہ کمرہ دہی طرح کھائیں

کا دل چاہا وہ جگہ جگہ کر دیتے۔

"نہال نہال مجھ پر ایک احسان کرو گے؟"

"نہال"

"چیز نہال مجھ سے وعدہ کر رہی تھی پہلی کر کے۔ وہ بچوں کی طرح کچل رہی تھی نہال نے اپنی نظروں اس کے چہرے پر لگا دیں۔

"یہی خواہش؟"

"جیسے تم وعدہ کرو کہ چوری کرنے کے لیے۔"

"نہال ہے کھانا گا پوری اب شاید۔" اس کی آنکھیں اب بھی دیکھ رہی تھیں۔ ہانپنے جلدی کیا سوچ مجھ لیے۔

"کھا؟"

"نہال۔ کھا۔"

"کب کب نہیں۔"

"نہال کب کب کھا پتا تو کسی۔"

"پتا دل کی گھبراہٹ نہیں۔" وہ ایک دم سے ہلکی پھلکی دھماکی دے رہی تھی نہال اسے دیکھ کر دھماکا۔

"کب سدا ہوگی تم ہانی؟"

"کب تو سدا رہنا ہی ہے نہال! نہ بھی سدا رہی تو دنیا والے سدا رہا دیں گے۔" بھرائے لہجے میں کہتے ہوئے اس کی آنکھیں پانیوں سے گھر گھر نہال نے فرات سے آنکھیں بند کر لیں۔

انگلے روز حسن صاحب اسے گھر لائے تھے اسے سیریم نے جب اس کا حال دیکھا تو کچھ حیران کر دیا۔ ہانہ کے آنسو کسی پل دکتے ہی نہیں تھے۔ سدا ہو گئی اسے محبوب بھائی کے حال پر بات بے بات موزنی تھی۔

اس روز دوسرا تھا جب ہانہ اس کے کمرے میں چلی آئی۔ مرنجس گھر نہیں تھیں اور سارا دن اپنی کسی دوست کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔ یہی قطعی نظر حال کے ساتھ چلنے سے ہانہ وہیں کمرے ہوئے وہ اس کے کمرے میں چلی آئی تھی۔

نہال گہری فیند میں بے خبر سکون سے سو رہا تھا۔ وہ بند پر اس کے قدموں کے قریب آئی تھی۔ شپ شپ اس کے آنسو نہال کے جیروں پر گر رہے تھے مگر گہری فیند میں ہونے کے سبب اسے گرتے ہوئے ان آنسوؤں کا احساس نہیں ہو سکا تھا۔ انکھلی ہی ہل رہی تھی وہ اپنی چپ اس کے کمرے سے باہر نکل آئی۔ جانے سمیرنا ہی اس بزم میں برے بچہ پتھر کے ساتھ ابھی اور کتنے دن تک اسے یونہی بیٹھ رہنا تھا۔



دھڑا سے پر زور دھک چابی تھی۔ انٹر تیزی سے چلیاں چلا گئیں وہی دھڑا سے کھٹا یا تھا۔

"کون؟" دھڑا سے کئی کئی کو باجھ لگاتے ہوئے اس پر چھانرو کی کھجھا تھا۔

"دھڑا کھلو۔" باہر سے دھڑاتی ہوئی آواز بلاشرہ

میں اس کی ایسی تھی اس نے فوراً سے دھڑا کھول دیا۔

"تم۔" اور یہاں۔ دھڑا اس وقت۔

"زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے میرے بچوں

بلاؤ میں آپس لینے آئی ہوں۔" اس کا چہرہ غصے کی شدت سے

سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے ایک نظر مڑ کر چھپو دیکھا۔ اس کی

پانی کی چٹکی اور کسی بھی وقت کمرے سے باہر آ کر سانا کھیل

بگاڑ سکتی تھی۔ یہی اس نے باہر نکل کر سرعت سے دھڑا بند کر

پھر چاہی کہ بارو سے پکڑ کر گاڑی کے قریب لایا اور خود ڈرائیو تک

بیٹھ سنبھال کر بیٹھ گیا۔ پانی اس کی حرکت پر ہکا بکار ہو گئی تھی

کچھ دھڑا فیسوں کے قریب جا کر اس نے گاڑی روک دی۔

"یہاں کیوں لائے ہو؟"

"اس لیے تاکہ تم ہی پھر کر چھپاؤ اسکو۔"

"جسٹ شاپ۔"

"جسٹ شاپ اگر میں اپنی شرافت کی وجہ سے تمہاری بدتمیزی

برداشت کر لیتا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم مجھ پر خدایں جا

بہت اچھی طرح سے جانتی ہو تم کہ میں عموماً اس طرح سے

چوڑا چلا پٹنہ نہیں کرتا دیکھو یہی تم سے لے کر نہیں کھاتا میں

تمہاری ہر طرح کی بات برداشت کروں گا اگر چاہی کہ کام تمہارا

تو صرف یہ دیکھانی کی وجہ سے ان کی محبت اور اپنائیت کی وجہ سے

مگر شیم جیسے سارا اپنی جہتی کی ایک پرکھنا پسند نہیں کرتا میں۔"

"بکواس بند کر دے میں یہاں تمہاری ڈر نہیں آئی۔"

بچوں کو لینے آئی ہوں۔"

"تمہارے پیچھے میرے پاس نہیں ہیں۔ اس لیے کہ

یہاں سے جا چکی ہو اور ہاں وہاں اس طرح رات کے اندر

میں میرے گھر کے دھڑا سے پانے کی ضرورت نہیں ہے

میں رات کے اندر میرے میں اس طرح دلیز چلا گیا کرتا

لو کیوں کو نہیں کرتا۔" تقدیر سے عجب کچھ میں کہنے کے

گاڑی سے نکل گیا تھا۔ پانی پلکا کر دیا۔

"بھارت میں جاؤ تم تو تمہاری پسند پانہ۔" اس کا پسند

بہترین انگلش میڈیم اسکول میں داخل کروادیا۔ وہ بہت ذہین اور جسمانی طور پر فعال بچی تھی۔

فرسٹ پیرس جیمز میٹنگ میں تیمور اور اریبہ نے شرکت کی تو وہاں ال کی ٹیچر نے اس کی تعریف ہی سننے کو ملی۔ اس کی کلاس ٹیچر نے کہا کہ ال وہل سینئر اور ٹیلیجنڈ اسٹوڈنٹ ہے تیمور کا تو میرا دل خون بڑھ گیا۔ وہاں اریبہ اپنی تربیت اور ال کی ماں ہونے پر نازاں تھی۔ خوش حالی شوہر کی بھرپور توجہ اور ال کی ماں ہونے کی خوشی بہت زیادہ تھی۔ وہ دن بہ دن گھرنی جاری تھی ال نے اسکول کے فنکشن پر کتنے فخر سے اپنی دوستوں سے اسے ملوایا کہ یہ میری ماما ہیں اس کے لہجے میں معصوم سا غرور تھا جیسے اس کی ماما جیسا اور کوئی نہیں ہے اور اریبہ چھ سالہ بچی کی ماں لگتی ہی کبھی وہی تناسب جسم منڈول رہا توئی شکافتہ اور درس بھری آواز جس کا تیمور پوانہ ہوا تھا۔ کچھ لکھی تو نہیں بدلا تھا البتہ ال کی ماں بننے کے بعد عجیب طرح کا کھنکار اور پراسرار دکھائی اس کے سر اپنے میں کل سی ٹی تھی۔ ال نے آکر ان کا تعلق اور بھی مضبوط اور انوثہ کر دیا تھا۔ اریبہ اپنے اوپر زیادہ توجہ دینے لگی کیونکہ ال ہر بات میں اپنی پسند کا اظہار کیا کرتی کہ ماما نہیں یہ کلریڈر میں آپ پر اچھا لگے گا اور واقعی ایسا ہی ہوتا ال جو درس اس کے لیے پسند کرتی سب اس کی تعریف کرتے۔

ال ہونے سے پہلے ماما اور پاپا کو ماتھے پر یاد کر کے گنڈ تائٹ کر کے سوئی اس معصوم ادب پر اریبہ واری صدقے جاتی۔ چھ سال کی عمر میں ال نے چٹکی مار ماما کی ساگرہ پر انیس اپنے ہاتھ سے ساگرہ کا کارڈ بنا کر دیا۔ اریبہ نے سکول کر دیکھا تو حیران رہ گئی کارڈ کے بیک گراؤنڈ لہجہ مارنے کے لیے ال نے شوخ رنگوں کا استعمال کیا تھا۔ پاپا کی ساگرہ آئی تو اس نے پہلے سے بھی زیادہ خوب صورت کارڈ بنایا۔

ال کے اسکول میں آنے پر فنکشن ہوتے اور مختلف دن منانے جاتے بھی قادر و ذہنی لکھی دھڑلے بھی گھڑ

ڈے اور اب ایک بالکل نئے دن کو منانے کی تیاری ہو رہی تھی فریڈ شپ ڈے۔ فریڈ شپ ڈے کے حوالہ سے اس کی مناسبت سے مختلف پروگرام تشکیل دیئے جاسکتے تھے۔ ان پروگراموں کا ایک حصہ ال بھی تھی کیونکہ فریڈ شپ سرگرمیوں میں وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی لغت مقابلہ ہوا قرأت کا پاپا تقریری مقابلہ ہوا اس کی شرکت یعنی ہوتی۔ چھ سال کی عمر سے وہ ماہ پہلے اس نے قرأت پاک بھی مکمل کر لیا تھا اور اس دن ال کی خوشی دیدنی تھی مملو پاپا کو بار بار چھوٹی چھوٹی آیتیں جو قاری صاحبہ نے زبانی یاد کروائی تھیں سنائی۔

ال کو فنکشن کی انچارج نے کہا تھا آپ فریڈ شپ ڈے پر کوئی اچھا سا سوئگ سٹار بنا سو گھڑا کر اس نے ماما اپنی مشکل بتائی۔

”ماما مجھے فریڈ شپ ڈے پر کوئی سوئگ سٹار بنانا ہے اور مجھے آج ہی میں ہے۔“ بھولے بھالے چہرے پر فکر مندا تھی۔ اریبہ کو بے اختیار پیارا گیا اس نے دھیر سے ال کا گال چوم لیا۔

”میں آپ کو تیاری کروادوں گی۔“

”براں ماما“ اس کے چہرے پر خوشی شکفتہ پھول کا طرح دکھائی تھی۔

”جی جینا میں کروادوں گی رات کو۔“

”اوکے ماما“ ال کے سر سے بھاری بوجھ اتر تھا۔

اریبہ ال کو اپنے بندہ دم میں لے آئی۔

”پہلیں اب فریڈ شپ ڈے کی تیاری کرتے ہیں میں آپ کو سوئگ سٹار بناتی ہوں آپ بھی یاد کر لینا مجھے گو اسٹوڈنٹ لائف میں گانے کا بہت شوق تھا اور وہ بار بار نے اپنے کالج کے لیے چارٹر بیتا۔ اریبہ اسے بتاتے تاتے خود بھی ماضی کے سنہرے ایام میں گھومتی تھی۔ جب وہ جامرہ ٹاویہ سینک سینفٹ گل رہنا کے ساتھ پورے گانا میں تھکی کی طرح گھومتی پھرتی۔ ہوش کی دھندل سے دھکی مزک پر بھاگتی۔ اریبہ غیر نصابی سرگرمیوں میں اور شور سے حصہ لیتی تھی اور اس کی حوصلہ افزائی کرنے والی

ال کے اسکول میں آنے پر فنکشن ہوتے اور مختلف دن منانے جاتے بھی قادر و ذہنی لکھی دھڑلے بھی گھڑ

میں وہ چاروں سر فرسٹ ہوتیں۔ کبھی کبھی سوڈ میں آ کر اریبہ آواز بلند آواز کا جادو چٹائی تو ان چاروں کی نہ تھنے والی تالیاں شروع ہو جاتیں۔

”ماما سنا میں ناں سو گھڑا“ ال نے اس کا کندھا ہلایا تو وہ ہنسی سے چاک حال میں آگئی۔

”جیسے سب دوستی ہم نئے ڈیز کبھی سنگ اپنا رہے نہ۔“

”چاہے ہونوں پاپا مسکرائے ہنسی چاہے ہونوں سے انسو نکلیں“

”جیسے سب دوستی ہم نئے ڈیز کبھی اریبہ کی آنکھیں بند تھیں اور ان ہنستا کھوں کے پیچھے کالج کا سر سبز لان تھا اور اس کی سہیلیاں تھیں نہ ختم ہونے والی خوش گوار یادیں تھیں۔ اس کا یہ گیت بھی تو ماضی کی انہی خوش گوار یادوں سے تعلق رکھتا تھا لیکن اب ال کی صورت میں اس کے سامنے حال تھا۔

”ماما آپ کی آواز بہت خوب صورت ہے بالکل آپ کی طرح۔“ ال پوری توجہ سے ماما کو گنگناتے ہوئے دیکھ رہی تھی کہ مسکرا دی۔

”سب میرے پیچھے آپ بھی گاؤ“ تیرہ سبک دوستی ہم نئے ڈیز کبھی۔“ ال نے اپنی معصوم گھرنی آواز میں خود سرانگی کی کوشش کی تو اسے میں تیمور بھی اٹھ کر گیا وہ خاموشی سے دونوں ماں بیٹی کو دیکھ رہا تھا۔ ال سنگ اپنا رہے نہ رہے پاپا کا لکھ رہی تھی۔

”کیا ہو رہا ہے؟“ وہ بھی ان دونوں کے پاس گریہ کر رہا تھا۔

”جی! فریڈ شپ ڈے کے لیے سوئگ تیار کر دی ہوں۔“ ال نے اپنا کام مقفوف کر کے اسے قاتا ضروری خیال کیا۔

”سب آپ سو جائیں کل تیاری کیجیگا۔“

”اوکے جی ماما“ لکھنٹ لکھنٹ لیو لکھ لائف۔“ اس نے بائیں ہاتھ کی دھن کو یاد کیا اور پھر آخری سونے سے پہلے کی دعا پڑھی تو اریبہ نے ایک بار پھر بے اختیار اسے

ال کے اسکول میں آنے پر فنکشن ہوتے اور مختلف دن منانے جاتے بھی قادر و ذہنی لکھی دھڑلے بھی گھڑ

سننے سے چڑھ لیا نہ جانے کیا بات تھی ال کے لیے اس کی محبت بڑھتی جا رہی تھی۔ یوں لگتا تھا وہ ساری عمر کا پاپا رہے ایک باپ کی کردار ادا جاتی ہو۔

تیمور ال کو اس کے بندہ دم میں چھوڑ کر آیا تو وہ پریشان سی بیٹھی تھی اپنی سوچوں میں گم تیمور نے اس کا کندھا ہلایا۔

”کیا بات ہے کچھ پریشان لگ رہی ہو؟“ تیمور نے پپاں کے قریب دراز ہو گیا۔

”آپ نے کیوں ال کو سونے بھیج دیا؟“ وہ کچھ خفا ہو کر بولی۔

”مجھ اس نے اسکول جانا ہے لیٹ سونے گی تو اس کی نیند پوری نہیں ہوگی۔“

”اچھا آپ بھی سو جائیے۔“ اس نے خفا خفا لہجے میں کہا۔

”میں نے تو اسکول نہیں جانا تھیک صاحب! مجھے کیوں جلدی سلارہی ہیں۔“ وہ مسکراہٹ ہونوں میں دبا کر شریر ہوا تو اریبہ پیچھے ہو گئی۔

”تیمور پتا نہیں کیا بات ہے مجھے آج کل ال پر بہت پیارا رہا ہے۔“ وہ یہ کہتے ہوئے پریشان سی تھی تیمور ہنستا چلا گیا۔

”اوہ میری پاپا گل وائف! اگر پیارا رہا ہے تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔ ہماری اولاد ہے وہ اتنی بیکاری لائق و محبت کرنے والی بیٹی ہے۔ عام بچوں کے مقابلے میں کتنی کچھ دار ہے وہ اس پر پیاری آئے گاناں اور نرم بجائے خوش ہونے کے کہ اللہ نے اتنی پیاری وصحت مند بیٹی دی ہے پریشان ہوتی ہو۔ حد ہوتی ہے حماقت کی۔“ تیمور جھلائی تو اٹھا۔ اریبہ کو تسلیم کرتا بڑا کہ وہ اسحق بھی ہے اور عقل سے پیدل بھی بجائے شکر کرنے کے پریشان ہوتی ہے۔ تیمور تو سو گیا پر وہ کافی دیر بعد سوئی۔ اپنے انجانے خدشات اسے اب بھی خوف زدہ کر رہے تھے۔

ال کے اسکول میں آنے پر فنکشن ہوتے اور مختلف دن منانے جاتے بھی قادر و ذہنی لکھی دھڑلے بھی گھڑ

جنہیں اہل بھی دیکھ چکی تھی۔

”مما! آپ دور ہی ہیں؟“ وہ بیک وقت حیران و پریشان بھی۔

”مما جی پر اس ہم ساتھ رہیں گے اور جتنی بھی توڑیں گے بالکل اس مسئلے کی طرف۔“ کھڑکی پر بے ہوش ہوئے تھے اور جھجک کرتے مارے آہ کے آچھل پر صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اہل ستاروں کی طرف اشارہ کر کے اپنی عقل کے مطابق خوش کرنے کے لیے کہا پر وہ ایسی ہی بے ضرر رہی رہی۔

”اچھا ممّا! وہ والا ستارہ میرا ہے آپ کون سا ہیں اہل نے سب سے روشن اور واضح ستارے کی طرف اشارہ کر کے پوچھا تو اریہ اس کیفیت سے باہر آ گئی۔

”وہ جو آپ کے ساتھ والا ہے وہ میرا ہے۔“ اب بارہ مسکراتے ہوئے عقلی سے بولی تو اہل کی جان بچا جان آئی۔



کھنے بالوں کی پونی ٹیل بنائے چپکتی ہوئی اہل اسکو کے لیے تیار ہو رہی تھی اریہ نے بڑے پیار اور نرمی سے ہلکے ہلکے برش پھیر کر اس کی پونی بنائی تھی پھر یوٹیفارم نے خود پہنا تھا اب شوہر پین کروہ بالکل تیار تھی اریہ نے لٹچا باکس اس کے بیک میں ڈالا۔ اہل کی دین والا آچکا اور ہارن بجا کر اس کا انتظار کر رہا تھا۔ تیمور سو رہا تھا۔ بھاگتی ہوئی تیمور کے بیڈروم کی طرف گئی اور سوتے ہوئے پیا کی پیشانی پر پیار کیا پھر واپس آئی تو اریہ کے ہاتھ سے اپنا بیک اور پانی کی بوتل لی۔

”مما جی! اللہ حافظہ اور ہاں تیرے سنگ دوستی نہ توڑیں کبھی سنگ اپنا رہے نہ رہے۔ پر اس ممّا! اب پریشان نہ ہونا دعا کریں کہ میں فریڈ شپ ڈسے پرائز جیت کر آؤں۔“ اہل نے اریہ کے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیا۔

باہر دین والا ہارن پر ہارن دے رہا تھا۔ اہل چلے جاتے پھر پلٹ آئی اور ممّا کو پیار کیا آج وہ مخالف تو

بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ اریہ نے اسے کافی اچھی تیاری کروادی تھی۔ فریڈ شپ ڈسے پر اہل کی ساگر بھی تھی اریہ اور تیمور نے اس سلسلے میں شام کے فکشن کی تمام تر تیاریاں بھی کر لی تھیں اریہ نے اہل کے لیے ایک خوب صورت سی باری ڈول بھی لے لی تھی جہاں کو بہت پسند تھی۔ چونگی ساگر سے لے کر اب تک ملنے والے تمام تحائف اس نے بہت سنبھال کر رکھے تھے۔ اہل میں احساس ذمہ داری بہت زیادہ تھا۔ اریہ کا بھی چاہتا ہر اچھی سے اچھی چیز اس کے قدموں میں دھیر کر دے۔ بات میں اریہ کی طبیعت کچھ سا نرم تھی اہل اس کے پاس بھی تھی اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کا سر دبا رہی تھی۔ یکبارگی پھر اریہ کے دل سے مٹا کے سوتے چھوٹ پڑے اس نے اہل کا ہاتھ پکڑ کر اسے قریب لایا۔

”مجھے فریڈ شپ ڈسے والا سوگ مناؤ دیکھوں تو سہی کتنی بہتری آتی ہے۔“ اریہ کے وجود اور دماغ پر چھائی افسردگی ختم ہو گئی تھی۔

تیرے سنگ دوستی ہم نہ توڑیں کبھی

”مما! یہ سنگ کیا ہوتا ہے کیا مطلب ہے اس کا؟“ اہل آج شروع میں ہی انک ٹی تھی۔ اس کا ذہن لفظ ”سنگ“ کا مطلب جاننے کی جستجو میں تھا۔

”سنگ رہنے کا مطلب ہوتا ہے ساتھ۔“ اریہ نے آسان الفاظ میں مطلب سمجھانے کی کوشش کی۔

”مما! اس کا مطلب ہوا کہ ہم آپ کے ساتھ دوستی نہیں توڑیں گے چاہے ساتھ رہیں یا نہ ہیں۔“

”ہاں بیٹا! اس کا یہی مطلب ہے۔“

”مما! پھر پر اس ہم بھی دوستی نہیں توڑیں گے بے شک ہم ساتھ نہ ہیں۔“ اہل کے مصوم چہرے پر عجیب سی کیفیت رقم تھی۔ جس کی تہ تک پہنچنا اریہ کے بس کی بات نہیں تھی لیکن اس وقت وہ اندر سے دل گئی تھی۔ نہ جانے آگہی کا کون سا درواہا تھا۔

”ہم ساتھ رہیں گے ہمیشہ نوا والا۔“ جانے کہاں سے آنسو اتنے زیادہ اس کی آنکھوں میں چلے آئے تھے



بھگتی پیلو کی

اقر اصغر احمد

پورے پانچ منٹ لیٹ آئی تھی۔ دین والے کو بھی حیرت تھی کیونکہ اہل بھی لیٹ نہیں ہوتی تھی۔ جون ہی وہ بارن دینا اہل گیٹ کھول کے آ جاتی لیکن آج وہ غافل سی تھی۔ اریہ بھی اس کے پیچھے پیچھے گیٹ تک آئی۔ دین والا گاڑی اسٹارٹ کر کے نکال رہا تھا، شیشے سے اہل ہاتھ ہلا رہی تھی۔ اہل کے جانے کے بعد اریہ بچن میں آئی تھوڑے آج آفس سے چھٹی کی تھی کیونکہ شام کو اہل کی برتھ ڈے تھی اس سلسلے میں ضروری انتظامات کرنے تھے۔ ہکا بھکا ناشتا کرنے کے بعد اریہ نے ضروری سامان کی اسٹ اس کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ اسے میں کام والی آگئی اریہ نے جلدی جلدی صفائی کروائی بارہ بجے تک وہ فارغ ہو گئی تھی۔ گھر شیشے کی طرح چمک رہا تھا اس نے خود بھی فریش ہو کر نیا سوٹ پہنا جو اہل نے ہی اس کے لیے پسند کیا تھا۔ تھوڑا بھی تک واپس نہیں آیا تھا آج اہل کو بھی جلدی واپس آنا تھا۔ اریہ نے اس کے لیے خریدے گئے کھلونے اور دیگر چیزیں الماری سے باہر نکالیں ان میں باربی ڈول سب سے نمایاں تھی اہل نے ابھی تک کچھ نہیں دیکھا تھا۔ اریہ نے سر پرانز دینے کے چکر میں اسے کچھ دکھایا بھی نہیں تھا۔ سب چیزیں اس نے لا کر سینئر ٹیل پر رکھ دیں باربی ڈول سب سے اوپر تھی۔ اہل کتے میں ٹھوڑا وقت یہ رہ گیا تھا۔ اریہ کی نگاہ بار بار وال کاک کی طرف اٹھ رہی تھی۔ ساڑھے بارہ سے پونے ایک ہو گیا تھا لیکن اہل ابھی تک نہیں آئی تھی اسے میں تھوڑا بھی لوٹ آیا۔ اریہ رو ہائی ہو رہی تھی اہل پورے پندرہ منٹ لیٹ تھی ساڑھے بارہ بجے اسے آ جانا چاہیے تھا لیکن وہ نہیں آئی تھی۔

”تھیں پتا ہے اس کا اسکول کتنی مصروف ہو چکا ہے سکتی ٹریک ہوتا ہے لا رہا ہوگا دین والا۔“ تھوڑے اپنی پریشانی چھپا کر اسے تسلی دی لیکن اریہ سکون سے کہاں بیٹھنے والی تھی۔

آئی۔ دین والے انگل اسی کے انتظار میں تھے باقی پہلے سے آ کر بیٹھ گئے تھے۔ اہل بہت خوش تھی اسے حوصلہ افزائی کا انعام ملا تھا۔ دین والے انگل معمول کی رفتار سے ڈرائیونگ کر رہے تھے چوڑا ہے پر لائٹ ریڈ ہوئی تو گاڑی رگ گئی فوراً ہی اشارہ مکمل کیا اور گاڑیاں معمول کی رفتار سے رواں دواں ہو گئیں۔ آگے ایک اور سٹپ تھا اہل ہم آج گھر پہنچنے کی بہت جلدی تھی تاکہ ماما کو بتا سکے کہ اس نے حوصلہ افزائی کا انعام جیتا ہے۔ آگے والا سٹپ بند تھا دین والے کے پیچھے آئی گاڑیاں رگ رہی تھیں لیکن گاڑی میں سوار وہ نوجوان شاید جلدی میں تھا ٹریک وارڈن کی پروا کیے بغیر اس نے اشارہ کر اس کرنا چاہا لیکن ٹریک وارڈن کو شک ہوا اس نے گاڑی والے کو روکنے کا اشارہ کیا لیکن اس نے بدحواسی اور جلدی میں اپنی گاڑی دائیں طرف کھمبہ دی جدھر یوٹرن تھا۔ اہل کی دین والا بھی اصر مزہا تھا جس کے نتیجے میں دونوں گاڑیوں کا بہت خطرناک تصادم ہوا بہت سی مصدوم چھینیں بیک وقت فضا میں گئی تھیں اور پھر وہیں ساکت ہو گئیں۔ سیکڑوں خنسنے جھنجھڑنے آس پاس بکھرے تھے دین کا کافی برا حال تھا۔ آس پاس موجود اور گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا تھا لیکن دین کی شکل پہچانی نہیں جا رہی تھی۔ اس دین میں صرف ایک اہل نہیں تھی اور بھی مصدوم بچے تھے جن کی مائیں گمراہ رہ چکی تھیں۔

اگر گاڑی پر بارہ بجاس ہوئے سینئر ٹیل پر کبھی باربی ڈول خود بخود گپے گری تھی اور ابھی ابھی تھوڑا گاڑی کے اہل کے اسکول کی طرف نکلا تھا۔ اریہ کے سر میں اچانک شدید درد کی لہر اٹھی وہ تھوڑا کر وہیں فرش پر گر گئی۔ یہ وہی وقت تھا جب دونوں گاڑیوں کا تصادم ہوا۔

ابھی ابھی اریہ پر کرب دا گئی کا جو دردناک درد ہوا تھا وہ بہت لرزہ خیز تھا۔



چھٹی ہو چکی تھی ہلکی مسکرائی اہل اسکول سے دین تک

ملی ہیں کمال ہے یہ یہاں کیسے تھیں؟ "خیروں نے صفائی پھونک کر چھک کر چایاں اٹھاتے ہوئے حیرت سے کہا۔
 لاؤ یہ چایاں مجھے دو تم اپنا کام کرو۔ یہ چایاں میں ہی یہاں بھول گئی تھی تم کو کوئی جان کو تھانے کی ضرورت نہیں ہے۔
 وہ اس کے ہاتھ سے چایاں لیتے ہوئے عام سے لکچے میں یوٹس اور بے پروا انداز میں وہاں سے نکل آئی اس کا اس
 مطمئن دیکھ کر خیروں کے چہرے پر چھائی حیرانی و تحس از خود ہی عائب ہو گیا تھا وہ پھر اسٹاک سے صفائی میں مصروف
 تھی۔ پری نے ملازمہ کو تو مطمئن کر دیا تھا مگر وہ اپنے ٹونے دل کو سنبھالے لاؤنج میں چلی آئی عجیب حالت ہو گئی تھی
 انکشاف سے الماری کی چایاں صباحت نے خود نکالی تھیں اس بات کا یقین ہونے میں کوئی کسر نہ رہی تھی آئی تھی وہ
 کمرے سے ان کو بہت جگت میں لکچے ہوئے اس نے دیکھا تھا اور اس وقت اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی
 مقصد کے انجام دی کی لیے وہاں آئی تھیں۔ وہ صدیوں کی زد میں سکتے کی کیفیت میں جتنا بھی کہ نفرت و حسد کی وجہ سے
 نہیں جانتی تھیں مگر عازہ کی شادی پر وہ خوب صورت لباس زیب تن کر سکتا معلوم وہ کسی قسم کی احساس گتاری میں جتنا بھی
 "پری اس طرح کب تک اندر ہی اندر کھڑی رہو گی بدول کتاب ہے وہ کرگزور صباحت کی زبانوں پر کب تک صبر کرے گی
 کچھ نام گزرا تو آصف اس سے وہاں آ کر مخاطب ہوئی میں ان کے لکچے میں نرمی و اپنائیت کی محبت سے اس کے ہاتھ
 ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"جیسا نے کی ضرورت نہیں ہے تم کو کچھ بھی خیروں مجھے بتا سکتی ہے کہ وہ چایاں صباحت کے دم سے ملی ہیں اور صبا
 کے سوا یہ کام کون کر سکتا ہے جلدی جلدی میں وہ چایاں کو چھپانا بولی گئی ہوگی۔"
 "چھپاؤ! ایسا کیوں کریں گی بھلا؟" اس نے شاید خود کو سلی دی تھی۔
 "اگرے کس رہنے دو کل تمہارا سوٹ اور چھتری دیکھ کر جو رنگ اس کے چہرے پر چھائے تھے میں تب ہی سمجھ گئی تھی
 حاسد حوریت جل گئی ہے مگر وہ ایسا کام دکھانے کی یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا حیر چلنے والوں کا تو منہ کالا ہی ہے
 دیکھا تم نے طفل تمہارے لیے اس سے بھی بہترین سوٹ لے لیا تھا اور ماشاء اللہ پوری تکفل میں تم ہی تم چھائی ہوئی تھی
 صباحت کا موڈ بگڑ کر رہ گیا تھا۔"
 "مجھے وہ سب اچھا نہیں لگا پھوپھو جان! میں می کو پریشان نہیں دیکھ سکتی۔" اس کے لکچے میں سچائی و آنکھوں میں غمی و بچہ
 آصف نے آگے بڑھ کر اس کو سینے سے لگاتے ہوئے لڑزیاں لکچے میں کہا۔
 "میں جانتی ہوں میری جان! تم جس ماں کی بیٹی ہو اس عورت کی کوکھ سے تم جیسا میرا ہی جنم لے سکتا تھا بد قسمتی تو وہ
 ہے جو ہم کو اپنی قدر نہ کر سکتا اور صباحت جیسے پھر کو اپنے بھائی کا نصیب بٹاؤ۔" پری نے چونک کر آصف کی طرف دیکھا تھا
 "ہم نے تمہارے ساتھ بھی بہت ظلم کیا ہے پری! تم کو بھی بھی وہ پیار نہ دے سکے جو تمہارا حق تھا لیکن اب تمہارے ساتھ
 کوئی زیادتی نہیں ہونے دوں گی میں وعدہ کرتی ہوں تم سے۔"



خواہشوں کے جس بھنور میں وہ پھنس گئی تھی حالات نے جن راستوں کا اس کو راہی بنادیا تھا ان پر وہ چلنے کی عاز
 ہو چکی تھی۔ غفران احمد کی مہربانیاں اس پر بڑھتی جا رہی تھیں کیونکہ وہ اس کے لیے سونے کی چڑیا ثابت ہو رہی تھی اور اس
 کے لئے سیدھے صحنہ و کوسود مند بن رہی تھی۔ اس پر سختی و پھر سے داری ختم کر دی گئی تھی اس کی چار دیواری میں وہ
 مرضی سے نہیں بھی گھوم سکتی تھی اس کی اس محدود آزادی نے بھی حاجرہ کو بے حد سرور کر دیا تھا اس کی اور حاجرہ کی دوستی
 دن کے ساتھ مضبوط ہوئی جا رہی تھی وہ اس کا بہنوں کی طرح خیال رکھتی تھی۔ دو شام کے پھر گھاس پر حاجرہ کے سنگ
 پاؤں چاہل قدمی کر رہی تھی وہاں رنگ کے سوٹ پر سہرے کوٹے سے دیدہ زیب کام کیا گیا تھا بھاری طلائی زیور تہ
 بہت حسین لگ رہی تھی زیادہ بالوں کا آبشار سا اس کی پشت پر پھیلا ہوا تھا مگر اس کا منظر اتنا چہرہ حاجرہ کی نگاہیں اس
 طرف نہیں اور اٹھی رہ گئیں۔
 "حاجرہ کیا ہوا۔۔۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" مامور نے مسکرا کر پوچھا۔

"تم بہت حسین ہو مار رخ اے حد حسین نے یہ بات سیدوب... تم تو بالکل غمراوی ہو تم نے اپنی منزل پالی ہے مار رخ اپنے سب بانی کے لیے ہی تو تم نے اپنی قربانیاں دی ہیں اور یہ سب تم کو مل گیا ہے دولت راحت میں دن دن آرام خوشیوں میں جس نئی کے پیچھے جاتی ہوئی تم اس دین سے اس دین تک چلی آئی ہو کیا ہوا وہ خواہشوں کی تھی تمہاری تمہی میں بند ہے آج۔" عاجزہ کے لیے جسے تمام حسروں کا جھوا تھا جو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی طرح بہہ نکلا تھا وہ ایک ملک مار رخ کو دیکھ کر ہونے لگا کہ یہی تھی۔

"مجھے معلوم ہے مار واپ تو بچپن میں ہی چچا چچی کے سہارے چھوڑ کر اس جہاں سے رخصت ہو گئے تھے چچا چچی پہلے ہی اپنے دو بیروں بچوں کے ساتھ قلعے زدہ زعمی نزار پر تھے میرا وجود تو ان کو گراں گزرتا ہی تھا ان کے ساتھ کبھی زعمی کسی طرح گزاری اس چودہ سال زندگی کا ایک لمحہ بھی مجھے یاد کرتا گوارا نہیں ہے۔"

"یہاں نیچو بہت دھمی لگ رہی ہو تم کو ماضی یاد رہا ہے؟" مار رخ جوابی سوچوں میں غم خمی عاجزہ کے پیچھے آنسوؤں سے چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی اور ہاتھ پکڑ کر وہاں موجود خوش کے گرد کی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی اور دھری پر عاجزہ بٹھارہ۔

"تم نے مجھے کبھی بتایا نہیں تم داد سے یہاں تک کس طرح آ آئیں؟"

"نہ! ماضی ہمیں اس لیے اچھا لگتا ہے کہ ماضی میں وہ تمام باتیں اچھی ہوتی ہیں وہ سارے اچھے لوگ ہوتے ہیں ہمیں بھلائے نہیں بھولتے ہیں جیسے تمہارا ماضی ہے اس میں ایسا کون سا رشتہ ہے جس نے تم سے محبت نہیں کی ہو جس نے تم سے بے حد پیار نہ کیا ہو تمہارے والدین تمہارے چچا چچی اور وہ جس نے تمہاری ہر نفرت کا جواب محبت سے دیا تمہارا عزیز گلفام! جس نے دل و جان سے تم کو چاہا۔"

"حاجہ اب اپنی بات کرنا ہے ماضی میں جہاں کو خدا لا! کہوں کا نام سننے ہی ایک ایک چہرہ اس کی نگاہوں میں آنے لگا تھا وہ وحشت دور کا شکار ہونے لگی تھی وہاں کی بات قطع کر کے گویا ہوئی۔

"میرے ماضی میں جہاں کتنے کے لیے بچھڑ گئے ہیں مار رخ؟" وہ کراہی تھی۔

"حسرت کی آگ میں اراٹوں کا جھپٹا ہوا دھواں دکھائی دیتا ہے کوئی ایک چہرہ کوئی ایک بھی ایسا رشتہ یاد ہی نہیں آتا جس نے مجھے بھرپور خوشی دی ہو میں وہ نہ نصیب ہوں جو بچپن سے آج تک اپنے نصیبیوں کی تسبیح پڑھتی پر اندر ہی اندر ہنسی رو رہی ہے۔" مار رخ نے اس کا ہاتھ بڑی اپنائیت سے تھاما اور بولے ہوئے سہلانے لگی وہ دونوں کم زدہ تھیں اور دونوں ہی اپنے دیکھوں میں ایک دوسرے سے قریب ہو گئی تھیں۔

"میں نے یہ بات شدت سے تمہیں کی ہے جب ہم اللہ کی بنائی مٹی حدود سے تجاوز کرتے ہیں تو پھر ہمارے لیے گناہ جاتے پناہ نہیں ہوتی پھر ہم سب کمال کرتے ہیں اور کرتے ہی چلے جاتے ہیں۔" مار رخ نے رنجیدگی سے کہا۔

"ہاں ہمارے ساتھ یہی ہوتا تھا میں بھی چودہ سال کی عمر میں میں اس روز جب میری بات دوا نے پرکھڑی تھی اُس نے کے ساتھ کمرے بھاگ گئی تھی۔"

"یقیناً کون تھا... کیا تم اس سے یاد کرتی تھیں؟" اس نے چونک کر پوچھا۔

"پیارا... ہاں میں ہی اس سے پیار کرتی تھی جس کا ادراک مجھے بعد میں ہوا۔ میں جس جنگے میں کام کرنے جا تھی وہاں صاحب کے پاس کاروبار کے مسئلے میں آتا جاتا تھا۔" دوسرے چھوٹے گویا اعتراف کیا کہ وہ کدو کی مار رخ سے سن رہی تھی۔

"پھر تمہیں کس طرح بتایا اس کی صحت کا... کیا اس نے خود بتایا تھا؟"

"جب میری مٹی عمر مٹی عمر اور وہی شراب ایک جیسی ہی ہوتی ہے کب چڑھ جائے کب زہر بن جائے پتا ہی نہیں چلتا۔ مٹی کی مٹی مٹی نظروں کا شمار میرے پیار سے ترے دل کو چھرا میں رہنے والی بارش کی طرح سیراب کرتا چلا گیا ہے مجھے کچھ یاد نہ ہاں کی اور میری حیثیت دھڑکا تھا۔" کسی بھی طرح میں کم ہونے والے بچے کی طرح میں اس کی انگلی پکڑنے لگی۔

مٹی ایک ایسے راستے پر جس سے کبھی واپسی نہیں ہوتی۔ مٹی نے پہلے دن ہی مجھے فروخت کر ڈالا تھا ایک ایسے شخص کو جس کا وہ معتدبہ تھا اس نے مٹی نے کچھ دنوں تک مجھ سے ساتھ رکھا اور ایک شب وہ مجھ سے مل گیا وہاں وہی کینن قلم تھا قلم کے ساتھ کئی کینوں تک میں بکری چہرے میں ستر گرتی رہی اور پھر قلم بھی مجھے سب میں فروخت کر گیا اور یہی ستراب اس دلیز پر آ کر رک گیا ہے جب بالوں میں مکمل سفیدی آتا ہے۔ تم بڑھاپا آنے سے پہلے یہاں سے بھاگ جاؤ مار رخ؟"

دوسرے دن آصف اور عامرہ عازنہ کو سسرال سے گھر لے آئی تھیں کیونکہ اس کے ویسے کا اہتمام ہی بی ہوئی میں محدود چلے آ تھا آصف اور عامرہ وہ پہر کے کھانے کے بعد اپنی ٹیلیو کے ساتھ واپس چلی گئی تھیں ان کا پروردگار اپنے گھر دلوں سے ہونے والے کا قہر ان کے جانے کے بعد وہ دونوں کے گھر سے شش بجی باقی گھر کی عمارت خلاف عادت دلائی کے قریب چلی گئی۔ فریدی جھلملاتے سوٹ میں میک اپ اور چہرہ میں اس پر دلہنہ کے کارنگ تھا اس کے چہرے پر خوشی دکھ کا تاثر نہیں تھا وہاں موڈ میں شش بجی عمارت ہاں موجود تھی اور دلائی سے نکالیں چہرے اگر گھیر کی کوال کر رہی تھی لیکن اس کی متواتر کوشش کے باوجود کوئی دلچسپی نہیں مل رہا تھا۔

پہلی کارہنہ پر شش بجی پانچاں صاف کرنے میں مصروف تھی اس کی نگاہیں گاہے بگاہے عازنہ کے چہرے کی جانب اٹھ رہی تھیں۔

اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی لیکن آنکھیں کچھ اور ہی داستان ساری تھیں عجیب سی سرور تھی اس کی آنکھوں میں کوئی عجز نہ تھا اس بڑی کیدل میں دوسرے لے لگے وہ کچھ بچھڑ پاری تھی اس کے احساس کو۔

"اب تم کو کہہ دی تھی میں فائزہ کو لے کر آئے گا اور انہیں رکتی ہیں وہ سچ سے واپسی پر بڑی دھوم دھام سے لے کر آئیں گی پھر یہ لہو لکھ کر طرح خیال آ گیا اور لے کر گئے گا؟" انہاں نے صبا سے پوچھا۔

"یہ میرے فائزہ کے ہیں وہ اپنے خاص رشتہ داروں اور دوستوں اور لکھ کر فائزہ کو انوائٹ کر کے ہیں اور اپنی چند خاص ٹیلیو انوائٹ پر تہہ دار ہو رہی ہیں تو سچ سے واپسی پر بڑا دلیر کر رہی گی۔" وہ عازنہ کو ملنے والے دلہنہ کی سیٹ کو پسندیدگی سے دیکھتے ہوئے اپنے مخصوص غم پر لکھنے میں لگ گیا ہوئی تھیں۔

"گو بھلا ابھی کبھی سنا ہے کہ تو ایک بار ہی دیتا ہے تمہاری بھانج دو دو بھول کی کوئی نئی ریت ڈالیں گی۔" انہاں مسکرا کر کہیں۔ صبا کو ان کا انداز گوار گوار نہ تھا کہ وہ متنا کر گویا ہوئیں۔

"اس میں بھلا "ریت" کی کیا بات ہے اماں! خوشیاں دو بار ہی کیا بار بار بھی منائی جا سکتی ہیں یہ کوئی عیب دانی بات تو نہیں ہے۔"

"تمہاری نئی عادت خراب ہے تم بات سمجھنے کی کوشش نہیں کرتی اور انا بار بار کہتا ہوں جاتی ہمارے پہلے سنتوں کو سمجھنے کی تم کو متوی پیدا کروا ہے اندر میرے سمجھا جائے گا تم کو۔"

کب تک کی بات نہیں ہے اماں جان دین کی کچھ تو مجھے بھی ہے میں سنتوں سے بھی آشنا ہوں بس مجھے بات بات پر اپنی سننے پر رشتہ نہیں ہوتے تو ویسے بھی ہمارے معاشرے میں فرق پرستی جماعت بندی اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ کوئی بات جس سے ملنے لگے ہے بھی اس بار سوچنا چاہتا ہے کہ کیا بات کے سوا مطلب نکال لیے جاتے ہیں۔"

عزت و بات تو تم نے اس بات میرے دل کی کیا ہے صبا! ہمارے خاندان میں سکھ رہے ہیں جو عتوں میں بیٹھ گئے ہیں اور عتوں ان بدن مزہ بن رہے ہیں مجھے خدا سے آج جو ہم اپنے لوگوں کو مشکل ایک خاندان میں سینے بیٹھے ہیں کل ایک پہلی بیٹہ کے بعد ایک خونی خونی کھنڈر گر رہی تھی کوایت دین گئے۔ کل خون نہیں جماعت مضبوط تھی ہوئی چودہ سال کی لڑکی جو جانتی تھی کہ ان کے مردانہ لوگوں کی کرباں کو پھیلا رہا تھا وہی اندر سے آج پھر سے لوگوں کے دلوں میں بھرے ہوئے تھے۔ خدا کے نام میں کہہ دیتے تھے کہ جسے وہ بات لوگوں کی پکڑیوں بھنڈوں اور بیگمات میں بدل گئے ہیں ہر ایک کی جان حالہ کی سمجھنے سے تھکتے ہوئی گرا ہے۔" انہاں نے ان کی بات پر اپنے دل کی بات بھی کہہ دی اور وہ اچھی

”نہ نے وہیں۔“ اس کے اعزاز میں و حیرت و شگفتہ تھے صاحت اس کی صاف گوئی پر کھینائی ہو کر جو جسے لہجہ میں ابولیس۔
 ”گفتہ ہے تھکاؤ تم پر کہ کھنڈ یا دہش سوار ہو گئی ہے سو چاؤ۔“ وہ کہہ کر چلی گئیں۔



77 (محکمہ اعلیٰ تعلیم، حکومت پاکستان)

76 اچھل | اگست 2013ء

”آئی کو اس سے کوئی غرض نہیں چوکی کہ تم جاؤ یا نہ جاؤ تم بس اسی طرح خدمتیں کر کر کے ان کو ہار کر لیتی رہو۔“
حیثیت صرف ملازم کی ہے اسی لیے وہ تمہیں کوئی اپوزیشن دینے کو تیار نہیں ہیں۔ اس کے سہارے کچھ میں یکدم ہلچا اُبھرا تھا۔

”آپ اس طرح ہاتھیں مت کیا کریں آپ کو کیا معلوم حقیقت کیا ہے؟“
”کوئی... پلیز نوٹ ہو کہ وہ اس کی ہمت آنے والی آواز پر گڑبڑا گیا۔

”میں تم کو دیتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا میں اپنے دوڑاؤں کو پسند کرتا ہوں۔“ اس نے ایک لمحہ اس کو دیکھا اور مگن سے چہرہ



جاہر نے اس کو وہاں سے بھاگنے کا مشورہ دیا تھا اور وہ خود ساتھ سالہ کی میں ایک بار بھی وہاں سے بھاگنے میں کامیاب نہ ہو سکی تھی پھر وہ بھلا ڈیڑھ سال کی مختصر مدت میں غمزدگی کو اس طرح تلاش کر سکتی تھی۔

”میں دیکھتا ہوں تم جب بھی مجھ سے دور جاتی ہو بہت اداس و غماش رہتی ہو ماہ رخ اتم مجھ سے دوری پر افسوس کرتی ہو؟“ وہ غفران احمد کے ساتھ آج پھر ایک غم پر روانہ تھی بروکینڈ اور مینیل کے سوٹ میں اس نے اپنی جیلبری پہنی ایک لمبی لائٹ تھا ابلت ہوؤں پر گہری سرخ رنگ کی اپ اسٹک اس کی سفید رنگت پر خوب عمل رہی تھی خوب مسکرت ہوئے میں اس کی ہر آنی نما گروں نمایاں تھی۔ اس کے برہم میں براجمان اس کے غمزدگی پر افسوس غفران احمد سیاہ مٹری سوٹ میں بڑے گروں سے بٹھا اس سے لگاؤٹ بھرے انداز میں پوچھ رہا تھا اس کی مٹکا مصیبت پر ماہ رخ کے دل نے نفرت و کراہیت کی شدت بھر آئی تھی اور دل چاہتا تھا کہ اس کے بالوں سے بے نیاز کتنے سب پر مینڈل اتار کر مار لی جاتی جائے کی چھوٹی چھوٹی سانپ جیسی آنکھوں کو پھوڑ دے اس کو تانے کی طرح اس جیسے ہوں پرست مردوں نے اس کی عزت خوار واری و سوا لی انا چھین لی ہے اس کو فاحشہ بنا کر کس بے ہوشی سے ذلت و ذلت کے تحریک دیا ہے مگر یہ سب آسمان کہاں تھا جو وہ اس سے کہہ پاتی؟ یہ سب محض سوچوں تک ہی ممکن تھا حقیقت تک رسائی ناممکن تھی اگر اس کی سوچوں میں گم نہ تھی غفران احمد کوکل جانی تو وہ اسے مارتا تو نہیں لیکن جینا بھی حال کر دیتا وہ پھر نا ایک سخت پتھر بے دم ولا بھی نہیں تھا۔ ”شکر ہے آپ کو میرے دل کی حالت کا احساس تو ہوا میرے جذباتوں کی کشش آپ تک پہنچی۔“ وہ اٹھلا کر کچھ عجیب کی ڈھونڈ کر چا کر بولی۔

”ماہ رخ اتم تو وہ شہنشاہ جو ہر وقت ہمارے دل میں چلتی رہتی ہو۔“ غفران احمد اس کے چہرے کے حسین نقوش کو دیکھتا تھا گھٹا لکھنے میں بولا اس کی اندر کو دھکی ہوئی چھوٹی چھوٹی سیاہ آنکھیں ماہ رخ کے چہرے کو اس طرح محبت سے تک رہا نہیں گویا وہ پہلی بار اس کو دیکھ رہا ہو۔

”جب ہی آپ اس طرح کو مردوں کے دل روشن کرنے کے لیے۔“

”نہیں نہیں... لیامت کہو ماہ رخ؟“ اس کے انداز میں اچانک ہی اضطراب اتر آیا وہ بے قراری سے گویا ہوا۔

”بھلا میں کچھ عرصے سے اپنا دل تمہاری طرف کھینچے ہوئے محسوس کر رہا ہوں؟ تم کسی کے پہلو میں ہوتی ہو یہ سوچ کر میرے ستر میں کانٹے اُبھرتے ہیں اور میں سو نہیں پاتا۔“

”اچھا پھر آپ مجھے کیوں کسی کے حوالہ کرنے جا رہے ہیں؟“ وہ اس کی طرف دیکھ کر جیسے کچھ میں گویا ہوئی۔

”آخری بار... ہاں میں نے فیصلہ کر لیا تھا خرابی بازم جاری ہو پھر میں تم کو خود سے خواب میں بھی جدا نہیں کروں گا۔“

میرے دل کی رانی تو پہلے ہی ہو کہ میرے دل کی رانی بن کر ہوگی۔“

”خشبیت ہڈ سے ابھر گا کہ کے پاس چھوڑنے سے پہلے تو ایسی ہی بچتی چڑی ہاتھیں کرتا ہے اور مطلب پورا ہونے کے بعد کسی چڑیا کی مانند اپنے بس سونے کے بچرے میں بند کر کے نئے دکھاری کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔“ وہ مسکراتے ہوئے نفرت سے سوچ رہی تھی۔



”وہ کیوں پریشان ہوں گے؟ وہ تو جیساں جگمگاتے ہوئے ہیں۔“ اس نے اعلان کوئی سمجھانے کی سعی کی۔
”سمجھا کر دینے، فیاض کی خودداری کا ہی کچھ خیال کر دیر سے بچے اور نظریں نہیں ملایا ہے گا۔“ پھر گہری سانس لے لہجہ میں بولیں۔

”عائزہ نے پہلے ہی اسے کنزور کر ڈالا ہے اس کا دکانے کو وہ اندر ہی اندر سلگ رہا ہے کھر میں ہوتے ہوئے بھی اس موجودگی کا احساس نہیں ہوتا عجیب خاصوشی کی گہر لگ گئی ہے اس کے موٹوں پر۔“

”اچھا میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے ڈیڑی اور بھائی کو چھ نہیں بتاؤں گا مگر دہائی جان! آپ کی دعاؤں سے آپ کے بچے کو بھی اللہ نے اتنا نوازا ہے کہ میں بچا جان کو سپردت کر سکتا ہوں۔“

”اللہ تم کو اور نہ پا رہا ہے میرے بچے!“ انہوں نے اس کا ہاتھ چوم کر کہا۔

”آپ کی دعا میں چائیس داوی جان مجھے۔“ وہ ان کے ہاتھ چوم کر حقیقت مندی سے گویا ہوا تھا۔

”سدا کا میاب و کامران ہو چک چک جیو میرے لال۔“

”وہ آپ کی ماؤ ملی نالاری آپ کو بھول کر وہاں سکون سے بیٹھ گئی ہے اس کا پاسی کا ارادہ نہیں ہے۔“ زوہدات سے اس کی محسوس کر رہا تھا۔

”اس بات کو وہ خاص مدت کے بعد مٹی سے پھر اس کی مٹی کی طبیعت بھی خراب ہے اس وجہ سے میں نے کہہ دیا ہے مٹی کی طبیعت بہتر ہونے کے بعد بھی وہ اس آئے۔“ وہ باعلان سارے محل پر رگڑتی رہا، ہوئیں۔

”کیا ہوا سنا تجھے کو؟“

”میں نے نہیں پوچھا، بلاکس من سے فٹنی کی خبریت بوجھ سکتی ہوں میری وجہ سے ہی تو وہ اس مگر سے نکالی گئی تھی۔“

ان کا لہجہ زندگی و پشیمالی سے لبریز تھا۔

”یہ سب پرانی باتیں ہیں جو بچے کی دوا کی جان! جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔“

عقیدہ ہے جو ان کا اعلان کیا۔ ان کو یہ باتیں ایسی باتوں سے واضح رہا کرتے ہیں اب دیکھ لیا صفا اور عام رو کی پیشکش

”اے کاکا! باتوں سے کمالیہ دہن تو تھا حالہ کا کمال تھا۔“



”شیری..... شیری کہاں گم رہے گے جیرا آپ؟“ میسر عابدی اس کو پکارتی ہوئیں روم میں آئی تھیں وہ خاموش بیٹھا ہوا فافوس کو تک رہا تھا اس کے اعجاز میں وحشت آمیزے گا گئی تھی اس کی یہ حالت کہ کدو کدو کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھیں۔

شیریں اُکھیا ہوا ہے آپ کو یہ کیا حالت بنا رہی ہے طبیعت تو ٹھیک ہے مہری جان! وہ اس کے قریب بیٹھنے ہوئے

کے اعزاز میں گویا وہ سونے کے گھنٹے سے عمارتی

”میں ٹھیک ہوں، کیا ہو گا مجھے عماما۔“

”آپ تھک نہیں ہیں کوئی ڈریشن ہے؟“

”کیا آپ دیر کر سکتی ہیں میرے عزیز بھائی؟“ وہ جھٹکلا کر کہی

”لیکن آپ کی کنزیشن نامٹ نہیں ہے شہری میں تو آپ سے یہ کہنے کی جی بھی کہ قرض بھائی کے ہاں چلتے ہیں عازمہ کی شادی کے بعد سے ایک بار بھی وہاں جانا نہیں ہوا مباحثہ بھائی کی آج بھی کال آئی جی وہ بہت یاد کر رہی ہیں۔“ انہوں نے ہنسنے پر اپنے غم بیان کی۔

”رہی ہو جا میرا آپ میں پہنچ کر آتا ہوں پانچ منٹ میں۔“ نیری کی طرف جانے کا سن کر اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ نامعلوم کو یہ عشق میں گرفتار ہو گیا تھا پری کے حلق سب کچھ جان کر گئی وہ چند دنوں تک اس سے نفرت کرتا رہا تھا پھر وہ نفرت از خود ہی ختم ہو گئی تھی پری کی طرف صاف ہو گئی۔ وہ اس سے جتنا دور تھا کسی کی دل اس کی طرف اتنی ہی دھڑکتا تھا۔ اس کے ویسے میں صرف اس کی صوفی صورت دیکھنے کی خاطر ہی وہ صباحت سے باہر بھر بیٹھا تھا اور وہاں پری کو نہ پا کر اس کا مہو اس قدر آف ہوا کہ وہ عادل کے بے حد محنت و حاجت کے باوجود ذرے پہلے ہی کھڑا کر دیا تھا۔ اس کو تڑپا تھا اس لیے کسی نے کدو زیادہ تر اپنے کمرے میں بند رکھا تھا۔ فیس بھی نہیں جابا تھا اس کے صوفے سے کیا ہی واقف تھے اس لیے کسی نے بھی اس کو نہیں کہا تھا ویسے بھی وہ بہت اکھر حراز و متحرک طبیعت کا مالک تھا۔ قیروں میں مقبول عرصہ گزارنے کے بعد وہ رہا ہو گیا تھا کوئی بات مرضی کے خلاف ہو جائے تو سامنے والے کی بے عزتی کرنے میں نہیں گھبراہٹا تھا خواہ سامنے اس کے ماں چاکیوں نہ ہوں۔ کوئی اس کی زندگی میں مداخلت نہ کرتا تھا۔ سامنے اس کی ماسک کے جوہر متا کے ہاتھوں مجبور ہو کے اٹھتے بیٹھتے کے پاس چلی آتی تھیں۔

دیس گزادہاں جانے کا سن کر تو آپ بالکل فریض ہو گئے ہیں کیا خیال ہے پھر میں آج ہی بھابی سے آپ کے بروز روز کا کھانا کھاؤں گا؟ سسز عابدی ایک دم خوش ہو کر شرارتی لہجے میں گویا ہوئیں۔

”ابھی نہیں ماما! ابھی مجھے کچھ وقت چاہیے تاکہ آپ سے خود کھدکھول جاؤں۔ آپ فکرمیں کریں۔“

”میں کہتی ہوں نیک کام میں دیر کرنا مناسب نہیں ہے۔“ انہوں نے قدرے سنجیدگی سے کہا تھا۔

”مگر پہلے آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ کس کو پرہیز کریں گے پری کو یا عادل کو؟“ ان کی بات پر وہ چونک کر گیا ہوا۔

”کیا مطلب ہے؟“ کا جواب دیا: ”معاذ اللہ! میں تو یہ کہتا ہوں کہ میں نے اپنے لیے اس کا نام نہیں کیا ہے۔“

”عالم کی آپ میں بڑھتی ہوئی دلچسپی میری نگاہوں سے گواہ مل نہیں ہے پھر آپ جی اس کو اپنا دشمن سمجھ رہے ہیں۔“

”کیونکہ مواد کوئی انوکھلی اپورس نہیں ہے وہ میری ایسی طرف ہے کہ طرح میری اور طرف ہیں تمہارا اس سے مجھ سے
 نہیں کہتا۔“

تجربہ کیا۔

سین عادلہ کو آپ کی سرخند سب لوگوں اور ملکی نام و نہی سے اور یہ کہ اس کے لیے پرامن ہو جائے۔
 سے گواہوں کے رکھنا صاحت و عادلہ کے مزاج کو سمجھنے کی آپ کی صاحت کی آؤ بھگت کے معنی وہ جانتی تھیں۔

”مجھے براہمہ کو اکل کر آنا تھا۔ ابھی آپ کو کچھ نہ کہیں ان سے۔“

.....

شہنی کی طبیعت بچی کی چارواری سے چند انچوں میں ہی بہر ہوگئی تھی ان کے چہرے کی زردیاں سرخوں میں بدل رہی تھیں۔

پری بھی ان سے برسوں کی محفل و گفتائیں فرماؤں کر کے دل سے ان کے قریب ہو گئی ہوگی ویسے بھی ان دنوں صباحت

سو خلیو نے اس کو اس قدر روک کر دیا کہ وہاں کے پہاڑوں سے لڑکھوئی کر رہی تھی۔

حضرت جمال نے بھی اس کو بھی تسلیم کر لیا تھا اور جب اس کے واسطے فی البدیہہ تھیں تو اس نے بھی تسلیم کر لیا تھا۔

ہو جاتے ہیں وہ اس کا خیال باپ کی عمر نہ رہے بچے پر ہی ہے۔ یہی ان کی سہولت کا بوجھ محبت سے دیا جا کر
ختم ہو گیا تھا۔

اس وقت میں ان حاروں نے کوئی بار ٹیکنگ نہ کیا تھی ہوشنگ کی تھی وہ پہلی بار اول سکول کر ٹی تھی۔ پہلی بار اس کا دل بے

اس کے میں ان چاروں کے کی بار چپ سہی کی ایک کی کی دو کہیں ہاؤس میں میں میں کی۔ یہی چاروں میں سے
 سے ہاؤس جانے کو نہیں جا رہا تھا۔ وہی جان نے مکی دفعہ کا ٹریکس سے بے لکھوں میں وہاں آئے کو کو ہاؤس تھی رہی یہاں۔

88

جانی رہی وہ کالو لٹفل نے بھی کی تھیں وہ دواہی کی بہ قدر دہی کے قصے سنار ہاتھ ان کی بہ نکل بیان کر رہا تھا اور وہ جانتی تھی کہ وہ حقیقت وہ اپنے دل کی بہ بستی ظاہر کر رہا تھا اس کی بھاری آواز میں ایک لنگہ لنگی بھی جوں کیوں کیوں دھڑکنے سے جبرے ملنے لگی تھی۔ وہ اس آگ میں جلنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ جس طرح اس کی محبت کو ٹھکراتی رہی تھی اسے سننے بھی اس سے کبھی شہت سے ان جذلوں کو کھینچنے کا راہہ کر چکی تھی۔

اس دن آج سے ہی موسمِ باراں لڑھکا۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ سورج گھر سے باہر ایلوں کی اوت میں چھپ گیا تھا۔ سب سے باہر ایل تھا تو گھر میں ویسے بھی خاموشی طاری رہی تھی کہ کوئی عادت سے ہنسے بھی میں بات کرنے کی کجی کوئی انا سے بھی نہ لڑا۔ جسے لہجے کی عادت تھیں۔ ایسے ہر موسم میں ویسے بھی ایک عجیب سی خاموشی ہوتی ہے اور ایسی خاموشی سے وہ کہہ دیتی کہ اس کا دم کھٹنے لگتا تھا۔ اس نے والدی کے پاس جانے کا سوچا اور اجازت لینے کے لیے پھر کے کمرے میں جانا ہی چاہی۔ جس کی گزارش ہے کہ انوکھا خیال کیا کہ وہ بار لڑھکیں۔

وہ اپنے دوست کرتی لادین میں پہلی آئی اسے ٹھیک کر کرنا پڑا قحطی کے قریب مرنے پر بیٹے فضل کو دیکھ کر اسے صو کے کا
 لگا لگا ہوا۔

میں نے کہا کہ میں نے یہ سب سنا ہے۔ "میں نے یہ سب سنا ہے۔" میں نے یہ سب سنا ہے۔

”سنا، مہمکھ پطغرل بھائی.....“ وہ ایک مہول کی بدلتی کیفیت پر حیران کی مانو کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی۔

”میں نے بلایا ہے، چل رہی ہوں تم؟“ وہ حلام کا جواب دیتے ہوئے خاصا سادہ و سادہ کھانسی دے رہا تھا۔

اسی بات میں ابھی خود ماما اور نانا سے اجازت لینے لڑکی مچی۔ اس نے گردن جھکائے جھکائے جواب دیا تھا۔

آپ لیٹری میں سے ہری لاکر آ کر آج چاہتی ہیں تو ہم آپ کو روکیں گے نہیں مگر اگر آپ بے اختیار جانے نہیں دیں گے۔

جہاں نے پری کے بعد غفلت کو وجہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا ان کی نگاہوں میں اس کے لیے خاصی پسندیدگی

[illegible][illegible]

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو دنیا کی دولتوں سے بے نیاز کر لے گا وہ اپنے آپ کو اللہ کی طرف سے نصیب کر لے گا۔

”ملائمہ ختموں میں کھانا لگائی ہے۔“ کوور نہیں ہوگی۔“ عشرت جہاں نے اسنے پر ہار بھرے اصرار سے کہا تھا وہ

پہلے سے کہیں سے نہ آئے تھے۔

کھانے کے بعد ان شفیق غفرلہ کے بچپن کے قصباتی رہیں جس کو وہ مسکرا کر سناتا تھا اس کی پرشوق نگاہیں گاہے گاہے

چند سوکھا جانے لگا۔ اسی وقت وہ چپ چاپ پلٹ پرچھکی ہوئی گئی۔

فی حضرت جہاں کی ہر ایک نگاہوں سے اس کی بختی نگاہوں کا مجموعہ کیلئے رہا تھا ان کی نگاہوں میں اطمینان بھی تھا انکار

نہایت سادہ و آسان ہوئے تو پہلی بوند بعد اسی شروع ہو گئی تھی۔ طغفرل نے فوراً ہی چاہے کی اجازت چاہی تھی۔

میں جانتا ہوں کہ میں بارگاہِ تنہو جانے لگا جاؤں گا۔" مثنوی نے کھڑکی سے گرتی ہوئی دیکھ کر کہا۔

عبداللہ کی والدہ نے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ غور و فکر کے بعد میں بولا اور دونوں آپس رخصت کرنے گئی۔

۱۰۰

میں نے کہا کہ میں نے اس کے بعد کی روٹی کی اس کے ہم سے "عشرت بچاں اعدا" تے ہوئے اداسی

عقیدہ کے تین کلمے ہیں: اللہ، اس کے نبی محمد (ﷺ) اور اس کے دین اسلام۔

2013

ہمیشہ خوش رہے اس کے نصیب میں لاکھوں خوشیاں ہوں آمین۔“



ہلکی ہلکی بوند باندی جاری تھی وہڑا سکرین کو اندر تیزی سے صاف کر رہے تھے نرنگ پر اکاؤنٹ کا گڑیاں رواں دواں تھیں۔
طغزل خلاف عادت خاموشی سے کار چلا رہا تھا اس کے وجہ چہرے پر عیندگی تھی کوئی کہ نہیں سکتا تھا کچھ برکتوں دہا تھیں ہٹا تا
مسکراتا ہوا ہری کو اس کی یہ خاموشی وحشت زدہ کرنے لگی۔

”داوی جان کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔ وہ اپنی میڈیسن نام پر لے رہی تھیں؟“ اس نے خاموشی کو توڑنے کے لیے پوچھ لیا۔
”داوی جان کی طبیعت کی تم کو کیا پروا۔۔۔ وہ دوا نام پر لیں یا نہ لیں اس سے تم کو کیا فرق پڑتا ہے؟“ وہ دیکھے بتا دشت
لہجے میں بولا۔ ”تم اپنی دنیا میں مرنے کو ان کی پروا کیوں ہونے لگی۔“
”اسے ابھی تو آپ بالکل ٹھیک تھے مرنے سے مراد اور تانوسے باتیں کر رہے تھے پھر یہ اچانک ہی کیا ہوا ہے آپ کو؟“ وہ
حیرانی سے تیز لہجے میں گویا ہوئی۔

”تم سے تو نہیں کر رہا تھا۔۔۔“ اس نے لٹھ مارا انداز میں جواب دیا۔

”ہاں ہاں مجھ سے کیوں کریں گے نہیں کر باتیں میں تو صرف آپ کی جلی کٹی باتیں سننے کے لیے ہی رہی ہوں یا نہ رہے
بتاؤ کے لیے اور آپ کا تہائی کیا ہے اس کے علاوہ۔“ وہ بھی بری طرح تپ کر بولی تھی طغزل نے اس کی طرف دیکھا اور روڈ
کے درمیان میں ہی کار روک دی۔

”تب یہ کیا حرکت ہے۔۔۔ کیا چاہتے ہیں آپ طغزل بھائی؟“

”بہت تر پاپا ہے تم نے مجھے پری۔“ وہ اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ ”خود یہاں آ کر بیٹھ گئیں اور وہاں اپنی یادیں میرے
پاس چھوڑنا میں بتاؤں تم کو اب کیا سزا دوں؟“ وہ ایک جذب کے عالم میں تھا اس کی آنکھوں میں ہوشیار چمک تھی۔

اس کے چہرے پر جذبول کی سرخی گئی نگاہوں میں چراغ سے جل رہے تھے۔ پری دم بخود سی ہو گئی اس کا دل بغاوت پر
آمادہ تھا وہ خیالوں میں رہنے والی کوئی کمزوری لڑکی ہوتی تو بہک جاتی کہ موسم بھی بویگا بویگا خمار لیے ہوئے جذبول کو بے قابو
کرنے والا تھا پھر اس شخص کی ہلکی ہلکی قربت و دیوانگی وہ کوئی عام شخص نہ تھا صنف مخالف اس کو حاصل کرنے کی جاہ کرتی تھی
اور وہ اس کی جاہ میں جتنا تھا اس کو حاصل زندگی سمجھ کر اس کو حال دل سنا رہا تھا کہ وہ اس کے جذبول کی پذیرائی کو تیار نہ تھی۔

”مجھے ایسی باتیں بالکل بھی پسند نہیں ہیں اتنی مرتبہ آپ سے کہہ چکی ہوں مجھ سے ایسا بھونڈا مذاق بالکل مت کیا
کریں۔“ اس نے سر دوسپاٹ لہجے میں کہا۔

”پلیز آپ کار چلائیں بارش تیز ہوتی جا رہی ہے گھر پر داوی جان پریشان ہو رہی ہوگی بہت دیر ہو گئی ہے۔“ پری کی
کسی بات کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا وہ اسی طرح اسٹیرنگ پر چہرہ رکھے اس کو دیکھتا رہا ایک ٹنگ جٹا لپٹیں چمکائے۔

”پلیز طغزل بھائی پریشان مت کریں۔“

”پہلے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہو۔۔۔ کیا تم مجھ سے پیار نہیں کرتیں؟“

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)



شہزاد

اس پیشکش کو میں کس طرح پیشکش کروں۔" "کیا اس کے ہاتھ سے نیچرین چین کر چھائی کر چھلا کر بولی تو شہرین سوچ میں پڑ کر پھر بڑے جوش سے اپنی کر چھائی بجا کر بولی۔

"کیا کوئی اپنی ایک بار ہو الاؤ دیتا تھا جی جی جی لکھی حالت میں لڑکے انوں کے سامنے نہیں بچیں گی۔"

کمال کا نام لیا۔
 آلاء مسٹر تیمور حیات آپ کا بہت بہتر
 نگریں یہ کہ کرم کمال اس سے معافی کر کے چلا گیا جبکہ
 تیمور حیات ایک بار پھر کمال پر جھگڑ گیا۔

”اچھا جی آپ ایک فوراً اسٹنگ نیمل پرجلیے مجھے تو بہت
دک گئے تھے“ افسانہ میں کدو جھانے پورسلین کدور
سے کی طرف سے دیکھ رہی تھی کہ اس نے فوراً اسٹنگ ہال
کا تاج پہن لیا۔

”کونسا ہے؟“

"ہو سکتا ہے شہزاد بن جائے جو تیرے حیات کے بارے میں اتنا غلط سوچ رہے ہیں ایسا نہ ہو۔۔۔ وہ جیسا دکھائی دیتا ہے اس سے مختلف ہو۔" تدبیر پر سوچ لیجئے مجھ میں بولی تو شہزاد ایک گمراہ سا لڑکہ لگ رہا ہوتی۔

”تو کتنا ہے؟“..... ایسا ہے تو تمہیں؟ میں یہ سوچ کر اپنی زندگی کا اور پرانگاں..... یہ تو سرسراہٹ ہے حال؟“

”جیسے ایسا رشتہ تو نصیبوں والوں کو ملتا ہے شہزین، ممکن ہے کہ ابھی یہ جدوجہد کی شخصیت تمہارے لیے تکلیف دہ ہو مگر بعد میں تمہاری عسکت میں وہ کروہ بدل جائے۔“ مہدیہ ایک بار پھر اسے تصویر کا روشن پہلو دکھانے لگی۔

”میں اس رشتے سے انکار بھی نہیں کر سکتی کیونکہ جو دنیا میں
 اور عوام بھائی تو اسے زیادہ ایکساٹھ ہیں کہ اگر میں نے انکار
 کیا تو انہیں بہت دکھ پہنچے گا اور جو دنیا میں..... ان کو تم جانتی ہو
 نہ..... سخت ناراض ہو جائیں گی۔“

[illegible]

شہزادہ کا تاج پہن لیا گیا تھا اور پھر حیات کے نام کی
بھندی بھی اس کے ہاتھوں میں سج گئی تھی یہ سب کچھ اٹھا
اچانک اور جلدی اور ہاتھ کا شہزادہ کی بے چینی میں گئی آنے
کے بجائے تجزی سے سنا دیتی اور ہاتھ۔

”ہاشم! اللہ بہت خوبصورت لک رقی ہو ماہوں کے اس
پیلے جوڑے میں۔“ حیدر نے ٹھٹھکیلائی ہوئی اندھا آبی تو شہرین
کھدکھداتے دھیان سے جھکی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔
”آپنی یہ سب کچھ بہت جلدی نہیں ہو رہا؟“ شہرین اللہ کر
ہوئی تو حیدر نے ایک خوبصورت قہقہہ لگایا۔

”اُسے میری جان جب سہرے کے پھول ملنے کا وقت آ جاتا ہے تو سب باتوں کی جھل پٹ اٹھ جاتی ہے۔“ وہ اس کی ناک کی پچھلے ہونٹ پر ہنسی۔

”آپنی تصور حیات یہ شادی اتنی غامضی سے کیوں کرنا چاہتے ہیں اور پھر انہیں سے کسی ایسی شادی کو چھپانا چاہتے ہیں۔ گھبراہٹ کی۔۔۔“

کامیاب بزنس مین ہے بہت سے دشمن ہیں اس کے پاس جتنا مال ہے
 وہ کچھ کر مصلحتی شادی کی خبر چھپاتا چاہ رہا ہے کہ کچھ دیکھنا دشمن
 سے وہ سب کو Reception دے گا..... دیکھو دشمن جس
 طرح انی بابا نے مجھ پر غور کیا ہے تم کو بھی مجھ پر اعتبار کرنا
 ہوگا۔ آتشیں حور یہ عیجید کی سے بولی تو دشمن نے نہ جلدی سے
 اس کا ہاتھ تمام کر لیا۔

”مجھے آپ پر پورا بھروسہ ہے آپ آئی آپ پلیز کوئی غلط خیال ذہن میں نہ لائیے گا میں تو یہی آپ سے پوچھ رہی تھی۔“ شہزادہ کی بات پر حور یہ اسے دیکھ کر مجب سے اللہ نافر میں مسکرا دی۔

وہ نگرانِ سن سے متحرک نہ ہو رہا تھا کہ اس کے کمرے میں پہنچاؤ کی آگ لگا کر وہ حیات کی شخصیت کی عکاسی کر رہا تھا۔ کمرے میں خوشگوار عطر کے کدے باوجود تھی اسے جس محسوس ہو رہا تھا جیسے شدید بارش ہونے والی ہو وہ ہے سائنس کی گہری سائنس لینے کی بجائے کلام اسے محسوس ہوا کہ یہ جس اور ممکن اس کے اندر ہے جسے اٹھ کھڑے کے باوجود وہ اپنے اندر سے نکال نہیں رہی ہے۔

”کیا بی صاحب آپ پلیز کپڑے بدل لیجیے ہمارے صاحب کو یہ پسند نہیں ہے۔“ اور وہی بڑا اچھا لی طرح وار وار کر جس نے کمرے تک اس کی رہائی کی تھی سیٹ آوار ہوئی اور شوہر نے اسے بے حد جک کر رکھا۔

”اور تنگ دم اس طرف سے“ وہ دیر تک کی طرح ایک
جانب اشارہ کر کے بولی تو شہزینا ایک طرف اس کی کیفیت میں
اس طرف چلی آئی تو خوبصورت لکڑی کے دروازے کا منتظر اس
نے جو بھی حکمایا دروازہ خود بخود کھلا گیا شہزینا خود اچھاپا کر
داخل چلی آئی۔ اندر ایک مٹی کمر تھا جس کی دیواروں پر تعداد
میں لکھی تھیں اور اس پر بڑے بڑے آئینے آویزاں
تھے۔ شہزینا کو اپنا کس پرہیزگار میں چکنا چٹا ہوا دکھائی دے گا۔
”وہ در تنگ بھیل کی جانب آئی اور ایک ایک کر کے تمام
درجات سے خود کو ذرا کیا پھر اپنے کپڑوں کی تلاش میں اس
نے لے لے گا پھر وہاں تک تو سلیٹنگ گاؤں کو دیکھ کر اس کی جان ہل
رج اٹھ گئی۔“ یہ گاؤں تو جیسے ہر گز نہیں پہچان کی۔“ وہ
جسے جہ کر بولی پھر جو بھی دروازہ دھک دھک کر کے
بڑے بڑے کچے کمر خانہ ہو گئی اس کا مطلب تھا کہ وہ اس
لیے پہلے سے ساری شاہجہان کے کمر کی بھی شہزینا نے

کرمیہ لہذا آف وائٹ کمر کا معقول سا شلوار سوٹ ۱۸۵ اور پیچ
کمر کے کی طرف سے سامنے ہی بنے واشر دم میں مگر مٹی۔

عبدالرحمان کی خوشی کا کوئی انداز نہیں تھا وہ سب کے
مقابل میں حیات نے نکاح کے فوراً بعد عاصم کی تمام امانتوں
پر کوئی خاص اصولوں کا خیالات کو کہہ کر بہت خوش تھے جس
کے مقابل میں حیات نے عاصم کی کہنی کو نہ صرف اپنے شیزو
نے تھم گیا سلام باد کی کہنی کے چپاس فیصلہ سحر زدگی
اس کے کام کر رہے تھے۔

تجربیات جن ہی کرے میں داخل ہوں تو کو کرے
سے غائب ہوں۔ وہ اس کی غیر موجودگی کا فوس جیسے ہوئے
جہی دور رنگ دم کی طرف آیا ایک وجود جی سے باہر آئے
ہوئے اس سے گرا گیا۔ سمجھو اور نہ تو مل کی طرف یہ کہک کے
ساتھ اس وجود کی خوشبو تجوہیات کے تھنوں سے گھر لائی تو بے
ساختہ اس نے اپنا چہرہ دیکھ کر کیا مزمہ ناک مر لیا ابھی تک اس
کے دل میں میرے خدا کی فکر ہی طرح خف ہوئی۔

”اے صوفی! میں نے آپ کو دیکھا نہیں تھا۔“ وہ حیرتی سے اسے الگ ہوتے ہوئے فرشتگی سے بولی تو تیسوہ نے اسے خود دیکھا جوں کی بہت نہایت کمال سے ہی تھی۔

”میں لو کے راستہ دیکھ چکے اند چاہتا ہے“ وہ شجری کے
سے ہوا تو شجرین نے جبری سے سارے پر ہونے کے لئے اس کے
پنکھ مارتے مگر وہ اس کے اند چلا گیا تو شجرین نے اسے پتا بھیجی
تو اس نے ہر پہلو پر حیات شاندار کے لئے سہل گاہوں میں رہا
ہوا تو شجرین کے دل میں حزن کیلئے حکم کے ساتھ حشر ہو گیا
تو اس نے ایک گاہ اسے دیکھا مگر کچھ دیر کے بعد وہ اسے
اس کے لئے حشر کے لئے حشر میں ہی ایک گاہ کی کسمپاسی تھی۔
”مجھے حشر ہے۔ کسی چوڑی یا تنہا کرنی نہیں آتی۔“
اس نے کہا مجھے پتا ہے اس کا انداز ہے۔
To the point سے
دست نہ کرنا کہ وقت ہم دونوں ایک دوسرے کی قربت
تھا کہ انہوں نے ہم کو جو کرنا تھا وہ ہم دونوں جب الگ
ہوئے تھے حشر کی طرح ہوا۔“

۱- در این کتاب، به بیان احوال و حال مردم پرداخته شده است.
۲- در این کتاب، به بیان احوال و حال مردم پرداخته شده است.

کچھ بہت برا ہو گیا تھا کوئی انہونی ہو گئی تھی اس میں اس کا دل اس بات کی شدت سے گواہی دے رہا تھا شہرین کی بدحواسی پر تیرے حیات بڑے اطمینان سے اس کی جانب دیکھ کر گویا ہوا۔

”مجھے یہ بتانے کی آپ کو کتنا ضرورت تھیں ہے کہ کسی ایک چیز پر تاحیات انکشاف کا میری مرشد میں نہیں ہے اور یہ بات آپ کو بخوبی معلوم ہے ویسے مجھے موت بھی اہل نہیں کہنی کرتی مگر آپ میں کچھ خاص دیکھا جس کی بناء پر آپ اس وقت میرے پیڑم میں موجود ہیں۔“ سائکس وجہ اور جامہ خاصا سوئی ہے وہ جس حیات کے بچے ہوئوں کو دیکھ رہی تھی کہ یکدم کھٹکھٹ آگے کے تمام دروازے تیزی سے کھلتے چلے گئے اس پہلے اسے اپنے پیروں کے زمین پر کسی ہوئی محسوس ہوئی۔

”تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے مجھ سے اس لیے حشر
شادی رچائی تاکہ جیسے آپ کا دل بھر جائے تو آپ آسانی مجھے
وہ کار دین مجھے اپنی زندگی سے باہر اٹھا کر بیٹھک دیں۔“ وہ
کہتا ہے لیوں کے ساتھ ہر شے کچھ میں بولی۔

”ہوں کافی سمجھدار ہیں آپ۔“ یہ کہہ کر انتہائی سکون سے تیمور حیات سگار سلگانے لگا تو شہرین کے اندر گویا لالہ جل اٹھا۔

”آپ انتہائی بدینیت انسان ہیں آپ نے یہ شادی محض عیاشی کے لیے کی ہے مگر مسٹر بیورو حیات آپ کی میری بات بھی غور سے سن لیجیے میں آپ کی عیاشی کا سامان کسی صورت نہیں بخشوں گی آپ مجھے انہی اور اسی وقت زانو کر دیجیے۔“ وہ ہتھکڑی بولی جہاں بیورو نے اسے پسوں دیکھا جیسے کوئی خند کی بچہ کوئی بہت اڑکی خند کر رہا ہو۔

”خود یا اپنی میری کئی ماں جانی ہو کر آپ نے میرے ساتھ یہ کیا کیا؟“ خود سے کہہ کر شہرین نے بے اختیار پوری شدت سے روٹی چلی گئی۔ جب کہ اس دوران تہہ و جوہات پہلے زمین پر لٹنے لگی تھی۔ جب شہرین نے اچھی طرح دیکھی تو حیرتی سے اٹھ کر تہہ و جوہات کی طرف پلٹ پڑی اور گھٹنوں کے بل کھڑکتے ہوئے اس کے قدموں کے پاس بیٹھنے ہوئے اٹھ کر چل کر بولی۔

”تیمور صاحب آپ کو خدا کا واسطہ ہے مجھے میرے والدین کے گھر چھوڑ آئیے مجھے یہ رشتہ ہرگز منظور نہیں ہے۔ شاد کا کہنا صحیح ہے جو کہ اس کا سرخ و بالا ہوتا ہے اسے صاف صاف دھوئی کا

پاکیزہ رشتہ تو خود خدا جوڑا ہے ساری زندگی کے لیے اس نے مقدس رشتے دل بہلانے کی بنیاد پر بھلائیے قائم ہو سکتے ہیں یہ تو سراسر اس رشتے کا نفاذ ہے اس کی توہین ہے محض بے حیائی ہے۔ وہ مرنے کا کوئی بھی نہیں چاہتی۔

”میں اس وقت دس سٹے کے موڈ میں نہیں ہوں۔“ یہ کہہ کر تیرہ نے جبکہ کراست اٹھایا اور بیڈ پر بیٹھ دیا شہزین ٹوپ کر بستر سے اٹھی۔

”سب تو یہ حیات..... میں اس شادی کو ہرگز نہیں مانتی“ نکاح کے پاکیزہ بندھن کی آؤ میں آپ نے مجھے اپنی عیاشی کے لیے خریدے یا اپنی منہ زور خواہشات کے حصول کے لیے تاکہ بعد میں آپ مجھے ہانے پھرنے کے جوتوں کی طرح استعمال کر کے پھینک دیں مگر میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی۔“ وہ منتہا کر رہی اور تیزی سے بیڈ سے اٹھی مگر تیرہ حیات کے نوالہ دی ہاتھ نے اس کی اس کوشش کو نا کام بنادیا۔

”کیا کرو گی تم؟“ بولو کیا کر سکتی ہو تم۔ میں ایک Successful بزنس میں ہوں اپنے کام میں کما کما کر بے داشت نہیں کرتا کبھی..... اب یہ چھٹا چلا تا بند کر دو اور خاموشی سے فی الحال اس رشتے کو بھٹاؤ۔“ اس کی سانسوں کی حدت سے شہزین کا چہرہ جھلنے لگا اس نے بے ساختہ تیرہ حیات کو پرے دھکیلا اور جلدی سے کھٹک کر دوڑ ہوئی۔

”میں..... میں آپ کا قصص کسی بھی طرح پورا کرنے کو تیار ہوں اس کے بدلے آپ مجھے جو کام کرنا میں کے میں ہر کام کر لوں گی مگر خدا کے واسطے آپ میرے قریب مت آئیے۔“ وہ بخوبی سمجھتی تھی کہ جو یہ ہے اس شادی کے عوض بقیہ کوئی ہماری قیمت تیرہ نے ہی ہے لہذا وہ ایک بار پھر ہاتھ جوڑ کر اس کے گڑ گڑاتی تھی تیرہ حیات اسے بغور دیکھتے ہوئے کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

”ہوں تم ہر کام کرنے کو تیار ہو“ تیرہ حیات نے ہٹکا دیا مگر شہزین نے تیزی سے جلدی جلدی اٹھات میں سر ہلا کر کہا۔

”میرا آپ سے وعدہ ہے تیرہ صاحب میں ہر کام کر لوں گی مگر اس کے عوض آپ مجھے ہاتھ نہیں لگائیں گے اور مجھے آزاد کر دیں گے۔“

”مجھے حضور ہے۔“ صبح پانچ بجے تیار رہنا نہیں کہیں جانا ہے۔“ یہ کہہ کر تیرہ حیات کمرے سے باہر نکل گیا جب کہ اس

پل شہزین کو لگا جیسے وہ ساری زندگی ہی ہو۔

گاڑی تیز رفتاری سے بھاگتی ہوئی شہر کی حدود سے باہر نکل چکی تھی۔ شہزین خدشات سے لبریز دل اور پراگندہ ذہن کے ساتھ خاموشی سے دفتر اسکرین پر جا پہنچا بیٹھی تھی مگر ایک رات میں اس کی زندگی بیکس بدل گئی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد کچھ مکانات نظر آنے لگے تھے۔ تیرہ حیات کشمیر خاموشی سے ڈرائیونگ میں مصروف تھا جبکہ شہزین سوچوں میں اُم جانے کہاں سے کہاں نکل گئی تھی کہ کیا ایک گاڑی جھٹکے سے رکی تو شہزین پر بڑا کر ہوش کی دنیا میں واپس آئی قادم ہوا اس کی طرز پر بے ایک ہنگامے کے گیٹ کے سامنے تیرہ حیات ہارن دے رہا تھا چند لمحوں کے بعد رونا دھونا وادی گارڈ نے پوری طرح کھول دیا تو تیرہ حیات تیزی سے گاڑی اندر لے آیا شہزین تیرہ کے ہمراہ گاڑی سے باہر آئی اور اس کی معیت میں ہنگامے کے اندر داخل ہو گئی اندر بالکل خاموشی اور سناٹا تھا۔ تیرہ چلتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رک گیا۔ شہزین بھی اس کے برابر میں خاموشی سے آن کھڑی ہوئی۔

”نجانے تیرہ حیات اس کے کسی قسم کا کام لینے والا تھا وہ اندر ہی اندر بیٹھ جاتا تھا اور وہی تھی مگر وہ ہر طرح کا کام کرنے کو راضی تھی جس کے عوض اس کی جان بالآخر طریقے سے تیرہ حیات سے چھوٹ جاتی۔

”تم اندر جا سکتی ہو۔“ انتہائی سیات لہجے میں اس نے ہم حاور کیا تو شہزین ڈگدگاتے قدموں اور رڑتے دل کے ساتھ آہستگی سے وینڈل گھما کر اندر کمرے میں داخل ہو گئی۔ انتہائی نفاست اور خوبصورتی سے سجے کمرے میں اس وقت شہزین کا خضنک تھی شہزین نے وہ ذریعہ نگاہوں سے چومے کر کے ہاتھ چاڑھ لیا کہ معاف ہے سب سے پہلے اس کا دھوکا احساس ہوا وہ ہے سے قدم اٹھائی انتہائی خاموشی سے بیڈ کے سر ہانے آئی تو وہ دھیر دھیر پوری طرح اس کی نگاہوں کے سامنے آ گیا سر ہاں کی ہاتھ پٹا چھو آٹھنوں کے نیچے کمرے سے پھٹک لیاں والی بے نقاب شخص دو تین سال اس سے بڑی ہو گئی۔

”کون ہو سکتی ہے بڑی کی اور تیرہ حیات مجھے اس کی کہانی کیوں لایا ہے؟“ شہزین نے اٹھتے ہوئے خود سے سوال کیا۔ مگر اس خاموشی سے وہ کمرے سے باہر نکل تو تیرہ حیات کو اپنے کارڈ پر ایک تصویر کے سامنے بٹا دیا۔

”تیرہ صاحب اندر ہی کون ہے؟ اور آپ مجھے یہاں کی

لبنی نسیم

اسلام علیکم آج کل اشاف ایچہ قارئین کرام آپ سب کو اپنی نسیم کی طرف سے تحیوں اور چاچوں بھرا سلام قبول ہو۔ آج کل کی تو بات ہی الگ ہے ہر ماہ آج کل کا بے صبری سے انتظار کرتی ہوں آج کل کے مسئلے کو دیکھ کر مابہ دولت کا بھی لگنے کو دل چاہا جی تو میں پانچ جولائی کو ایک خوب صورت سے گاؤں پرہ رڈی میں پیدا ہوئی ہم تین بہنیں ہیں میرا نمبر پہلا ہے۔ ہم جوانی جلدی سسٹم میں رہتے ہیں۔ میری پسندیدہ منیجر صائمہ نورین ہے میری پسندیدہ ڈش چاول ہے میری بہت سی پیاری اور کیوتی دوست سمدہ اور راجہ ہے جن کو میں تیرہ دل سے سلام لکھتی ہوں۔ میری پسندیدہ راتر نازیہ کنول نازیہ سمیرا شریف حضور ماہ ملک عمیرہ احمد سمیت بہت سی بہنیں جن کی تحریریں مجھے بہت پسند ہیں (اے اللہ ان کو ہمیشہ سلامت رکھنا آمین تم آمین) اللہ حافظ۔

الحال ایک ٹرپ پر لندن جا رہی ہو۔“ وہ سہولت سے بولا پھر مزید گویا۔

”میں جنہیں لپ ٹاپ بھجواؤں گا تم مایہ کے ذریعے Skype پان سے رابطہ میں رہ سکتی ہو۔“ اس کا مطلب تھا کہ تیرہ حیات اس پر مجبور کر رہا تھا یہ خیال شہزین کے دل کو تقویت دے گیا تھا۔

اتحاد میں شہزین کو کافی وقت پیش آئی کیونکہ مامور کا رویہ اس کے ساتھ بہت دھوکا اور غراب تھا مگر آہستہ آہستہ شہزین کی بھرپور توجہ دیت اور ہمدردی کے سامنے مامور نے گھٹے ٹیک دے دیے اب وہ شہزین کی باتوں کا جواب ہوں ہاں نہیں دے دیا کرتی تھی اور یہ بات شہزین کے لیے کافی حوصلہ افزائی۔ مامور دراصل گہرے اور بیشن میں جٹا تھی وہ اپنی زندگی سے پوری طرح بے خبر ہو گئی تھی اور شہزین ایک بہتر نکل ٹھیکس اور ماہر معاون کی طرح اس کی دلجوئی کر رہی تھی۔ شام کے سہانے موسم میں وہ دونوں لان میں بیٹھی چائے کی دلی تھیں شہزین حسب معمول اس سے دھیر دھیر کی باتیں کر کے اس کا ذہن فریش

کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

”ماہ نور اللہ تعالیٰ نے کائنات جیسی حسین تخلیق صرف انسان کے لیے بنائی، بعد ازاں بننے سے بے تحاشا بیکار کرنا ہے اس جہاں میں اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق میں سب سے زیادہ محبت انسان سے ہے اسی لیے تو اس نے انسان کو پورے جہاں پر فوقیت دی ہے۔“

”مگر شہزین اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت نہیں کرتا وہ مجھے پسند نہیں کرتا جب ہی تو یہ سب کچھ میرے ساتھ ہوا مجھ سے سب کچھ چین کر اس نے مجھے زندہ لاش بنادیا۔“ بولتے بولتے آخر میں ماہ نور نے تحاشا دینے لگی تو شہزین نے اسے خاموشی سے روک دیا۔ ماہ نور کی خاص ملازمہ اور اس کے نفسیاتی معالج نے اس کی زندگی کی فریبیڈی سے اسے آگاہ کر دیا تھا کہ کس طرح اس کے محبوب نے اسے بری طرح لونا تھا جسے اس نے نوٹ کر چاہا تھا۔ ماہ نور عدیل نامی لڑکے کو بے پناہ چاہتی تھی عدیل بھی بظاہر ماہ نور پر بڑا تھا مگر حقیقت کچھ اور تھی وہ طبیعتاً ایک عیاش اور بخرمانہ ذہن کا لالک تھا۔ ماہ نور کی خوبصورتی اور دولت و تکیہ کر

اس نے اس سے شادی کر لی اور اپنے ساتھ لاکھ لپٹ لٹایا اور پھر ہر طرح کا ظلم و تشدد اس پر کیا ایک دن جب شراب کے نشے میں دھت عدیل ماہ نور کو جوئے میں بڑھ گیا تو ماہ نور کا پیانہ صبر لبریز ہو گیا اور وہ جیسے تیسے کر کے عدیل کے چنگل سے بھاگ نکلی اور یہاں پاکستان آ گئی بعد ازاں یہ معلوم ہوا کہ ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں عدیل جنم واصل ہو گیا۔ ماہ نور کی عدیل سے توجہ ان چھوٹ کی گئی مگر وہ ان تکلیف دہ یادوں اور لذت ناک لمحات کو بھلانے کی جو عدیل کی محض اسے ملے تھے عدیل کو اس نے پورے غلوں سے بیکار کیا تھا عدیل کی بے وفائی کا اثر وہ سب نہیں بھاری تھی۔ جس کے باعث وہ ذہنی و نفسیاتی امراض کا شکار ہو گئی تھی۔

”ماہ نور اللہ ہمارے ساتھ کبھی برا نہیں کرتا بلکہ ہم خود اپنی عقل و بوجھ کے ہاتھوں خود اپنے لیے ایسا راستہ جن لیتے ہیں جس پر چل کر ہمارے پاؤں ڈھکی ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری دماغ بھی زخمی ہو جاتی ہے اگر اللہ تم سے محبت نہیں کرتا تو تم عدیل کے دوست سے اپنی عزت کیسے بچا پاؤ گے جس نے تمہیں جوئے میں مبتلا کیا۔“ شہزین بیکار سے اسے سمجھاتے ہوئے غلوں سے بولی تو ماہ نور یکدم تیزی سے کرسی سے اٹھی۔ ”میرے سر میں درد ہوا ہے میں سونا چاہتی ہوں۔“

یہ کہہ کر ماہ نور اندر کی جانب مڑ گئی تو شہزین ایک گہری سانس بھر کر وہ گئی۔

شہزین عاصم دماغی سے لب لباب کی اسکرین کو دیکھ کر حیرت سے اُبی بابا کو کتنا مطمئن کر رہا تھا وہ سمجھتے تھے کہ اور خوشی سے اس سے بات کرے تھے۔ یہ تصور حیات کے کے مطابق اس نے اپنے والدین کو بھی بتایا تھا کہ اس وقت اپنے شوہر کے ہمراہ لندن میں سیر سہانوں میں مصروف ہے ابھی بھی اس کے کان میں اسی کی آواز کی بازگشت گونج رہی تھی جو اسے خوشیوں سے بھر پور اور ادنیٰ زندگی کی دعا میں دبا تھک نہیں رہی تھی ان کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان بچی لندن میں نہیں بلکہ اسی شہر سے دور ایک غیر معین علاقے میں ایک جنگل میں ہے جبکہ مدیہ بھی کافی خوش لگ رہی تھی اس کی خوشیوں کے لیے دعا میں کر رہی تھی۔ وہ مسلسل اسے ویڈیو چپ کے لیے سرور کر رہی تھی جسے شہزین خوبصورتی دل جاتی تھی۔

”بیٹھے بیٹھے شہزین کو اچانک مخصوص مسک کا احساس ہوا اس نے سرعت سے سر اٹھایا سامنے ہی وہ درمیں جاں اپنی ساری پرستش کی کے ساتھ چارے ایک ماہ نور اس کے مقابل کھڑا تھا وہ خاموشی سے عین اس کے سامنے آن بیٹھا تو شہزین اسے دھیرے سے سلام کر ڈالا جس کا جواب ہمیشہ کی طرح محض اس نے سر ہلا کر دیا۔

”مجھے یہ سن کر اچھا لگا تم اپنا کام بہت دینداری اور سے کر رہی ہو۔“

”کس سے سنا آپ نے۔“ ماہ نور اس کا مطلب ہے آپ نے اپنے جاسوں یہاں چھوڑ رکھے ہیں۔“ وہ ہنسنے سے بولی تو بے ساختہ تصور حیات کے لیے اس پر مسکراہٹ دینے شہزین نے کافی حیرت سے دیکھا۔ یہ شخص مسکراتا بھی ہے وہ خود سے بولی گئی۔

”گڈ کانی ذہن تو خود ہی سوال کر کے خود ہی جواب دے دیتی ہو۔“ وہ اسے سراہتے ہوئے بولا تو شہزین نے سوچ کر خند اڑا کر دیا۔

”عدیل یا بی نے میری کیا قوت لگی تھی؟“ شہزین سوال پر حیرت سے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا مگر بے پروا سے بولا۔

اس سے کیا فرق پڑتا ہے ماہ نور جس دن ٹھیک ہو جائے گی اس کے اگلے دن میں نہیں آؤں گا۔“ شہزین نے اس بل تجویز حیات کو کافی چونک کر دیکھا مگر ایک جھکی سانس لیا۔ وہاں میں خارج کر کے اپنی اگلیوں کو چلی گئی کی گلی ہی بل تجویز حیات نے اگلی سے اس کے ہاتھوں کو تھما تھا۔

”واٹ جان پلس مجھے تمہاری یہ عادت بالکل پسند نہیں ہے۔“ وہ اس پر اسے انداز میں بولا جبکہ شہزین کے وجود کو خفیف سا جھکا کر حیرت کے ہاتھوں کا اس اور گہری محسوس کر کے اس کے دل کی دھڑکنیں بھانے کیوں ڈسٹرب ہو گئی تھیں۔ یہ تصور کے ہاتھوں کی مضبوط گرفت اپنے ہاتھوں میں دیکھ کر ہرگز ہو کر بولی۔

”ماہ چھوٹے پیر۔“

”اگر تم پھنسل تو۔“ وہ بے اختیار بولا تو شہزین نے اپنی اپنی اس سے اس کے کھانچا جاتی حرکتیں دکھائیں اس پر جمائے اسے کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”یہ کیا پتہ تیری ہے میں نے کہا تھا۔“ میرے ہاتھ چھوڑ دینے کہتے ہوئے اس نے ہنسنے سے اپنا ہاتھ چھڑا دیا۔

”میرے تحت سے میرے سر کی کی تو ہر لڑکی یہ چاہتی ہے کہ میں اس کا ہاتھ پکڑوں اور تم ہو کہ۔“ وہ ذرا سا اس کی جانب ہنسنے ہوئے بولا اور پھر پوچھا کہ کیا وہ شہزین بری طرح چاہتی تھی۔

”تمہارا آپ کے سر کی کی لڑکیوں بھی نہیں ہوں۔“

”میرا ہاتھ مجھے قاتل تو نہیں ہے؟“

”یہ تو کچھ کھیل باتوں؟“

”کون کونی خیال میں تمہارا شوہر ہوں۔“ یہ تصور اپنی اپنی ہاتھ سے بولا تو شہزین خاموشی سے ہو گئی پھر اپنی ہاتھوں سے اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا۔

”ماہ نور اللہ اللہ میں میری زندگی میں شامل ہونے سے پہلے یہ سب کچھ ہونا چاہتا تھا۔“

”میں تمہاری محبت میں شہزین ہوں شہزین وہ بڑا نصیب لڑکی جو اصل حیرت انگیز کرنا کچھ کے کھانچے کی چونک دیکھ کر اسے ہیرا کچھ کر اس کی جانب چلی گئی۔ یہ حیرت انگیز محبت ہونے کے ساتھ ساتھ میرا تیار لڑکی ہے ہم دونوں اپنے اپنے والدین کی اگلیوں کو لاوا رہی ہیں۔ ہمارے والدین کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ہم دونوں ایک دوسرے کا سہارا تھے۔ یہ تصور میرا بہت خیال رکھتا تھا جب میں نے اسے ٹھکرا کر عدیل جیسے شخص کو اس پر

ہو گئی تھی۔ ماہ نور کے ذہن کڑی کانی مطمئن تھے۔ یہ تصور حیات حیرت انگیز دن میں ایک چکر ضرور لگایا کرتا تھا شہزین نے لب لباب اس سے ماہ نور کی بات استفسار نہیں کیا تھا کہ ماہ نور کا اس سے کیا رشتہ ہے مگر مگر اتنا تو وہ ضرور جان گئی تھی کہ وہ اس کی عزیز ترین بہن تھی۔

”شہزین انجور سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟“ ایک دن وہ دونوں کو ملنے لگا دیکھ رہی تھیں جب دوسرے سے ماہ نور نے اس سے استفسار کیا تھا۔ شہزین نے کافی چونک کر اسے دیکھا۔

”تجور اور میں بہت اچھے دوست ہیں بلکہ بیسٹ فرینڈ ہیں۔“ یہ حیرت سے اسے جو کہنے کو بولا تھا وہ ماہ نور کے سامنے اس نے کہہ دیا تھا۔

”دوست کے علاوہ کچھ اور بھی۔“ ماہ نور نے اسے بغور دیکھتے ہوئے بھرا ہوا اور پھر پوچھا۔

”نہ۔“ نہیں ماہ نور ہم بس اچھے دوست ہیں میرے می پاپا امریکہ میں ہوتے ہیں اور یہاں پاکستان میں تجور کے علاوہ میرا کوئی قریبی دوست اور جاننے والا نہیں اسی لیے میں تجور کے ساتھ یہاں آ گئی۔“ شہزین نے تجور کا بڑھاپا پیش بڑی خود اعتمادی سے اس کے سامنے وہ ہیرا تو ماہ نور کی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ شہزین اسے کن اگلیوں سے دیکھتے ہوئے بظاہر اسکرین کی جانب متوجہ رہی۔

”تمہیں تجور نے ہمارے دوست کے بارے میں بتایا۔“ ماہ نور کی آواز پر شہزین نے اسے ناگہی والے انداز میں دیکھا تو ماہ نور دھیرے سے مسکرائی۔

”کمال ہے تمہارے بیسٹ فرینڈ نے تمہیں میرے متعلق نہیں بتایا۔“

”کم آن ماہ نور یہ فلم دیکھو گا گلےس پر پڑتی تھی ہے۔“ وہ خود کو بے پروا بناتے ہوئے جلدی سے بولی مگر ماہ نور کے منہ سے یہ الفاظ نہ گرجائے کیوں کم مہمی ہو گئی۔

”میں تجور کی محبت میں شہزین ہوں شہزین وہ بڑا نصیب لڑکی جو اصل حیرت انگیز کرنا کچھ کے کھانچے کی چونک دیکھ کر اسے ہیرا کچھ کر اس کی جانب چلی گئی۔ یہ حیرت انگیز محبت ہونے کے ساتھ ساتھ میرا تیار لڑکی ہے ہم دونوں اپنے اپنے والدین کی اگلیوں کو لاوا رہی ہیں۔ ہمارے والدین کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ہم دونوں ایک دوسرے کا سہارا تھے۔ یہ تصور میرا بہت خیال رکھتا تھا جب میں نے اسے ٹھکرا کر عدیل جیسے شخص کو اس پر

فوقتہ دی اور جب جی کچھ نہیں بولا۔ میں نے سمجھ کر کادل دکھایا تھا
 ناکیا لیے تھے۔ رستے نے مجھے یہ سنا لیا۔
 "نہیں مانو، تم پلٹ کر راستہ سوچو۔" یکدم تھوڑی آواز
 ابھری تو دونوں نے ہی چونک کر اس موڑ کو دیکھا۔ وہاں سے کسی
 چونک پر وہ ایسا تھا۔
 "میں تم سے ناراض ہرگز نہیں ہوں اور نہ کبھی ایسا سوچ سکتا
 ہوں۔" بولتے بولتے وہ مانو کے پہلو میں آ کر بیٹھا تو مانو
 بے اختیار گھٹے ہوئے اس کے سینے سے لگی رہی۔
 "تمہارے پلٹنے سے عاف کرو۔ میں تمہاری قصور وار ہوں۔"
 وہ بے تحاشا داتے ہوئے بولی تو تھوڑی ہی سے اس کے ہاتھوں
 میں ہاتھ پھیرنے لگا جبکہ شہزین اپنا خاموش وجود اور خالی دل
 لیے وجرے سے بھی اندر وہاں سے لگتی چلی گئی یہ دیکھتے ہنا کہ
 لگاں اس کے تعاقب میں وہ تک اس کے ساتھ ہی ہیں۔

 رمضان المبارک کی آٹھ ماہی اور تھوڑے شہزین سے وعدہ
 کیا تھا کہ وہ رمضان کے شروع ہونے سے پہلے ہی اسے اس
 کے گھر چھوڑے گا۔ شہزین آج صبح سے ہی نوٹ کر رہی تھی کہ
 مانو کچھ خاموش خاموش اور اس کی گئی۔
 "ماہ نور اس بار عید ہم بہت اچھل اچھل سے مناائیں گے
 مگر تم مجھ سے وعدہ کرو کہ پورے روزے کو مکمل کرنا کہ عید کا حقیقی
 مہرہ آئے اور اس عید کو کم یادگار بنا نہیں۔" شہزین جھپکتے ہوئے
 بولی تو مانو جیسے کسی گہری فینک سے چھٹی۔
 "ہاں..... ہاں کیا کہہ رہی ہو تم....." وہ جیسے یہاں
 ہوتے ہوئے بھی یہاں نہیں ہی چونک کر بولی۔
 "کیا ہوا ماہ نور کوئی پریشانی ہے کیا..... مجھے نہیں
 بتاؤ گی؟" وہ دوستانہ انداز میں بولی تو مانو یکدم ہنس رہی
 انداز میں چلائی۔
 "نہیں چاہیے مجھے تمہاری وعدہ دی تمہاری دوستی اور نہیں
 چاہیے مجھے یہ زندگی..... میں مرجاتا چاہتی ہوں۔" اجنبانی
 رویا کی کے عالم میں بولی وہ لان کے ایک سائیڈ میں بیٹے
 سونگ پول کی جانب تیزی سے ہلکی اور غراب سے اندر کو
 گئی۔ شہزین اسے پول میں گرا دیکھ کر اپنا دل بدحواس ہو گئی۔
 "یہ..... تو..... وہ بے سادہ لے جانے کی غرض سے خود
 بھی گونگی مانو پول کی سائیڈ پر گر گئی تھی جہاں پانی صرف وہ
 نے تھا شہزین کو اس کا دیکھ کر ہوش میں آئی تو مانو زور سے

چلانے لگی۔ تیمور چٹوڑی کی آواز سن کر ایک لمحہ بھی ضائع کیے
بغاوت کو ہالے نہ کرے۔ سہ لاکھ ماہواری شمشادہ کی پروردگار
میں گواہ اور سرعت سے شہر میں آ گیا۔
”شہرین..... شہرین آ نکھیں گھول“ پول کے اطراف
میں بے باطلوں کے فرش پر لٹا کر تیمور اس کے گال زدہ زور
تختہ تیار تھا۔
”تیمور اس کی بیٹی چپک کر وہ کھوساں ٹھیک سے آ
ہے“ ماہواری پریشانی سے بولی تو تیمور نے جلدی سے اس
بیٹی کو ڈال کر جوتہ پہن دیا۔ جوتہ پہن کر تیمور نے اس کے
پروچہ ڈال کر پانی نکالا اور بناہ سوچے کچھ مصنوعی غصے
ڈالا جس کی بدولت شہرین نے ایک ہنگامی اور دھڑلے سے
اس کا غصہ ہموار ہو گیا۔ تیمور نے اطمینان کی گہری سانس
خارج کی تو ماہواری نے اس کے کندھے پر ہنسی سے ہاتھ رکھ
تیمور نے رخ عوض کر اس کی جانب دیکھا اور ماہواری کی آنکھوں
خیر پر ہر کردہ چہرے سے مسکرایا۔ ماہواری نے اس پہل تیمور
شہرین کے ہٹنے کی سچائی کو قبول کر لیا تھا۔
وہ گہری ہنسنے سے ہڑبڑا کر گھر کی بھی چند لمبے تو اس
کچھ میں نہیں آیا کہ وہ کہاں ہے مگر جب ہستہ ہستہ شہرین
ہوا تو سب سے پہلا خیال اسے ماہواری کا آیا اپنے وجود پر پڑا
مکمل کو اس نے جلدی سے دھکیلا اور اٹھنا ہی چاہتی تھی کہ
حیات کی آواز نے اسے گویا راکت کر دیا۔
”مٹتی رہو ماہواری ٹھیک ہے اور اس وقت آرام گرا
ہے“ بالکل سامنے ہی ایڑی پر وہ حرف سے چبھتا
وہیلے ڈھالے انداز میں بیٹھا تھا ہے ساختہ شہرین نے
اطمینان بھری سانس لی پھر دھا کوئی خیال آیا تو اس نے
وجود پر نظر ڈالی۔
”میرے کپڑے کس نے جھینج کیے ہیں تو یہ نہیں
ہوئے تھے۔“ وہ گھبرا کر بولی۔
”ڈونٹ وہی تمہارا دوسرے میں نے نہیں جھینج کیا البتہ
سے میں نے ہی تم کو نکالا تھا ورنہ تم نے تو دنیا سے جانے
پر گم ہو جانا تھا۔“ وہ کٹھنی سے مسکراتے ہوئے ہلکا تو
پنی جگہ حقیقت ہی ہو گئی وہ بھی اٹھنے کا ارادہ ہی کر رہی تھی کہ
اور پھر تیمور کی آواز گونجی۔
”آرام سے یہاں لیٹی رہو مجھ سے ڈرنے کی ضرورت
نہیں ہے۔“

میں بھلا آپ سے کیوں ڈرنے لگی؟ آپ کوئی بھوت ہیں؟
 یہاں بھوت سے تم نہیں۔۔۔ آخری جملہ دہر گئی میں
 بولی میں تم کو جسے تجویز کیا تھا۔
 ”سچا نہیں مجھ سے ڈر گئیں گیں۔“ یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ کر
 اس کے کمرے پر آیا۔
 ”آپ کیلئے رہا تو مجھے یہاں سے جانے دیا یا پھر خود چلیں
 جائیں۔“ مالدوہ کیا سوچنے کی عادت سے بارے میں۔۔۔ ”دو گرا گھبرا
 کر بولی تو چند عرصے اسے خاموشی سے بغور دیکھنے کے بعد تیرہ
 حیات پہنچی سے گویا ہوا۔
 ”وہ جانتی ہے ہمارے شے کے بارے میں۔“
 ”کیا۔۔۔ کیا جانتی ہے وہ۔۔۔؟“ اس نے حیرت سے
 تیرہ کو دیکھا۔
 ”جی کہ تم میرے نکاح میں ہو۔“ تیرہ کی بات پر بے
 ساختہ دہر کی سانس کھینچ کر کہہ گئی۔
 ”آپ اس سے محبت کرتے ہیں نا؟ اور شاید اب وہ
 مجھے۔۔۔“ تیرہ نے سر ہٹا کر قدرے توقف کے بعد بولی کر خود
 ہی خاموش ہو گئی۔ مالدوہ کے پول میں کونے کی وجہ سے کچھ
 نیچا کی گئی تھوڑے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا۔
 ”یہ حقیقت ہے کہ نہ پائیں مجھے مالدوہ سے زیادہ کوئی عزیز
 نہیں تھا جب اس نے مجھ پر عدل کو فوقیت دی تو میں واقعی
 نوٹ کر بکھر گیا تھا۔ مجھے ہر صورت میں مالدوہ کی موتی عزیز تھی
 عدل مجھے کسی اچھا نہیں لگا اس کی نگاہیں مجھے ہمیشہ پر غریب
 لگتیں مگر مالدوہ میری کوئی بھی بات سننے کا مادہ نہیں تھا مجبوراً
 مجھ نے اسے عدل کے رنگ و نصرت کر دیا مگر بہت مجھے
 افسوس کہ اس کی مالدوہ کی بڑی مصیبت میں ہے وہ عدل کی
 حقیقت کو جاننے کے بعد مجھ سے اتنی شرمندہ و ناتواں ہو گئی کہ
 ہر شے کو اپنے کرنے کے باوجود اس نے مجھ سے ملنے کی بات
 کرنے کی کوشش نہیں کی مگر جب عدل نے اسے اپنے
 دوست۔۔۔“ مالدوہ نے اسے خاموشی سے گویا ہوا۔
 ”مالدوہ نے اپنی کتنی کے توسط سے مجھ سے رابطہ کیا اور
 شہادت میں ملنے کے بعد عدل سے تو میں اچھی طرح غصے کا
 اور بہت غور و فکر سے اس سے خودی انتقام سے لیا۔“
 ”تیرہ کی بات عدل کہ کدو کی کے پاس جا کر ادا اختیار کرنے
 سے اس کی بات بہت عجیب و غریب تھی۔“
 ”آپ مالدوہ کے دوست تھے؟“

وہ عید کی کیا؟

وہ عید ہی کیا
جب تم پاس نہیں
تہ بندیا کی دھک
تہ چوڑی کی کھٹک
وہ عید ہی کیا
جب تم پاس نہیں
تہ بندیا کی دھک
تہ گجروں کی مہک
وہ عید ہی کیا
جب تم پاس نہیں ا

دلکش مریم چھٹی



لوہا شہزادہ سمیرا شریف طور

زندگی بھر یاد رکھوں گی کہ تم مجھے دہائیں زندگی کی جانب لے آئیں چار ماہ تم نے مجھ پر سخت محنت کی ہے۔" ماہ نور کی بات پر شہزین نے انتہائی مضبوطی سے اس کے ہاتھوں کو تھام لیا۔

"تیسرے صرف تمہارا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اسے تم سے جدا نہیں کر سکتی اور ہاں..... مجھے خالہ جانی ہائے کا شکر ہے۔"

آخر میں وہ شہزادہ سے بولی تو شہزین شرم و شرمندگی کے مارے کٹ کر رہ گئی۔

"وہ..... واصل۔"

"کچھ کہنے کی ضرورت نہیں شہزین میں تمہاری کیفیت سمجھ سکتی ہوں۔" وہ نرمی سے اس کے گال چھتہاتے ہوئے بولی۔

اسی دم دستک دے کر تیمور حیات کمرے میں داخل ہوا۔

"بھئی اپنی سزا کا موڈ ٹھیک کر کے جلدی سے باہر آؤ تاکہ ہم تمہارے ساتھ مہندی لگوانے جا سکیں۔" یہ کہہ کر ماہ نور وہاں سے چلی گئی تو تیمور اس کے قریب ہوا۔ جبکہ شہزین نے نگلی سے رخ دوسری جانب موڑ لیا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے بے حد ناراض ہو اور بیگانہ بھی۔ یہ سچ ہے کہ تم ماہ نور کا گھس ہو کر میں نے تمہارے اندر بھی اس کی ہمدردی ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی جب چلی بار فلادور شاپ میں گئیں دیکھا تو تم مجھے کافی خاص لگیں ایک عجیب سی کشش میں نے تمہارے اندر محسوس کی۔" وہ نہایت اپنائیت سے اسے سچائی سے آگاہ کر رہا تھا۔ شہزین رخ اس کی جانب موڑ کر فوراً سے منحنی ہو گئی۔

"یہ درست ہے کہ ماہ نور کے ٹھکانے کے بعد میری عورت ذات سے دلچسپی ختم ہو گئی تھی کیونکہ ہمیشہ میرے ذہن میں لائف پائزر کے روپ میں ماہ نور کی ہمدردی رہی مگر جب تم میری بیوی بن کر میرے پاس میرے کمرے میں آئیں تو ماہ نور کی پرچھائی جیسے دور بہت دور ہوئی چلی گئی میں نے صرف تمہیں ڈرانے دھمکانے کے لیے یہ کہا تھا کہ میں تمہیں دل بھر جانے کے بعد چھوڑ دوں گا مگر تمہاری تصویر دیکھ کر میں نے پورے غلوں سے تمہیں اپنانے کا ارادہ کر لیا تھا اور شادی کو خفیہ رکھنے کی وجہ صرف ماہ نور کی بیماری تھی ممکن تھا کہ یہ سن کر اس کے ذہن کو چکا چنکاتا۔" وہ اس کے کانوں میں امرت بھول رہا تھا۔

شہزین گویا خود کو بھول کر مانتہ بھلا اور مہلک دماغوں کر رہی تھی۔

"اگر آپ مجھے ڈرانے دھمکانے کے بجائے سیدھے سیدھے سجاد ماہ نور کے متعلق بتا دیتے تو میں تب بھی آپ کی مدد

ضرور کرتی۔" شہزین نرمی سے بولی تو تیمور اثبات میں سر ہلا کر گیا ہوا۔

"ہاں تم واقعی دنیا کی ساری لالچ اور بیل کے ماہ نور کی مدد کرتی تھیں مگر اس بات کا اندازہ مجھے اس وقت نہیں ہوا تھا۔"

"آ..... آپ ماہ نور سے شادی نہیں کر رہے؟" دل میں جیسی پچاس کو اس نے زبان دہی تو تیمور بے ساختہ مسکرایا۔

"ہم دونوں ہی ایک دوسرے سے شادی نہیں کرنا چاہتے ماہ نور میری اچھی دوست ہے وہ پہلے میری پسند ضرور تھی مگر میری محبت ہو۔" وہ اتنے دشمن انداز میں بولا کہ شہزین کو لگا جیسے اس کا دل جڑ کرنا بھول گیا ہو۔

"آ..... آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ پورے ایک ماہ میری پلٹ کر خبر گیری نہیں لی۔" وہ کھوکھلا کھوکھلا کچھ میں بولی تو تیمور نے بے ساختہ اسے ہاتھوں میں بھر لیا۔

"اپنی جان کے لیے خود اپنے ہاتھوں سے ہمارا آستانہ برباد رہا تھا اور بڑی سی مصروفیات کی وجہ سے جلدی جلدی غبار ہاتھوں سے آٹا کر رہا تھا۔" وہ اتنے جھوٹے اور کڑواؤں اور پھر تیمور اسے تنگ بھی کر رہا تھا۔

"کیوں تنگ کیوں..... میں نے کیا کیا تھا آپ کے ساتھ؟" وہ ناراضی سے اس کی ہاتھوں سے نگلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی جسے تیمور نے ناگاہک ہٹا دیا۔

"مجھے اتنا برا آدمی جو سمجھ لیا تھا۔" وہ منہ لٹکا کر بولا تو وہ دھیرے سے مسکرایا۔

"اور پھر اسے جذبوں کا اظہار ان خاص لمحوں میں کرنا چاہتا تھا تیمور حیات مکمل تمہارا ہے اور اب تو ہم دونوں ہی پاپا بھی بنے والے ہیں۔" آخری جملہ وہ کان میں سرگرمی کرتے ہوئے بولا۔

شہزین نے ایک منٹ کے الگ ہو کر اسے حیرت سے دیکھا۔

"آپ دونوں کو کیسے معلوم ہوا۔" اسے اچانک یاد آیا کہ وہ نے بھی اس سے تہہ نہ کیا تھا۔

"ابھی راستے میں ماریہ کا فون آیا تھا چاندی مبارک کے ساتھ ساتھ مجھے ڈیڑی بننے کی بھی مبارک باد دے رہی تھی۔" وہ جیسے ہونے بولا تو شہزین بے حاشا شرم کر اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔ اس کا دماغ میں دل اب ہاں ہوا چلا تھا۔

مجھ سے مصطفیٰ کے ساتھ جانے پر راضی ہیں۔" آپ کی بات بڑھ ہو گئی تھی کہ میں کوئی کر سکتا ہوں یعنی کوئی نہ تھا۔
 "میں ناراض نہیں ہوں مجھے تمہارا رویہ پرکھ رہا تھا اور اس کو دیکھ کر یہ بھی کہ میں اب اپنی ماں پر اعتماد نہیں رہا
 اب تم بڑی ہو گئی ہو تم جو کبھی میرے پاس نہ آتے تھے اب تم میرے فیصلوں پر اعتراض کرتے ہو۔
 میری دلتے کو تم نظر انداز کرنے لگی ہو۔ تمہارے اس رویے نے مجھے بھی کیا ہے تمہارے کہ میں اب اپنی ماں پر اعتماد
 اختیار نہیں رہا۔ تم جس طرح اپنے باپ کے خاندان کی اصلیت جاننے کو یہ بتا رہی ہو اس کا تو مجھے مطلب ہے کہ تم میری
 میری کسی بات کا کوئی یقین نہیں۔" ان کا لہجہ نہ تھا وہ تھا۔ مگر یہ دیکھ کر کھانا نہ کھا اور نہ سو سکتا رہی۔

"نہیں... اسی جان... نہیں بالکل نہیں... میں آپ پر اعتماد ہی ظاہر نہیں کر رہی۔ آپ مجھ کو میری تو میری جان بچی
 آپ کے ہر فیصلے پر ایک فرما کر اور اپنی کی طرح رہی ایک نہ کروں گی۔ آپ میری زندگی کا کل اثاثہ دوسرا یہ ہیں آپ میرا
 میں زندہ ہوں آپ کو کبھی ہوں تو زندہ رہنے کا مقصد ملتا ہے۔ میں نے تجھے اس خیال سے مصطفیٰ کے ساتھ جانے سے
 انکار کیا تھا کہ جس طرح اس رشتے سے متعلق مصطفیٰ کے سامنے صاف اور واضح الفاظ میں انکار کر چکی ہوں اب اس کے ساتھ
 سفر کرتے ہوئے مجھے ضرور شرمندگی ہوئی۔ بہر حال وہ ایک اچھا اور قابل انسان ہے مجھے اس شخص کی اچھائی ہے اس کے انکسار
 میں خود اپنی ہی نظروں میں میری عزت نہیں کرنا چاہتی کہ مصطفیٰ اور میرے درمیان اس ناپاک پر بہت صاف واضح اور تفصیلی بات
 ہو چکی ہے اور گفتگو کے دوران ہمارے درمیان شدید بحث کا ہی ہو چکی ہے اس کے بعد اب بار بار مصطفیٰ کی شاہزادی بہت
 ساتھ سفر کرنا میرے لیے بہت لائق نہ تھا۔" ماں کی باتوں پر اس نے فوراً اپنے دل کی تمام کیفیت کہہ دی تو تین دنوں
 بہت شجریہ سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔ اس کے خوبصورت چہرے میں کسی کاٹکس جھلکانے لگا تو انہوں نے بڑی ہمت
 آنکھوں میں آنی کی گونج چھوٹ چکی۔

"میری زندگی کا کوئی گھر نہیں تھا میرے سامنے ابھی بہت سے امور ہیں جو حل طلب ہیں بیٹا میں نے اگر مصطفیٰ
 انتخاب کیا تھا تو بہت سوچ بچ کر کیا تھا وہ ہر لحاظ سے ایک قابل انسان ہے اس کی گھر کی بنا میں نے ہوں باقاعدہ اختیار نہیں
 تھی اور اب اتنا وقت گزرتے کے بعد بھی اگر ان لوگوں کے ساتھ رشتہ داری بنانا جا رہی ہوں تو بھی یہ باقاعدہ نہیں۔ شہداء
 کسی خاص خاندان کی لڑکی نہیں ہو سکتا۔ مصطفیٰ سے تم کسی طرح بھی کم نہیں ہو۔ انہوں نے زندگی کا وار میں اسے سمجھا دیا
 تو وہ لب بلب کر گئی۔

"امی جان میں آپ سے پر اس کرتی ہوں کہ ہمارے درمیان میرے والد اور ان کے خاندان یا آپ کے خاندانی بار
 منظر کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوگی۔ میں مصطفیٰ کے ساتھ کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں بنانا چاہتی۔ پہلے وہ جو بھی کسی
 اب جب سے عادلہ بھائی نے اپنے بھائی کے لیے گھر جو کچھ مصطفیٰ اور میرے حوالے سے میرے کردار پر اچھا ہے اب
 کچھ مجھے جیسے نہیں دیتا۔ امی وہ عورت مجھے گندہ خون ہونے کے دن رات طعنے دیتی تھی اور میں جب چاہتی تھی تو میری
 بات کر دیا کرتے تھے اور میرا کردار اتنا خراب نہیں ہے کہ میں مصطفیٰ جیسے لڑکوں کو بدنامی پہروں میں پیش کر رہی ہوں۔ عادلہ میرے
 اور ان کی سبکی تھی ہے اور جس طرح ان کا بھائی میرے سامنے میرا کریم فریڈا پر کچھ اچھا تھا اس کی بدکرداری اور ان کے
 کو سب سے بھی مجھے لگتا تھا کہ میں کسی بھی لیے اپنی جان لے لوں گی۔ امی میری ذات میری تکلیف کا شاید آپ ایمان
 کر لیں کہ عادلہ بھائی اور ان کا یہ بھائی میری زندگی کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ میں آپ کے سامنے بھی ایک لفظ نہ کہتی
 مصطفیٰ والے دلتے تو نے گناہ جو رو بہ اختیار کے ہوئے ہیں ان کی صورت حال رہی تو پھر آپ ایک بات لے کر لے گئے
 میں سب کو جو پھر چھوڑ چکا تو جو کیا جاؤں گی۔" ماں کے سامنے سب کچھ وہ وقت سے سسکا گئی۔

"شہداء... یہ تھا تو خود بخود ہی کے لیے بہت حیران کن حقیقت اور لائق نہ تھا۔
 "یہ سب کیا ہے بیٹا۔" تفصیل سے بتاؤ مجھے؟" انہوں نے ایک دھم دھم مٹی در دھمیری ایک طرف اشارے سے اشارے
 صادر کرنے لگے کہ پھر چلا۔
 "مجھ سے اس بارے میں کچھ نہیں۔ میں ابھی تک اس شہر میں ہوں تو مجھے آپ کے لیے وہ جس طرح ان

نے مجھ پر زندگی کے وہ اربے تنگ کرنے کی کوشش کی تھی بخدا میں کب کی سب چھوڑ چھوڑا آپ کے پاس چلی ہوئی۔" تین دنوں
 کی کسمپرسی اپنی کی فکر دیکھیں۔
 "امی یہ کون کون سے حقیقتی اور مشکوک ایک گروٹر کو بنا دینا کہ میں لوٹ کا مال مجھ کو تھمنا چاہتے ہیں۔ ہمیں
 لڑنے سے روکا دھانا چاہتے ہیں۔" شہداء کے الفاظ پر وہ ہنسی کے ساتھ کہہ رہی تھیں۔
 "اور شہر میں کسی اور کو بھی عادلہ کے بھائی کی ان حرکتوں کا علم ہے؟" انہوں نے کچھ سوچے ہوئے پوچھا لیکن وہ
 خاموش رہی۔

"جواب سے یہ سب سہہ رہی ہو؟" اس سے جواب نہ پا کر انہوں نے مزید پوچھا۔
 "جب سے اس بھائی سے عادلہ بھائی کی شادی ہوئی ہے ان کا بھائی میڈیکل کالج میں ہی رہتا ہے۔" اس نے مزید
 انکشاف کی تو کچھ دنوں تک تو تین دنوں کی پوچھ گچھ۔
 "خاندان و کردار کے لحاظ سے ان کا گھر نہ کیا ہے؟" انہوں نے کچھ سوچے پوچھا کہ کبھی براہ راست عادلہ کی فیملی سے
 ان کی ملاقات نہ ہو پائی تھی۔ ماں عادلہ کے ضرور ملتی رہی تھیں۔

"امی وہ شخص بہت بد کردار ہے اخلاقی لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اس کو انسان کہنا ہی انسانیت کی تو ہیں سے اور انسان کا
 انکو کوئی کردار ہی اس کے پورے گھرانے کا دکھاس دیتا ہے۔ عادلہ بھائی آپ کے سامنے ہیں اور ان کا یہ بھائی انسانیت کے
 ہم پر ایک ہے۔" شہداء کا انداز اور لب ولہجہ انتہائی نرم ملا جو گویا تھا تین دنوں کی نہایت کم گم انداز میں اسے دیکھ رہی تھیں۔
 ان کی یہ حساسیت اپنی اپنی اتنے عرصے سے سب سہہ رہی تھی۔ ان کے اعتقاد گہری جڑیں تھیں۔ جس لڑکی کی خاطر انہوں نے
 سارا زندگی بھر کی حالت میں گزار دی تھی ان کی شہداء حالات کے سرور گم کر کا شکار ہو رہی تھی۔ سب سب بھیل رہی تھیں۔ اس
 لڑکی کی خاطر انہوں نے اس کو اپنی کی چار دیواری کی بنیادوں کی گئی اور ان کی یہ بیٹی ان کے تمام احوال کے باوجود حالات کا
 ظاہر ہو رہی تھی۔ شہداء کے ان بیان بدلنے والے رویوں کے پیچھے یہ جوابات تھیں۔ ان کا دل دیکھنے لگا۔ انہوں نے بہت محبت سے
 اسے تین دنوں کے حصار میں جکڑ لیا۔

"گیا اب بھی وہ شخص میڈیکل کالج میں رہتا ہے؟" انہوں نے مزید پوچھا۔
 "جی ہاں کل نہیں رہا۔" تین دنوں وہ کالج چھوڑ چکا ہے۔ تین دنوں گمراہی ایک بد کردار شخص کے شر سے انسان آ کر بیک
 اور ختم ہو گیا ہو سکتا ہے۔ مجھے کالج جانے والے بہت ڈر لگنے لگا ہے۔ وہ شخص اس قدر بدنام شہرت کا حامل ہے کہ اس سے
 کھٹا بھلائی کی امید نہیں کر سکتا۔"

"تم تو آج کل مصطفیٰ کی ساتھ ہی کالج جا رہی ہو؟" انہوں نے شہداء کی بات پر چونک کر پوچھا تو وہ شخص سر ہلا کر رہ گئی۔
 کیا اتنے دنوں کے لیے اس نے کچھ بھی اس شخص کا کوئی اچھا تھا؟" انہوں نے مزید پوچھا تو وہ لب دانتوں تلے دیا گئی۔
 "میں اب بھائی صاحب سے اس معاملے کو دیکھ رہی ہوں۔ وہ ضرور کوئی حل نکالیں گے۔" انہوں نے اس کو کلی دینا
 پھر وہ گھر کے لیے چلی گئی۔

"امی میری یہ کڑی پوچھتہ بتائیے گا اگر میں نے کسی سے اس معاملے کو دیکھ کر اس سے کہنا تھا تو بہت پہلے
 کہہ دیتی۔ امی اس خاندان میں سے کسی بھی فرد کو کلمہ ہوا تو یقین چاہیے میں اپنی ہی نظروں میں کر جاؤں گی۔ یہ میرے
 لیے بہت خدمت کا معاملہ ہے۔ میں کسی کی باتوں کے سامنے ذلت نہیں سہتا چاہتی۔"
 "میں شہداء اس مسئلہ کو لے کر ہی تو لڑا ہوں گا۔ اگر وہ شخص کوئی سنگین حرکت کرنے پر آمادہ یا تو؟ جبکہ جس طرح تم بتا رہی
 ہو کہ اس شخص کی باتیں مجھے لے کر لگتی ہیں بھائی لوگوں سے میری ابھی اس مسئلے میں بات نہیں ہو پائی۔ چھ ایک بار
 حتمی فیصلہ کرنا چاہیے کہ اگر لگتا ہے کہ مجھ سے اس ناپاک کو دیکھ نہیں کرنا چاہتے۔ بہر حال اگر وہ شخص
 اس شخص کو روکا دھانا چاہتے ہیں تو اس سے ہر قسم کی حرکت کی تو فیصلہ کی جاسکتی ہے۔ ایسے حالات میں کسی مضبوط انسان کا
 دل سہا دہ نہ ہوتا ہے۔ لیکن گناہ کو دیکھ کر اس شخص کی کسی سنگین حرکت پر کوئی ایکشن ضرور لے لیں گے۔"

”میں نے مصطفیٰ سے بات کی تھی۔“ اس نے لگا ہی چراتے ماں کو بتایا تو تانبہ دہلی اسے کئی تالیے بے چینی سے دیکھے کھینکا۔

”واقی۔۔۔ کب کی تھی؟“ کچھ سنبھل کر انہوں نے بغور مٹی کو دیکھا جو بدستور لگا ہیں جھکائے ہوئے تھی۔

”لاست نام جب ہم ماں مٹی اور مصطفیٰ کے ساتھ چلی گئے تھے جب ابھی رشتے والی بات آپ نے مجھ سے نہیں کی تھی میں نے سوچا کہ مصطفیٰ ابھی پوسٹ پر ہے یقیناً وہ اس شخص کے سلسلے میں کوئی اقدام ضرور کرے گا پھر جیسے آپ نے مجھ سے اگلے دن رشتے کی بات کی تو مجھے فحش ہونے لگا کہ مجھے مصطفیٰ سے یہ مسئلہ فحش نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بجائے وہ کیا ہو ہوگا؟ مگر یہ سچ ہے کہ اس سے ڈر کر کرنے سے پہلے تک میرے وہ دم ونگن میں بھی نہیں تھا کہ آپ بڑوں میں ہم دونوں کا رشتہ طے کرنے کی بنا ٹھیک طے پا چکی ہے۔“ شوہر نے دیر سے دیر سے تمام ماجرا اکہر سنا لیا۔

تانبہ دہلی کے کیوں پر اس قدر تشویش کے باوجود ایک پرسکون ہی مسکراہٹ سمٹائی۔ شوہر ابھی بھی لگا ہیں جھکائے ہوئے تھی ایک طرف وہ اس رشتے سے انکاری تھی تو دوسری طرف وہ مصطفیٰ سے عدلیہ پر مجبور تھی اور یہ مجبوری ہی تھی جو اسے اس سے سب کچھ لینے پر مجبور کر رہی تھی۔

”میرا خیال ہے کہ اس کے بعد ہی مصطفیٰ نے ہمیں کالج لانے لے جانے کی ذمہ داری اٹھائی تھی؟“ انہوں نے تیار صبر حال کا جائزہ لینے اندازہ لگایا۔

”جی۔“

”اس سب کے باوجود تم مصطفیٰ کے لیے انکار کر رہی ہو؟“ انہوں نے فحشہ کیا اس نے لگا دھا کر ماں کے پرسکون چہرہ کو دیکھا۔

”مجھے مصطفیٰ کی اچھائی اور خلوص نیت سے کبھی انکار نہیں مگر اپنی اذیت اور خودداری کی حفاظت بھی میرا فرض ہے۔ اور یہ سب ایک طرف مگر میرے کردار اور خاندانی پس منظر پر کوئی اٹلی اٹھائے یہ سب سنبھل سکتی ہمت نہیں ہے۔ یہ ساری صورت حال آپ سے فحش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں آپ سے صرف یہ تعاون جانتی ہوں کہ جب تک میری تعلیم مکمل نہیں ہو جاتی مجھے اس پروپوزل کے سمجھوت میں مت ڈالیں۔ اٹھل کودوں کو جیسے بھی مطمئن کریں مگر اب مجھ سے اس سلسلے میں بات مت کریں۔“ شوہر کا اندازہ دوں گے تھا۔

”چلو ٹھیک ہے۔“ تانبہ دہلی نے ایک گہری سانس لی۔

”آپ شجر کیوں کی تھیں؟“ شوہر کو ایک مصطفیٰ کی جرح کا اندازہ پانا یا تو اس کا چہرہ دیکھا۔

بزرگی رشتہ میں کچھ واضح نہ ہو سکا سوائے سنجیدگی کے۔

”بتایا تو تھا کہ تمہاری اس رات کی ٹیلی فونک گفتگو کے بعد مجھے لگا کہ تم سے خود جا کر مل لوں۔۔۔۔۔ تم شاید مجھے سس کر رہے ہو تمہاری بہاری اور ذہنی کنڈیشن کا اندازہ تھا سو ابی لیے ایک ہفتہ کے لیے خود نا بار۔“ انہوں نے رسائی سے کہا۔

”اور اس دن جب آپ شاپنگ کے لیے گئی تھیں تو کہاں رک گئی تھیں۔“ مصطفیٰ کے الفاظ یاد تھے سو ماں سے پوچھ ضرور ہی تھا۔

”نہیں گئی تھیں۔۔۔۔۔ عرصے بعد شہر کی گھاٹی والی زندگی کا جائزہ لیا تو کچھ لمبا کے لیے باہر کی دنیا میں گھومنے کو لگا۔

جا۔۔۔۔۔ بس اسی پتھر میں رست بھول گئی تھی اور پھر جب کہ کشیا تو اس کا رشتہ خراب ہو گیا۔“ تانبہ دہلی کا اندازہ سا وہ اور پراگندہ شوہر انہیں دیکھنے کی۔

(تو پھر مصطفیٰ کو امی کی باتوں پر یقین کیوں نہیں آتا تھا؟ کوہا بھی۔

”کیا بات ہے ایسے کیوں ہو؟“ تانبہ دہلی نے اس کی انگلیوں کے درمیان پر مسکرا کر پوچھا وہ مٹی میں رہا مٹی۔

”نہیں۔۔۔۔۔ ویسے ہی۔۔۔۔۔ مٹی میری دل چاہتا ہے کہ ہمارا بھی اپنا گھر ہو۔۔۔۔۔ مٹی چوت اور اسے گہری جاوے۔۔۔۔۔ یہ لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ مٹی اپنی اپنی زندگی اور خلوص۔۔۔۔۔ عادلہ بھائی کے احساس دلانے سے پہلے تک۔

بہت طعنے سن چکی تھی اپنے گھر اور خاندان کا خیال اس قدر شدت اختیار نہیں کر لیا تھا مگر اب دل چاہتا ہے کہ اپنا گھر ہو۔۔۔۔۔ مٹی نے خاندان کا حوالہ دیا۔۔۔۔۔ اور جب سے عادلہ بھائی کا بھائی عذاب بن کر سامنے آیا ہے تو دل شدت سے جانتے لگے ہے کہ کاش میرا بھی کوئی بھائی ہوتا کڑیل جیوان مضبوط بھائی جس کی چھائی میں ہم دونوں کو کسی عادلہ بھائی جیسی محبت کی طعنہ دہلی نہ پہنچا دیتی۔ کاش بھائی جو میرے سدا کو بھوکا جواس دارہ مدعا اس انسان کا نہ تو ڈسکا اور جب انکار اور صبا کو اپنے بھائیوں کے ساتھ محبت گزارتے دیکھتی ہوں تو دل سے اپنی اس محرومی پر ایک بھوک کی آغوش ہے۔“

”شوہر اس کو دینا۔۔۔۔۔ یہ کسی محرومی والی باتیں کر رہی ہو؟“ اس کے کچھ میں عجیب سا سوز تھا کہ تانبہ دہلی نے ایک دم گھر اور اسے لوگ دیا تھا۔

”تجربہ کیا ایک ایسے خیالات کی فکر جو مجھے لگے ہیں؟“ وہ حیران تھیں جبکہ شوہر خاموش۔

”اتھاب ایک لفظ بھی نہیں کہنا مزید۔۔۔۔۔ صبح تم نے جلدی لکھنا جب سوئے کی کوشش کرو۔۔۔۔۔ مجھے بھی سارے دن کی مصروفیت سے اب شدید محسوس ہو رہی ہے۔ تم بھی سو جاؤ۔۔۔۔۔“ انہوں نے سنجیدگی سے کہتے اسے تو کہ وہ دل سوس کر رہی تھی۔

(دل اور ذہنی خواہشوں پر بھلا کب اختیار ہوتا ہے۔) کاش وہاں کو تھکتی اس کے دل میں صرف یہ ایک محرومی نہ تھی کئی عمر وہاں میں کر جانتے تھے کیسے ایک محرومی کا ذکر ان سے نکلے یا تھا مگر اب تانبہ دہلی کا اندازہ دیکھ کر چپ ہو گئی تھی۔

”سوچو۔۔۔۔۔ پریشان نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ انشاء اللہ اللہ بھتر کرے گا۔“ مصطفیٰ ایک اچھا سمجھا اور اور سمجھا انسان ہے۔ اس کے علم میں اس شخص کی تمام خرابیاں ہیں تو وہ یقیناً کوئی بہتر قدم ہی اٹھائے گا۔ بے فکر ہو کر مصطفیٰ پر بھروسہ کر دہ انشاء اللہ تمام معائنے پاس کر لے گا۔“ اس کا ہاتھ تمام کمریوں سے لگاتے انہوں نے کہا تو شوہر کھٹکھٹ کر رہا۔

”سوچا اب۔۔۔۔۔“ انہوں نے اسے کہتے خود بھی آنکھیں بند کر دی تھیں۔ وہ بھی گھر اس اس لے کر آنکھیں موند گئی۔



وہ اسے کمر سے لٹکی تو اپنے کمرے کی طرف جاتے ساتھ دالے کمرے کی لائٹ دیکھ کر کھٹی۔

”بتاؤ نہ سوئے کی بہاری سے بولی بھائی آج کیوں جاگ رہے ہیں؟“ رات کا ایک بج رہا تھا وہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگی تھی دالے کی کمرے میں پہنچی آئی۔ دروازہ نیم وا تھا اس نے ڈر سا دھکیلا تو کھٹکھٹا گیا۔

”آپ جاگ رہے ہیں؟“ ولی اپنے بستر پر بیٹھ گئی پر لپ ٹاپ کے مصروف تھا اسے دیکھ کر سوجھا ہوا تو روشانی نے مسکرا کر پوچھا وہ نیم وا دروازے کے پاس کھڑی تھی۔

”کیا کیا اب رات اس حالت میں بیٹھا بیٹھا سو رہا ہوں کیا؟“ ولی نے مسکرا کر جواب دیا تو وہ فحش دلی۔

”جانی دالے تم کیوں جاگ رہی ہو؟“ ولی نے لپ ٹاپ کی طرف دوبارہ نگاہ کرتے سوال کیا تو وہ اندھ بھاٹی۔

”وہ کسے ساتھ دماغ کھار رہی تھی؟“

”نہیں کیا تھا تو؟“ ولی کی طرح کچھ کہیں کو دیکھا جو اس کے پاس ہی بستر پر بیٹھ گئی تھی۔ تین چار دن پہلے تک اس سے شہر کی سب سے مشہور محل نامی تھی۔ مگر اب کیا ہوا؟

”نہیں کیا کیا پراسم سے اس کے ساتھ۔۔۔۔۔ کچھ فحش کرتی ہے اور نہ ہی کسی کو بولنے دیتی ہے۔ پچھو بھی خاصی پریشان ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ پچھو سے اس نے نیند نہ آئے اور ٹیکو لائزر پوز کرنے کی بات کی تھی جب سے وہ شدید پریشان تھیں۔۔۔۔۔ اب رات کبھی جواس کے نزدیک ہوں بتا کر کہ اسے کیا پریشانی ہے۔ نیند کیوں نہیں آتی اسے؟

”نہیں۔۔۔۔۔ اب رات کا ذکر نہ کرنا یہاں اس کا رشتہ بڑا عجیب سا ہو جاتا ہے۔ بڑے دلچاط اور مسخرانہ انداز میں کہتے ہیں کہ اس کے سونے کا گھٹنے سے نہیں کوئی غرض نہیں ہوتی جا رہے اسے کوئی پراسم نہیں خودخواہ اس کا دماغ نہ کھایا ہو۔۔۔۔۔“ ولی نے انشاء اللہ دماغ سے کھینکا کہانی کی مٹی اور دل کو کچھ کر دیا شروع ہو گئی تھی۔

”یہ سب کچھ اس سے پہلے ہی صبر تھا۔۔۔۔۔ دوشانے کے ساتھ فحش کرنے کا سوچ رہا تھا اب دوشانے کی تمام بات سن کر فوراً کھینکھینک کر اس کے پاس سے اس کے پراسم انداز میں ہنسنے پر ہاتھ رکھا۔

رہے ہیں۔ نوشا نے بے خبری کے ساتھ کہا۔

تو کہتا ہے کہ: "میں نے اپنے وقت پر ہی بچے ہیں اور وقت گزر جائے تو صرف بچہ ستوے باقی رہتے ہیں۔ انا

اگرچہ ہماری نگران ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک لڑکی بھی ہے پچھو سے کئی بار سرسری بات چیت ہوتی ہے۔
 اچھا نہیں کریں گی جیسے کوئی اچھا پروپوزل آتا ہے وہ اسے درخواست کر دین کی پچھو کے بقول اچھا نہیں تو شادی
 عمل کی جاسکتی ہے۔ "روشانے نے سنجیدگی سے کہا تو ولید نے ہنسنے کی تاثر کے بہن کو دیکھا۔
 "تم خواہو آہا اچھا رہی ہو۔ جو بھی ہوگا دیکھ لیں گے۔ ظاہر ہے پچھو ماں ہیں اور ہر کوئی انسانی فیصلے کے لیے
 سوچتا ہے۔ رہ گئی پروپوزل والی بات ابھی کوئی اچھا پروپوزل منظر عام پر آیا نہیں جیسا آئے گا تو دیکھیں گے
 انداز ہے پروا تھا۔

"اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ کیا چاہا گیا معاملہ طے پا جائے؟ تو کیا بہتر فیصلہ کر لیں۔ فیصلہ
 فیصلہ ہو جانا چاہیے تھا کہ ہم بہر حال باہر سے ایک فیصلہ طے کر کے ہی پاکستان آئے تھے۔ "روشانے کا انداز خاصا سنجیدہ
 ولید نے اسے غور دیکھا۔

"تو کیا تمہاری اس سلسلے میں کسی سے کوئی بات ہوئی ہے بابا یا کسی اور سے.....؟"

"بابا سے تو تقریباً ہر دوسرے تیسرے دن یہ موضوع زیر بحث رہتا ہے مگر آج کل انا کے روکنے کی وجہ سے
 طرح پچھو پریشان ہیں تو مجھے لگ رہا ہے کہ وہ اب سنجیدگی کے ساتھ انا کے لیے کوئی اچھا پروپوزل دیکھنے کا سوچ
 ہیں۔" روشانے نے بتایا۔

"اوہ..... آئی سی۔۔۔۔"

"بھائی پلیز! اس معاملے کو سنجیدگی سے لیں۔" روشانے اس سلسلے میں خاصی بے تاب تھی وہ چاہتی تھی کہ جلد از جلد
 حتمی فیصلہ ہو جائے۔

"اچھا دیکھیں گے تم کیوں پریشان ہو رہی ہو؟" ولید نے اسے اتنا چاہا روشانے نے فوراً ہلکا ہٹا۔

"اچھا ہائیں کہ وہ کوئی چیز ہے جو آپ کو حتمی فیصلہ کرنے سے منع کر رہی ہے۔" روشانے بھائی کے مزاج کے رنگوں
 آشنائی حواس کے یوں ٹاپنے پر رہمان کر کہا۔

"وہ معذور ہونے سے زندگی میں ایک دو کشنوں کا پنے نہیں کہ میں ایک دم فیصلہ کر لوں باہر کی لائف جیسی بھی گزاری مگر بابا
 تربیت ہمارے ہم قدم رہی اور شاید یہی وجہ تھی کہ ہمیں اور اچھا رہنا لگا بھائی کی نوبت ہی نہ آئی اور پھر سب سے بڑھ کر بابا
 کی یہ نصیحت تھی باور ہی کہ یہاں سبھی بھی آؤ اور زندگی گزارو مگر لائف پارٹنر کا فیصلہ ان کی پسند کا ہوگا اور یہ نصیحت ہر
 رہی۔ ہاں انا کے متعلق بابا نے ایک بات فرمادیا تھا اور کہا تھا اگر میں بہتر سمجھوں تو وہ پاکستان جا کر بات فائل کر سکتے ہیں
 پاکستان آ کر انا کو کہہ کر اچھا بھی لگا مگر جیسے جیسے اس کے ساتھ وقت گزرنے کا موقع ملتا تو اس کی شخصیت کی بہت سی باتیں
 سامنے آئیں۔ ٹھیک ہے وہ پیچھے ہے مگر میں نے جس طرح کی لائف گزاری ہے تو میری لائف پارٹنر کے متعلق ایچ کچھ اور قلم
 اور پھر کئی بار جب انا کو بے حد سربسہ دیکھا تو ذہن میں کئی بار خیال آیا کہ کہیں یہ لڑکی نہیں اور انا اوروں میں اور ہم انہماک میں
 اس کے ساتھ زیادتی نہ کر رہے ہیں۔ اگر یہ ایک پوائنٹ ہے جس پر آ کر میں ذہن ماسٹڈ ہو جاتا ہوں۔" ولید نے کچھ وقف کیا تو
 روشانے جنگی کر کہا کچھ نہیں۔

"کئی بار جی چاہا پروا راست انا سے بات کروں مگر تجا نے وہ کس طرح رہی ایکٹ کرے؟ میں نے اس سے اس کا رابلہ
 جانے کی کوشش بھی کی مگر چند باتوں نے مجھے حاف نامی کی اور لاسٹ ٹائم اس کا وہ میرے ساتھ اس قدر روڈ اور سڑک نواز تھا کہ
 میرا دل بالکل محم کیا اور ایسے میں اچانک لا شعوری طور پر میرا ہاتھ اس پر اٹھ گیا تھا اور بعد میں مجھے شدید شرمندگی و عداوت
 لگا کھیرا۔" ولید نے مکمل کر بتایا۔

"کیا.....؟" روشانے جو بہت توجہ سے سن رہی تھی بھائی کے آخری الفاظ پر ششدر ہو گئی۔

"میرے دے جانے کا نتیجہ اگلے دن انا کی خراب طبیعت کی صورت میں سامنے تھا اور میں اپنی جذباتی کیفیت پر بہت گلہ لیں
 کر رہا تھا۔" ولید نے سنجیدگی سے مزید بتایا۔

"لوہ... تاکہ بخدا کی صلہ وجہ تھی۔" روشنائے کے لیے یا بکھڑا تھا۔

"آف... یہ تو تاکہ ساتھ آپ نے بہت زیادتی کی۔ اور اتنا بھی تنہی کم ہوئی تھی۔" ویری بیڈ بچہ لیٹن مار
کیاری ایکشن ہے تاکہ؟" روشنائے نے بھائی کا چہرہ دیکھا۔

"اس کے بعد میں نے اتنے معذرت کرنی تھی مگر جب اس کے موڑ کی وجہ جاننا چاہی تو وہ پھر تال گئی اور اسی بات پر
میں ٹھنک جاتا ہوں اور لگتا ہے کہ کہیں کوئی ہے جو تاکہ کے دستے میں ہے اور اسی پوائنٹ پر کہیں فیصلہ نہیں کر پاتا۔" ویری
وہ پھولوں کا گلدستہ دینے کا بھی یہی مقصد تھا کہ میں اتنے اپنے روئے کا ازالہ کرنا چاہتا تھا اور تاکہ کو پھول دینے کے بعد
محسوس ہوا تھا کہ تاکہ میرے اس گل سے بہت خوش ہوئی ہے۔ اس کے چہرے کے وہ تاثرات خوشی کا وہ انوکھا پن
چاہتے ہوئے بھی بھلا نہیں پا رہا۔ "دونوں بہن بھائی آپس میں بہت فریٹک تھے۔ ولید نے بہن کے سامنے مارا
صبر تحمل واضح کر ڈالی تھی اپنی تمام ٹھنکوں سمیت۔

"لوہ... آئی سی۔" روشنائے کے لیے یہ ساری تفصیل خاصی دلچسپ تھی۔

"اس کا مطلب ہے کیا آپ کے دل میں تاکہ کے لیے ابھی خاصی ٹھنک موجود ہے۔" ولید کے غری الفاظ پر روشنائے
نے ایک دم گرفت مضبوط کی تھی۔ ولید ہنس دیا۔

"خیر اب میں نے ایسا بھی کر چکا ہے۔" کچھ ٹھنک تو تھی بھی ہوتی ہیں۔"

"اور یہی ٹھنکوں میں بعض اوقات دل میں پیش کے لیے گھر بھی کر جاتی ہیں اور آپ تسلیم بھی کر گئے ہیں کہ آپ تاکہ کے چہرے
کا وہ تاثر خوشی کا وہ خاص احساس چاہ کر بھی نہیں بھلا پا رہے ہیں۔" روشنائے نے فوراً بھائی کے الفاظ پر گرفت سخت کی تو
نے اسے گھورا۔

"اپنی بے کالت کی مہارت مجھ پر آ زمانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں خاصا ریکٹیکل اور لوڈیکل پرووج کا حامل انسان ہوں۔
چھوٹی موٹی ٹھنک تو آتی جلدی مجھ پر اثر انداز نہیں ہوتی۔" روشنائے نے جواب ٹھنک لگا کر ہنس دی۔

"اس کو کہتے ہیں کہ چھوٹی داڑھی میں ٹھنک۔ ویسے میں بھی سوچ رہی تھی تاکہ کے دم کے اتنے پکڑ موصوف کیوں لگتے
ہیں؟" وہ اب بھائی کو پھیر رہی تھی۔

"ویسے تاکہ پھر مار کر اس کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی ہے تاکہ نے۔" اس نے لکھا۔

"ٹھٹ آپ۔" ولید نے پیار بھری نگاہ سے بہن کو لکھا۔

"جو بھی ہو تاکہ۔" اچانک ہوا تھا اور میں خود بھی شرمندہ ہوں۔"

"ویسے جس پوائنٹ کا تاکہ آپ کہہ رہے ہیں اس کا رخ تو ہوا اسرا پہنچ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔" سر کاٹو کس نمونہ
اپنی طرف گزریں۔ شاید جی فیصلہ کرنے میں آسانی ہو جائے۔ "وہ اب تنہی کی سے بھائی کو کہہ رہی تھی۔

"لوہ کے لیوڈس نا پک۔" چھینین نیند نہیں آ رہی یا آج رات تھکے کا ارادہ ہے؟" ولید نے بات ختم کرنا چاہی تو وہ
سانس لے کر رہ گئی۔

"لوہ کے آپ نے صبح آفس بھی جانا ہے آپ کا خاصا وقت لے لیا۔" جی آج آپ سے بات کر کے دل دوا لیا
موجود اس ٹھنک کو ایک فیصلہ کن موڑ ملا ہے۔ ان شاء اللہ مجھے یقین ہے کہ اگر چند بار مزید آپ کے ساتھ سٹیشن کیا تو یہ
بہت جلد ہو جائے گا۔" بستر سے اٹھنے اس نے بھائی کو پھیر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میری میری لومنگ کھانسی آگئی؟"

"صحیح کریں۔" دماغ کھانسی نہیں بلکہ دست فیصلہ کرانے آپ مجھے اپنا قانونی اور مشاورتی مشیر بھیجیں۔" لوہ
باتانے والی تھی جس کر بھائی کو لکھا۔

"ہاں تمہاری ساری بے کالت تو مجھ پر ہی زبانی جائے گی؟" ولید نے مصنوعی بے چارگی سے پھیرا۔

"آف کورس۔" آپ ٹھہرے لوڈیکل پرووج کے حامل انسان اور لو جک کو مشاورتی مشیر ہی اپنی مشاورتی مشیر

آجکل

و نور کی دنیا میں لہرایا جب زر تار آجکل
بہتر سے بہتر ہی پایا ہم نے تو ہر بار آجکل

بچے اور ماہیاتے سارے ہم سنگھال بٹھے
گرو یقین ان سب میں ہم کو لگتا ہے سردار آجکل

اب جہاں بھی ہو ادب زیلت ہمیں سکھائے
لیکن ایک نفاست سے چمکاتا ہے کردار آجکل

میرے مولا! اس کو اپنی رست کے سائے میں رکھ
اور بڑھاتے شان اس کی کچھ اور ذرا سنوار آجکل

زیلہ جبین عمر۔" ماہرہ

میں اور فیصلہ کن پرووج میں بدلتا ہے۔" ولید اس کی بڑھتی برا کلام ہنس دیا۔

"تمہاری اور جک کا نہ لیلوں سے ثابت ہے کہ تم سنگھال کی بہت اچھی وکیل ثابت ہو گئی۔" لوہ کے متحدہ تمہارے
مشاوری مشوروں سے استفادہ کرنے میں کوئی مشاقت بھی نہیں مگر اس وقت سخت نیندا رہی ہے یہ پروگرام کی اور وقت کے
لیے اہم کیس کی جرات کر سکتے ہیں کیا امام؟"

"لوہ کے مانی لارڈ۔" آپ نیندا بھڑائے کریں۔" شب بخیر۔" اینڈ اللہ حافظ۔" وہ فوراً ولید کی بات مان کر روانہ کی
طرف بڑھ گئی۔

"اللہ حافظ۔" ولید اسے مسکراتی نگاہوں سے باہر جاتے دیکھ رہا۔

☆☆☆☆☆

گڈن سے یہ لوگ وقت بری روان ہوئے تھے مگر آتے ہوئے فریک کی وجہ سے تینوں لیٹ ہو گئے تھے۔ ان لوگوں
کے گھر پہنچنے تک صبح چمک رہی تھی۔ کسی لوگ اپنے اپنے کاموں پر روان ہو چکے تھے۔

گھر آتے ہی شاہزب صاحب اور شاہزب لول تیار ہو۔" تھے شاہزب صاحب شہوار کو کالج اتارنے کے بعد خود رانا پیر
کے گھر پہنچے تاکہ آگئے تھے آج شاہزب صاحب چار دن بعد اس کے کاہن کھڑے تھے۔ سو کر اب بچہ تک وہ خامے
مصرعہ ہے تھے پھر انہیں ذرا فرغت ملی تو وہ اس کے کپیڈیشن کے لیے انہیں نیندا بکٹ کی لڑکی کا خیال آیا۔

"مہاس کے سٹیشن کے لیے چوڑی لپا بکٹ کی بھی وہ کسی کار کردگی شو کر رہی ہے۔" انہوں نے اپنے سامنے بٹھے فاروقی
صاحب کو دیکھا جو ان کے نہ صرف بیکہ غری کے امور سر انجام دیتے تھے بلکہ اپنی تمام شعبوں میں وہ اوومال منتظم ملی کی
نہایت تھے۔

"نور تھاس دان دیو یہی ملی تھی۔" اس دن فاروقی صاحب کو شاہزب صاحب سے یہ معاملہ پیش کر گیا انہیں
راہا اس کے بعد وہ اپنے گھر آئے تھے۔

"کیا مطلب؟" وہ پوچھ گئے۔

"مہاس صاحب کو ان کے نا تجربہ کار ہونے پر اعتراض تھا۔ ان سے بات چیت کے دوران انہوں نے چند ایسے سوالات
کیے تھے کہ لڑکی ان کے ہمراہ لپا بکٹ کی ٹاکس لے کر سر سے کٹنے کے باوجود وہیں سے ملی گئی گی۔"

"مہاس کو آپ نے بتایا نہیں تھا کہ میں اس لڑکی کو اپنا بکٹ کر چکا ہوں۔" شاہزب صاحب
ایک دم خفا ہوئے۔

سمجھیں۔ میں نے بتایا تھا کہ وہاں موجود ملکی ایسی ہو گئی تھی کہ لڑکی ہر سو کٹنے کے باوجود ملی گئی تھی۔"

”مگر سر مجھ کوئی تجربہ نہیں اور جن کے فحش کے لیے میری سلیکشن ہوئی ہے ان کو اعتراض ہی میرے ساتھ کیا ہو گا۔“

لوگوں نے اس کی ہولناکیوں اور راتی ہولناکیوں کو سمجھنے میں ایک دیر کا محنت لگے گا۔ "شاہزادہ حبیب صاحب نے جو صاف افغان پڑھ کر فوراً ان کی بھی اہل اس کے ملان جانے پر شاہزادہ حبیب صاحب نے مسکون کا ماس لیا تھا۔ "لوگوں کے ہم بیٹہ کریں گے۔" انہوں نے کال دے سکیں گے کر دیں۔

قارونی صاحب آپ اس نئی کاپی ٹنٹ لیں ابھی چھپ کر وائس احمد جیسے ہی وہ بچی تاس پنجہ میرے پاس لاتے جا
کا..... ان کے الفاظ پر عباس کے من کا زلزلہ ہوا اور گیا تھا۔
”جی سر“ قارونی صاحب فوراً اٹھ گئے تھے ان کے ساتھ انمول، نثار، محمد، راجہ سکر، دتہ،

اس لڑکی سے بات کر کے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ اس کا بی بیو گزشتہ ملاقات میں تمہارے ساتھ کیا رہا ہوگا۔ میری بی بی

[illegible]

”میں میں کل نہیں کرتا۔ یہ سب بزرگ کا حصہ ہے۔ خراب دوا دینی ہیں تو مجھے اسے بھلاشت بھی کرنا ہوگا۔ مگر اسرا مشاببتنا مضبوط نہیں ہے۔ پھر بھی کوشش کروں گا کہ شکست نام نہ آئے۔ آپ کو شکایت کا موقع نہ ملے۔“ دوا اچھی طرح لکھ

شہزادہ کا موصوفہ فرام کرنے والا حال تھا۔ سوس نے فوراً ہار مان لی تھی اور شاہزادہ سب اس کی بات پر مسکرایے تھے۔

یہ سب باتیں صاحبِ جن چاروں کے سامنے آئیں۔ سارا دل اس کا کان میں بہت مصروف نہ رہا تھا۔ پہلے بیماری کی وجہ سے اس کا دل بے حس تھا۔ اب اس کی طبیعت میں ایک خاصہ حسی ہو چکا تھا۔ وہ اس کی پرانا کانہ گرامر و شاعری کے لیے جانے کا تھا۔ کان آف ہوتے ہی روشنی نے انا کو یک کر سننے لگی تھی۔ روشنی کے ساتھ شہسوار کی

میں نے اس کے لیے جانا تھا مگر تک کاروبار وقت روٹ جانے کے ساتھ شہزادہ مختلف باتوں میں ہی گزر گیا تھا۔ پہلے ملاقات اس

روشنی کی ایک جہانوی خواہش تھی۔ جس نے شہسوار کو پھر سے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ وہ سارا دستاویز بنا کر بجائے روشنی کے رہی۔ بڑی رچی ہوئی۔ مختلف باتیں پاکستان کی مٹھوئی کی نشاد کی تیار ہو رہی تھیں۔ اس طرح کی باتیں وہ ہمارے ہر گھر آج

اس طرح اچھا نہیں لگائیں وہاں سے نکلتے کر چلے جانا۔..... میں جی کو طم ہوا تو دوبارہ بہت غما ہوئی گی۔ اس کی دعوت ہے بدیا گیا۔

”میں نے ان کی طرف سے کوئی تحریک نہیں دیکھی۔ ان کے دل میں کیا حسرت یا دکھ ہو سکتا ہے۔“
 ”میں نے ان کی طرف سے کوئی تحریک نہیں دیکھی۔ ان کے دل میں کیا حسرت یا دکھ ہو سکتا ہے۔“

حضور آپ بھول رہی ہیں کہ ہم آپ کے ہاں پہلے بھی چکر لگا چکی ہیں۔ اب تمہاری باری ہے۔" روشنائے دلوں

”جہاں نے لی شادی پر مصروا وکس لی۔“
 ”اور جب تک ہے کارڈ اپنے آؤس کی پھر نہیں ملے ابھی خدمت کرو۔“
 اس کے منہ سے۔ ایسے روشنائے آپ سے یہ دوسری ملاقات ہے مگر آپ کو دیکھ کر آپ سے مل کر ایک روحانی خوشی

جس میں ہولی ہے۔
 شہزادہ کی اس قدر محبت پر دشمنانے نے اس کے دیلوں کو اچھڑا دیا تھا۔ وہ ان دنوں کو اللہ حافظ کہتے اندر چلی
 تھی کہ یہ شہزادہ کی ماں جی سمیت لائیب چھائی میں باور کاٹھ بنیوں میں جو کھسکے وہ اندر جانے کی بجائے پہلے اپنے کمرے میں گئی
 آئی تو ان دنوں جس میں جی سمیت لائیب چھائی میں باور کاٹھ بنیوں میں جو کھسکے وہ اندر جانے کی بجائے پہلے اپنے کمرے میں گئی

۱۔ مسیح کر کے منہ آجھو کرو ملاؤ آج میں چلی آئی۔
 ۲۔ السلام علیکم! اندر داخل ہوئے ہی اس نے سلام کہا تھا۔
 ۳۔ "وہ سلام اسلام۔" تم کس کے ساتھ آئی ہو؟ اور تم کو مری ہے۔ "مہر اللہ علیکم! یہ کہتے ہی پوچھنے لگی تھیں۔

”اگر وہ سناٹے کو شائبہ کے لیے جاتے ہوئے اور سے گزرتا تھا وہی ڈراپ کر کے کی ہیں۔“ میں نے اس کے پاس بیٹھے اس کے جواب دیا تھا۔

میں نے تو بہت صبر کیا مگر وہوں نے اپنی حق نہیں کہہ دی تھیں کہ وہ اسٹ ہو جائیں گی کی چیز بھی تھی۔
 "کھانے میں کیا ہے بہت جھوک گئی ہے۔ صبح بھی بھاگ دوڑ میں کچھ نہیں کھایا۔ کالج میں بھی سارا دن اتنی بھاگ دوڑ
 میں صرف گزارا ہے کہ کچھ کھانا ملا تھا۔" گرا۔ "کچھ نہ رہا ہے۔ سے پہلے اس نے لائے۔ ابھی کھانا کھاتا تھا۔"

یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کا جو کچھ بھی تھا اسی کو کھالی کر کھانے میں لے لیا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کا جو کچھ بھی تھا اسی کو کھالی کر کھانے میں لے لیا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس کا جو کچھ بھی تھا اسی کو کھالی کر کھانے میں لے لیا ہے۔

اس کے سوال پر بتیوں ٹھٹھکا کر نرس دلی گئیں۔ شہزاد نے غیظ سے سب کو کھلا روچھا، مگر ان کے

ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی شام کو دیکھا تھا۔

ہو گیا تھا کہ اسے "جیل" میں رکھا جائے گا۔

یہی کہ نہیں سمجھی تھی۔

شہزاد کے چپ چاپ محض ہر ہادینے پر عائشہ نے سب سے

پہلے پھیلے باقی لوگوں کو بھی بھال کیا تھا۔

”مینیم لوگ سلیکٹ کر لو میں آؤ رکھ دو جتا ہوں۔“ کن اکھیوں سے ارد گرد بھٹکتی شہر کو دیکھتے مصطفیٰ نے کہا تو لوگ مینیم کا رخ طرف متوجہ ہو گئے تھے جبکہ شہر کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرتے بیٹھی رہی تھی۔ سب نے اپنی اپنی پسند کا لکھو لیا تھا۔ شہر کا عجیبہ انداز تھا سب نے بھی چھیڑ خالی سے پرہیز کیا وہ عائشہ کی زبان تو ایسے موقعوں پر خوب چلتی ایک دو بار اس نے کچھ کہا بھی چاہا تو عباس بھائی نے اسے ٹھکڑوں میں بیٹھ کر دیا تھا۔

کھانا سر ہوا تو کوئی کھانے لگے۔ شہر کا موڈ اندرونی طور پر اس قدر آف ہو چکا تھا کہ بس حد نہیں رہا دوسروں کے سوالوں سے بچنے کے لیے اس نے بھی اپنی پلیٹ چل کر لی تھی۔ مگر سلاؤ کے چند گھنٹوں کے علاوہ ایک بھی حق سے نہیں اتارا کیا تھا وہ یونہی پلیٹ میں کچھ چلائی رہی۔ لائبر کا فاق مسلسل تنگ کر رہا تھا نہ بھائی خود کھا تھیں اور نہ ہی اسے کھلا پار ہی تھیں۔

”آفاق کو مجھے سندس میں کھلا دیتی ہوں۔“ کب وہ خود تو کچھ کھا نہیں رہی تھی بے کار میں بیٹھنے کا فائدہ بھی نہ دیکھا اس کی پلیٹ میں موجود چاول جوں کے توں تھے۔
”تم خود تو کچھ کھاؤ؟“ عائشہ نے ٹوکا وہ ہر جھٹک گئی۔

”کھالوں گی۔۔۔۔۔ لائبر اسے مجھ دیں۔۔۔۔۔ آرام سے آپ کھالیں۔۔۔۔۔“ خود ہی اٹھ کر ان کے پاس کر لائی گی۔
آفاق کو لے لیا تھا۔ آفاق کو ابی گود میں بٹھا کر وہ اپنی پلیٹ میں موجود چاول اسے کھلانے لگی۔ مصطفیٰ غصے کو یکسر گراہ گیا۔
سوٹ ڈس میں کیک تھا۔ چاول کھا کر وہ آفاق کو خود اس کا کیک لے کر کھلا رہی تھی جب آفاق نے ہاتھ مار کر پلیٹ کے ہاتھ سے گرا دی تھی۔ پلیٹ اس کی گود میں گر گئی تھی۔

”اف۔۔۔۔۔“ کیک کی ساری کریم اس کی ٹیس کے واسن کو سفید کرتی چلی گئی تھی۔ کیک پر گلے چاکلیٹ نے بڑھ کر بھایا تھا۔

”میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا۔۔۔۔۔ چھوٹے بچے تو ایسے ہی کرتے ہیں۔۔۔۔۔ خود تو کچھ کھالیا ہے اور کپڑوں کا بھی سبب ہو گیا ہے۔“ عائشہ اور لائبر دونوں کہنے لگی تھیں۔

”کوئی بات نہیں۔ میں صاف کرتی ہوں۔“ آفاق کو کرسی پر بٹھا کر نشو لے کر اس نے قمیص صاف کرنا چاہی تھی مگر اور چاکلیٹ اور اس پر لگا کیکسٹرا چٹلی اور پائین ایتھل نے ٹل کر اس کا رنگ بدل دیا تھا۔

”نہیں۔۔۔۔۔“ اور وہ اسی دم ہوں گے اور چلے ہیں۔ نشو کے ساتھ مٹنا صاف کرنے کی کوشش کریں گے اتنی ہی کرا گاور کریم کی چٹنائی علیحدہ ہوئی۔ ”سر و حضرات تو خاموش ہی تھے بھائی نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ سر ہلائی بیگم لے کر ان ساتھ چل دی۔ بھائی نے آفاق کو بھی ہمراہ لے لیا تھا۔

”آپ لوگ کھانا کھا نہیں۔۔۔۔۔ ام بھی آتے ہیں۔“ بھائی نے کہا تو سب نے سر ہلادیا۔ بیگم سے نکل کر باہر آئی اور سے بھائی نے واش روم کا پوچھا اس نے یونہی ہال میں نگاہ ڈالی تو چونک گئی۔ اس سے چند قدم کے فاصلے پر جو شخص تھا اسے بے شک کی دن بعد انہیں واپس لانے کے بعد وہ اب دیکھ رہی تھی مگر اسے دیکھ کر شہر کو لگا کہ اس کے خطا ہو گئے ہیں۔ وہ شخص بھی اسے دیکھ رہا تھا چاور کے پلہ میں چھپا ہوا چہرہ وہ شاید نہ پہچان سکتا لائبر بھائی اور آفاق کو پوری طرح شہر کو پہچان گیا تھا۔ شہر کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر بڑی زہریلی مسکراہٹ ابھری تھی۔ اس کے چہرے انتہائی مکروہ مسکراہٹ دیکھ کر شہر کے قدموں سے زمین ٹھٹھکی گئی تھی۔ اس نے انتہائی زور کر بھائی کا کندھا حاتمہ پر خود سے پھینکا تھا۔



رات کا کھانا تیار تھا۔ شریا بیگم اور باقی سب نے تو جلدی کھالیا تھا مگر فیضان ماموں کے پاس کوئی مہمان نہ آیا تھا۔ وجہ سے وہ کھانا لیت کھا رہے تھے۔ ماموں کا مہمان ان کا کوئی استوفٹ تھا وہ کیا تو راجہ کھانا فرسے میں رکھ کر ان کے

بیٹھک میں چلی گئی۔

”کون آیا تھا ماموں۔۔۔۔۔ وہ بستر پر بیٹھے ہوئے تھے ہاتھ میں کوئی کتاب تھی ان کے آگے بستر پر ہی ٹرے رکھتے رہے۔“ پوچھا۔

”میرا بہت پرانا استوفٹ تھا۔۔۔۔۔ عرصے بعد پاکستان لوٹا تو لے جایا۔ لندن میں دو کالٹ کرتا ہے۔ بہت اچھے عہدے پر کام کرتا ہے۔۔۔۔۔ بڑا لائق فائق و ذہین ہے۔۔۔۔۔ وہاں سے بھی اکثر یادگار رہتا تھا کسی نہ کسی بچے کے ہاتھ سلام بھیجتا تھا۔“ کتاب ایک طرف رکھ کر انہوں نے ٹرے پر لے کر سامنے ہی تھی۔

”آپ کے استوفٹ بھی آپ کی ہی طرح خامس ذہین ہوں گے۔“ ان کے پاس ہی وہ بیٹھ گئی تھی۔
”آج کی کتاب کی میں؟“ انہوں نے کھانا کھاتے پوچھا۔

”میرے فیصلے لوں ایک کہنی کا بتایا تھا وہاں استوفٹ کے آئی تو سلیکٹس کر لی تھی انہوں نے تبھی مالکان میں سے ایک شخص سے تعمیری کھلائی ہوئی تھی میری آج پھر اصرار سے ہی کال آئی تھی۔ وہ جو ان کرنے کو کہہ رہے تھے تو وہاں گئی تھی انہوں نے ایک کھٹ لیٹر لکھ کر فوراً جو انٹیک لے لی تھی۔ آج سے ہی انہوں نے ٹریڈنگ شروع کر دوائی ہے۔“ اس نے بڑے بڑوں انداز میں آؤں بتایا تو وہ مسکرائے۔

”یہ تو ایسی بات کی تم نے۔۔۔۔۔ مگر یہ کھلائی کیوں ہوئی؟“

”میں اس کے بیٹے سے۔۔۔۔۔ بڑی کڑوں میں تھا۔ میرے نا تجرب کار ہونے پر نو ٹیکسٹ کر رہا تھا جبکہ باپ کو کوئی فرق نہ تھا۔ اس دن مجھے بھی غصہ آ گیا تو میں اپنی فائل واپس لے کر آ گئی۔“ اس نے لالباہی پن سے اپنی کارگر ذرا سی بتائی۔

”یہ تو کوئی اگلی بات نہیں ہوئی پڑا؟“ انہوں نے تاسف سے بھائی کو دیکھا۔

”عجب ہم سے رزق کی تلاش میں لگتے ہیں تو اپنا حراج کھر چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔ تکتی بیگمیں پر تھہرنا سہی مزاج کی وجہ سے بات نہیں من کی اور انسان کو ہر حال میں صورتحال دیکھ کر مزاج اپنا پڑتا ہے۔ ہر وقت غصہ کھانے سے کام نہیں چلتا۔“ انہوں نے رساتیت سے کھانا تو وہ مسکرایا۔

”میں جان بوجھ کر کب غصہ کرتی ہوں؟“ وہ تو بالکل اچانک ایک دم جاتا ہے۔ اس کے انداز پر وہ غصے دیے۔
”تمہاری ماں اتنی ہے کہ تمہیں میں نے اور کبیل نے بگاڑا ہے۔“

”ای بھی خرا کو آؤ کہتی رہتی ہیں۔ میں غصہ آ جاتا ہے اور تو کہیں سے بھی میگزین پتی نہیں ہوں۔“ اس نے حراج سے کہہ۔

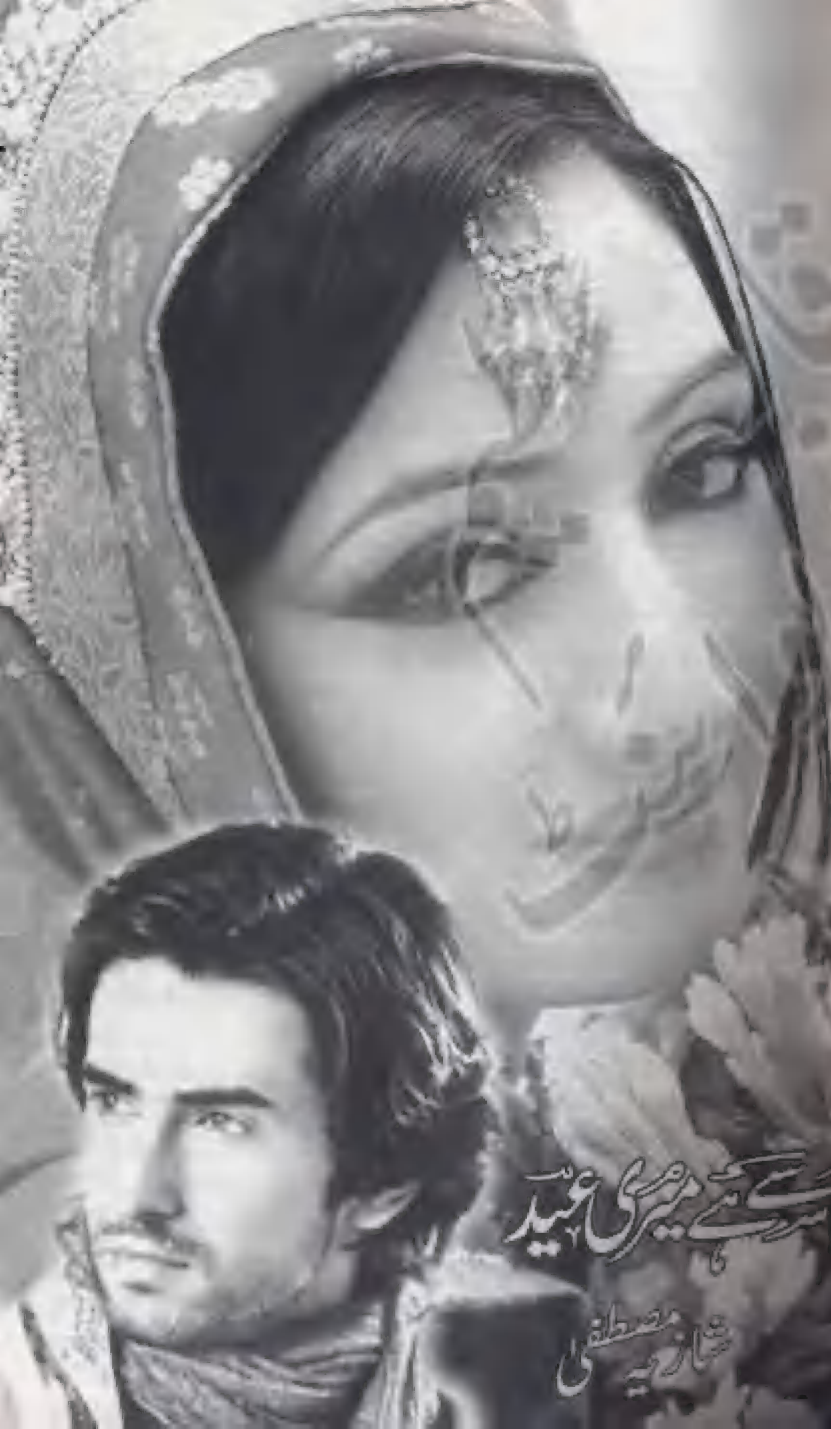
”میں قریم میں جا بی بی ہے تمہیں؟“

”کوئی خامی نہیں۔۔۔۔۔ شاید آپ نے نام بھی سنا ہو۔“ علی انٹر پرائز“ کھانا کھاتے کچھ پل کو رک کر انہوں نے ہاتھ کا پتھر لٹکانا دیکھ کر غصہ ہوا تھا۔

”یہ کھانا کبھی ہے۔ تمہیں یہاں جا بیٹھ گئی؟“ ان کے ٹھٹھکی وچہ شاید یہ جہاں ہی تھی وہ غصے دی۔
”کب۔۔۔۔۔ بھائی آپ کی ذہین استوفٹ بھی ہے۔ میرا اکیڈمک ریکارڈ ہی مجھے یہاں جا بیٹھنے کے لیے کافی تھا۔ میں نے اپنے غرضی کارکن سے کہیے۔

”کچھ دنوں وہاں کے پاس شاہ زیب صاحبہ تو مجھ سے خامس میریں ہو چکے تھے اور پھر میرا پیکٹل ورک دیکھ کر تو مجھے کھانا بھران کا وہ فیصلہ جیتا مجھے راجہ نہ نکلتا۔ آپ۔۔۔۔۔ ہادی بتا رہی تھی کہ عباس صاحب کی پسند کی شادی ہوئی تھی مگر ان کی کچھ باتیں سنیں جا رہی تھیں بلکہ کچھ مگر کی ڈھما ڈھکی ہے چاہے ہادی ان کی بیگم کے ریلوے میں سے جلتا ان کے فیصلے کا کچھ نہیں ہے۔

”کیوں نہ ہو۔“ انہوں نے کہا۔
”جس شہر میں انہوں نے کھانا کھا اور پیلے ہی تم نے عورتوں والی مخصوص عادت کا استعمال کرنا شروع کر دیا۔ یہ تو بالکل غلط ہے۔“ ان کی زبانی میں انگریز کرنے یا ڈکس کرنے کا لفظ زمین کو طعنیہ کوئی حق حاصل نہیں۔“ انہوں نے



تم سے میری عید
شہزادہ مصطفیٰ

”شہزادہ کہاں ہے..... کیا وہ اس کسی آری ہیں.....؟“ وہ پریشان ہو چکا تھا۔

”آپ کہاں ہیں.....؟“ انتہائی بے تابی سے پوچھ رہا تھا۔

”واٹس درم میں..... زنانہ.....“ چادر کے اندر سے ہی انہوں نے کان کے ساتھ موبائل لگائے رکھے کہا تھا۔

لیا عبد القیوم نے اب شہزادہ کے اوپر سے چادر کھینچ کر ایک طرف اچھال دی تھی۔

بھائی کی توجہ موبائل سے ہٹ گئی تھی..... ان کی اپنی چیخ پڑی واضح تھی۔

”بھائی.....!“ شہزادہ نے انہیں مدد کے لیے پکارا تو بھائی نے ایک دم ہاتھ نیچے کرتے آگے بڑھنا چاہا مگر چیخ کر پلٹا تھا۔

”خبردار! ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو؟“ انتہائی غصے کی حالت میں غراتے اس نے اب کے پسل بھائی طرف تان لیا تھا۔

”میں اسے یہاں سے لے کر ابھی نکلوں گا..... اور اس بچے کو باہر ڈال جاؤں گا اگر کوئی ہوشیاری دکھانے کی کوشش کی گولی چلا دوں گا۔ یہ بھی ماری جائے گی اور یہ بھی.....“ اس نے آفاق اور شہزادہ دونوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔

”چلو.....“ انھوں نے انکو باہر..... مگر خیال سے آکر کسی کو شک بھی ہوا تو گولی چلا دوں گا..... کیا زکا انداز بھائی تھا۔

اب کے پسل کا رخ شہزادہ کی طرف کرتے وہ کہہ رہا تھا۔ شہزادہ اٹھتے ہوئے سکی۔ بھائی نے دم بھر ہی نظروں سے لپکا دیکھا مگر وہاں انسان کب تھا؟ وہ تو بڑبڑاتا تھا۔ مگر آفاق اس شخص کے بازو میں نہ دھرتا تو وہ کبھی بھی اس شخص کی بات پر عمل کرتی۔ اس وقت اسے خود سے زیادہ آفاق اور بھائی کی پروا ہو رہی تھی اس کی وجہ سے کسی کو کوئی تکلیف ہوا سے گوارا نہ تھا۔

چپ چاپ اس کی بات مان رہی تھی۔
”تم آفاق اور بھائی کو کچھ مت کہنا..... تم جیسا کہو گے میں کروں گی.....“ شہزادہ کہہ رہی تھی۔
بھائی نے اپنی کسی میں دبا موبائل سامنے کیا تو کمال ابھی بھی جاری تھی۔ یقیناً دوسری طرف موجود مصطفیٰ یہاں کی منتظر رہا تھا یا نہیں سن رہی رہا تھا کہ نہیں؟ باز تو خاصی بلند گئی۔
”جب تک تم شرافت کا ثبوت دو گی یہ انگلی ٹریک نہیں دباے گی اگر تم میں سے کسی ایک نے بھی ہوشیاری دکھائی تو میں مار نہیں کروں گا.....“ وہ کہہ رہا تھا۔

”آگے چلو..... میں نہیں چاہتا کہ کسی کو شک تک ہو.....؟“ اس نے کہا تو شہزادہ نے بے بسی سے آفاق کو دیکھا جو سسٹا رو رہا تھا وہ آگے بڑھی تو لپکا اس کے پہلو میں اس طرح اس کے نہایت قریب پسل ولا ہاتھ بغل میں ڈالے چلنے لگا تو دیکھنے والے کو ذرا بھی مل نہیں ہوتا تھا کہ یہ شخص پسل کی ٹوک پر اسے لے جا رہا ہے۔

وہ دونوں دروازے کے قریب بڑھ رہے تھے۔ بھائی نے خوفزدہ نظروں سے دیکھا۔ پتا نہیں مصطفیٰ اور باقی لوگ کیسے نہیں پہنچے تھے؟ جبکہ دروازہ بھی کھول دیا تھا۔ پتا نہیں وہ صوفیہاں بھی سمجھ پائے تھے کہ نہیں؟

”دروازہ کھولو.....“ دروازے کے قریب جا کر وہ وہاں تھا۔ ”چیخ کر آؤ.....“ مگر شہزادہ نے جیسے ہی دروازے پر ہاتھ رکھ کھٹک چلا گیا تھا وہ چونکا اس نے تو دروازہ ہلاک کیا تھا اس نے بھائی کو دیکھا وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے نہیں۔

وہ پورے کا پورا بھائی کی طرف پلٹا تھا۔ وہ ذرا پتویشن سمجھا تھا۔

”تم نے دروازہ کھولا تھا.....“ وہ بھائی کو کچھ کفر لیا تھا۔ اس کے پسل کا رخ اب شہزادہ کی بجائے بھائی کی طرف تھا مگر اسے یہاں بھائی بچا اور مصطفیٰ نے تیزی سے ایک ہی جست میں شہزادہ کو باہر چھلنے لیا تو کو بوجھ لیا تھا۔ یہ جملہ اس قدر راجا تھا کہ وہ سب جملہ ہی نہ بیا تھا آفاق اس کے بازو سے پسل کر چکے فرش پر گر تھا۔

اس کی انگلی نے ٹریک پر ہڈا ڈالا تو کئی شے انساں میں پلندہ ہوئے تھے۔

(باقی آئندہ ماہ میں)

"کئی تینوں کو کیوں بلایا صرف ہادی بھائی کو بلائے۔ تا۔"
 ہمیں نے اپنی مداخلت ضروری سمجھی مگر ان کی شکایتیں اور
 سرزنش ہماری نگاہوں نے بریک لگا دیا۔ سرہ اندری اندر چیخ و
 تاب کھادی گئی کوئی اس سے پوچھ ہی نہیں رہا تھا کہ ڈاکٹر
 نافذ کیے جارہے تھے احتجاج کرنی بھی تو کیسے ای پھر اسے
 ہی سنا میں نمبر کے کھنٹ کی کہہ گئی۔

"جب میں نے منع کر دیا تھا تو آپ نے کیوں کہا میں
 بالکل نہیں جاؤں گا۔" گلے سے ہائی اتار کے ہاتھ دم کے
 دروازے پر جھکی مائزہ نے اسے خاصے جا رہا تھا انداز میں گھبرا
 کیونکہ اس وقت ان کا جامہ و جلال دکھانا زیادہ ضروری تھا
 کیونکہ اسی طرح وہ قابو میں آسکتا تھا۔

"میں نے کہا دیا کہ مجھے نہیں کرنی شادی تو پھر کیوں
 بات کی آپ نے۔"
 "ٹھیک ہے جس تیری کچھ نہیں لگتی تا کر اپنی مرضی اب
 میں بالکل نہیں آؤں گی۔ دیکھ لی تیری محبت خالی خولی محبت
 دکھاتا ہے حیرت انگیز ہی کر رہی گی مجھ پر ہی برس رہا ہے ٹھیک
 ہے اب نہیں ہوں گی۔" وہ وہ ہادی بھائی انسر وہی کمرے
 سے نکلے لکھیں وہ گڑبڑاتی کیا ایک جست میں اس تک پہنچا
 مائزہ کی انگوٹھوں میں دھکی کر گھس گئے۔

"بہت میرے راستے سے لور کر اپنی مرضی اور ہاں اس
 اور غلطی کو میں وہاں اپنے پاس بلاؤں گی وہ ابھی بیٹے ہیں
 حساس ہیں انی ابوی کی بہت محسوس کرتے ہیں میں انہیں
 یہاں تیرے پاس رہنے کے لیے نہیں چھوڑوں گی۔" ایک دم
 ہی وہ اس سے اجنبیت برتے گی میں ہادی کے چہرے پر
 ہوائیاں اڑ رہی تھیں کیونکہ بات اس اور غلطی تک لگتی تھی اور
 وہ انہیں ایسے کیسے جانے دے سکتا تھا۔

"آئی آپ بلیک سیل کر رہی ہیں۔" وہ غصے سے گویا ہوا۔
 "میں ٹھیک کہہ رہی ہوں تیرے۔ بھونٹی سے کہہ دوں گی
 منع کروں چچا جان کو کہ ہم نہیں کر سکتے ان کی بیٹی سے
 شادی۔" وہ مدتی ہوئی لاؤنچ میں آگئیں رنج کپیوٹر پر گیم
 کھیل رہا تھا جبکہ فردا کو کلہ اور اس باہر لے گئے تھے کیونکہ
 ان دنوں سے بھی ملنے کو کہا تھا اسی لیے وہ خوش خوش پہلے ہی
 تیار ہو گئے تھے۔
 "آپ یہ بھی تو سوچے کہ میں اور وہ خوش نہ ہو سکتے تو دکھ تو

آپ کو ہی ہوگا اور خوشخواہ نقصان اس لڑکی کا ہی ہوگا۔"
 کے کچھ نرم سے لکھیں گویا ہوا مائزہ نے بخوراس کی سر
 دھکی جو بے زلزلہ اور کتا ہوا لگہ رہا تھا۔
 "مجھے یقین ہے تم دونوں خوش رہو گے کیونکہ سر
 ہوئی اور کچھ لڑکی ہے۔"

"جائے بعد میں اس نے بھی وہی کیا تو۔۔۔۔۔"
 "اگلے تو ایسا ہوگا نہیں تم اطمینان رکھو اور پھر میں ہر
 کیوں فکر کرتے ہو۔" وہ اس کے نرم ہونے پر بائبل کی ہر
 کیونکہ ہادی کے پاس بولنے کے لیے کچھ تھا ہی نہیں۔
 سکرادی تھیں۔

"ابو ہادی بھائی کا پورا اندر دلو لے رہے ہیں۔"
 اسے مل ہی کی خبر دے رہی تھی جو کھانے کے بعد سب
 لیے جائے بنارہی تھی اور یہ مائزہ نے ہی کہا تھا کہ چا
 لے گئے آئے تاکہ وہ بھی ہادی کو دکھ لے جبکہ انہیں
 جاتے سڑے ہوئے کرے کو دیکھنے کے لیے اب تو جس
 ہے اس وقت کچھ کر لیا کرتا ہے۔
 "مجھے آکر نہیں بتاؤ۔" وہ تو پہلے ہی کھپائی ہی
 تھی کیونکہ ابو اور امی نے مائزہ اور جینو کو مل رہا تھا
 دے ہی دی گئی۔

"کیوں نہیں بتاؤں اتنی خوشی ہو رہی ہے مجھے۔
 نے انکھیں کھمکے خوشی کا اظہار کیا۔
 "جائے اس لیے ابھی آؤ وہ سب جانے کے لیے
 بیٹھے ہیں۔" امی مچن میں چلی آئیں وہ دونوں ہی
 گئی تھیں۔

"آپ جائے غصے کے کہا نہیں۔" سرہ کہہ کر
 بھی گئی۔ خاص طور پر وہ اپنا دیدار اس لیے کر دالے۔
 کہ ہادی کو کچھ لے اور ہادی اسے کچھ لے
 "مخ سے جو کہا ہے تم وہ کر۔" وہ اسے گھونٹے
 کرتے تھیں دل اس کا دوسری ہی دھڑ دھڑ کے جا رہا تھا
 دے لگات کر سوچ کر جتنے بھیا تک ہوں گے۔
 ہر اسی میں کیا کرے گی وہ۔ مرنی کیا نہ کر لگی کہ
 آج کل شانوں پر قریب سے برابر کیا برعز کاٹن کا جلا
 یہ مادہ دیا اور ڈرتا کا پتلا اٹھا اس نے تو قدم لگ
 جہک رہے ہوں ڈرائنگ روم میں سب بیٹھے تھے

سے بھی لگاؤ نہ دلائی کہ وہ سڑیل بیٹھا کو حیر ہے مائزہ نے
 سکر لکھ ہوئی لگا ہوں سے اسے دیکھا جڑے سٹرل کھیل پر
 رہا کہ بھائی کی تیار کی کر رہی تھی بھائی نے پکار لیا۔
 "سرہ دلاؤ۔۔۔۔۔ یہاں بیٹھو۔"

"حق کیا کہہ دیا بھائی نے کیسے بیٹھ جاؤں سب ہی
 جھٹکے کہ یہ کیا۔" دل ہی دل میں بولی گئی ہوتی ان کے
 اور۔۔۔۔۔ ہادی کی جگہ پر بیٹھ کر مائزہ نے اپنے برس سے کئی
 ایک سالہ سرہ کی تو حیرانی سے انکھیں ہی چھیل گئی تھیں۔
 یہی سب کچھ ملے گیا ہے اس کی نازک بائیں کھالی میں
 "ملا گئی۔" سلسل مائزہ نے پہنا دیا۔

"آج سے میں دن بعد مکمل طور پر سرہ ہماری ہو جائے
 گی۔" انہیں اسے دیکھ مسرت سے کہتے ہوئے سرہ کو شانے
 سے لگا ہوا۔

"مے بھی جانے تو لیجیے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔" ابو کو ہی
 خیال رہا کہ انہوں نے کہا اور اس اسے بخور دیکھ رہے تھے
 "اسے اس کی تک بھولے سے بھی لگاؤ نہ اٹھائی گئی ہادی
 اس کے دالے مشکل صوفے پر بلیک چنٹ اور بیٹر شرٹ
 سر لپٹے پر ہے پر نا گوار اور دھکی لیے بیٹھا تھا۔ ہادی کی
 یہ دیکھ لگاؤ اٹھی ہوئی تھی اگرچہ کچھ دن پہلے جب
 اپنے کمر میں اسے دیکھا تھا تو اس نظر سے نہیں دیکھا تھا
 مگر آج لگاؤ کا زور یہ بدل کر دیکھا تھا مائزہ نازک سرخ و
 پید گھٹ اس پر کچھ خوف اور ڈر کے بھی اثرات نظر آ رہے
 تھے اس کا مطلب ہے لڑکی قابو میں آ جائے گی۔

"کچھ جان خریدا آپ کو ہادی کی معلومات کروانی ہے تو
 اسے لگاؤ جان سکتے ہیں۔" حنیف ان کی اچھی طرح سلی کرنا
 سے کچھ حیرت منی کے ہے تھو اور پھر کچھ کھانسی تھی۔
 "آپ اب کچھ نہیں اتنا خرم نہ نہیں کرنا ہادی بیٹے کو
 دیکھ کر صرف میں تھا کچھ نام سے بات کر کے جھجک
 دلی پر کچھ کہہ کر یہ ہو گئی تھی ہے۔" بولنے سکرانے
 دلی پر کچھ کہہ کر یہ ہو گئی تھی ہے۔" بولنے سکرانے
 "میں نے اسے لگاؤ اس وقت سرہ کی لگاؤ انہی
 ہوتے کہ اس سے ہال کا کھانا لگاؤ اسے تو پہلے ہی رو رہا
 ہے۔" اس کے ایک ایک کلمہ سے یہ بھی کہہ دے لگاؤ سر
 دیکھ کر اس نے کچھ خوراک نہ کر سکتا تھا مشکل
 سے اسے کچھ کھا کر اتنا دلی کر سکتا تھا کہ اسے ہر وقت تو

گھبرا ہی گئے۔ مائزہ اس سے ملنے کمرے میں آئیں تو وہ
 سیات چہرے کے ساتھ تھی۔ اسے سارے ہی اپنے دھن
 لگ رہے تھے کسی کو اس کی پروا ہی نہیں تھی کہ وہ کیا سوچ رہی
 ہے کیا چاہ رہی ہے۔

"سرہ تم اتنا پریشان نہ ہو ہادی تو ہوا اٹھے کا حیر ضرور ہے
 مگر ہر وقت غصہ میں نہیں رہنا۔" مائزہ اس کا رویا دیا چہرہ دیکھ
 چکی تھیں اسے لگا کر کئی دی۔

"تم اتنی فکر نہیں کرو میں ابھی ہوں تمہاری شادی کے
 ایک دو ہفتے بعد سب سیٹ کر دیا کری جاؤں گی۔"
 "میں اب کہاں سیٹ ہو سکتی ہوں آپ کے بھائی کا
 موڈ مجھے سیٹ نہیں لگہ رہا۔" وہ صرف سوچ کر رہی تھی۔

دوسرے دن وہ جلدی آفس سے گیا تھا مائزہ کچن میں
 تھیں رنچ اور فردا کھیل رہے تھے۔ اس اور غلطی کو چنگ گئے
 ہوئے تھے جینو اپنی بچہ کی طرف گئے ہوئے تھے گھر میں
 کچھ خاموشی تھی۔

"آئی جائے ملے گی۔" وہ ہاتھ لینے کے بعد فریش
 نظر آ رہا تھا۔ چیس شلوار میں اس کا اونچا لمبا قد اور بھی
 نمایاں لگا رہا تھا۔

"جائے تیار رہی ہے تم بچوں کے پاس جا کر بیٹھو میں
 لے کر آتی ہوں۔" وہ کچھ انکھیں وغیرہ بھی تیار کر چکی تھیں
 کیونکہ ہادی جلدی آ گیا تھا اور کھانے میں ابھی نا تم تھا سوچا
 کہ کچھ بنائی کس شام کی جائے میں سب کچھ وہ سرے میں
 ترتیب دے کے لاؤں گی میں انکھیں جہاں وہ صوفے پر کھنٹ
 کے سہارے ٹیک لگاؤ بیٹھائی وہ دیکھ رہا تھا۔

"ہادی ڈرا اب مجھے یہ تو بتا دو سرہ کیسی لگی تھیں؟"
 لوازمات اس کی پلیٹ میں لگائے ہوئے وہ دو بھر رہی تھیں۔
 "ٹھیک ہے۔" بس اتنا ہی کہا کیونکہ وہ ابھی سے سرہ کی
 تعریف کر کے اسے سر پر نہیں چڑھانا چاہتا تھا کیونکہ جو کچھ وہ
 اپنے دوستوں سے سنا آ رہا تھا وہ کم از کم یہ قطعی تو بالکل نہیں
 کرتے گا۔

"ٹھیک ہے کہا بیاری نہیں ہے؟"
 "اتنا غور سے نہیں دیکھا میں نے؟" ٹی وی پر لگاؤ مگر کچھ
 دیکھ کر خود کو مصروف ظاہر کرنے لگا۔
 "سیدھی طرح جواب دو مجھے۔" انہوں نے ٹی وی سے

”جب سب کچھ آپ کی مرضی کے مطابق میں کر رہا ہوں تو یہ کیا ضروری ہے کہ میں اس کی تعریف کروں کہ وہ اتنی پیاری ہے جیسا کہ ہے۔“ وہ بھی کچھ بھڑک گیا۔ چونکہ سب بڑا ہوا جواب دہ وقت ہی رہے گا کیونکہ اپنی زندگی میں کسی اور کا شیرازے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

”خوبصورت چرمی کتھی اور اسٹارٹ لڑی ہے دیکھنا تمہارے دوست تو بھل ہی جا میں گئے۔“ انہوں نے کچھ ٹھنکر زدہ لہجے میں کہا۔

"میں اپنے ہاتھوں میں اسے بالکل لے کر نہیں جاؤں گا۔"
 "کیا..... پوری تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو؟" مائرہ کو کبھی
 سبھی اس کی دماغی حالت پر تشویش بھی ہوتی تھی کہ وہ ایسی
 باتیں کیوں کرتے۔

”آپنی جگھے بائکل پسند نہیں ہے کہ اپنے گھر کی باتیں دوستوں سے شیئر کروں یا اپنی بیوی کو ان کے سامنے لا کر وہی باتیں کروں جو وہ کرتے ہیں۔“ اس کا تجزیہ اور بدشت انداز دیکھ کر مایہ حیرت میں مبتلا ہو کر اسے دیکھنے چاہی نہیں۔

”میرے صرف ایک دوست ہیں جن کے سامنے میں اپنی سچی کوئی کر جاؤں گا مگر ہر ایک کے سامنے نہیں۔“
”جہاں میں آئے آپ کی اتنی مایہ ہے وہاں میری اتنی تو ضرور چلے گی۔“ وہ چلنے کے سب لیے لگا رہے اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

”یعنی سرور کو بالکل قید کر کے رکھو گے۔“

”اس لیے ابھی نہیں کہیں گے۔“ صحت جواب دیا۔
 ”یاد رکھنا لازمی ہے کہ زہرہ عید الاضحیٰ کو پورا حج کی طرح
 خیر لوں کی تساری۔“ وہ نے والے لمحات کا سوچ کر زاری کی
 اور پھر کہنے لگا انوں سے چھوڑ چکی جان سے سرور کا رشتہ کا
 تھا کہ اس کی بعد میں کچھ عید چاروں کی شرمندگی ہوگی۔

”ابھی بھی وقت ہے سوچ میں بعد میں میں تو یہی کروں گا آپ کو بتا رہا ہوں۔“ وہ گویا سحر سے شادی کر کے اس کی سات پلٹوں پر احسان کر رہا ہو چڑھانے سے مزید یہ کہتے کیا وہ نہ شاید قصداً راضی نہ کر چکے کیا کیا کہہ رہے تھے کہیں انھوں نے ہی ہمارے ان کی کوششیں شادی ختمیت سے ہوجائے۔

رات کو سب ساتھ ہی کھانا کھاتے تھے۔ اس اور غلو کی

ایک الگ روایت تھی۔ ماہرہ اس سے گھر کے سامان کی لسٹ
بغاور ہی تھیں اور پھر بری کی بھی ساری شاپنگ انھیں ہی کر
گرتی تھی۔

”ہادی ڈرامنگ روم کے چلے بھی چھینچ کر گئے ہیں
کتے خراب ہو رہے ہیں اور تمہارے کمرے میں بھی ہمارے
ڈیس کے۔“

”گھر کی ایک جگہ کو بھی آپ تبدیل نہیں کریں گی، انصار
آپ کے سرور بہت سخی اور سلیقہ مند ہے میں بھی تو دیوبند
کے جیسے وہ اس گھر کو ٹھیک کرتی ہے۔“ گویا ہادی نے سرور
احسان لینا چاہا اور پھر وہ اس پر شروسے تھا وارا رب رگ
چاہتا تھا دوسرے دوستوں کی وہاں جیسے سرور چکی ہو
ہیں دوسرے کو اپنے سر نہیں چھو سکتا۔

”بھائی خدا کو بڑے گھراٹا کشدہ ہو رہا ہے وہ بے حادری کیا کیا کریں گی۔“ انس نے سرکہ کو دیکھا وہ اچھی دلی پہلی کی جی کہیں یہ سب کیا ہے گی۔

”تم چپ کرو مگر کسی چیز کو تبدیل نہیں کیا جائے“
سن لیں آئی پی۔ ڈوگ اور ایل ایچ جان کو اس قریب لے آئے
ہی دل چاہا اس نے سانس بھری سانس آڑ لائی وہ اپنے
جوانی کی فضا کی عادت کو جان بوجھ کر

.....

ماہرہ ساری شاہجہان کے ساتھ کر دی تھیں۔ کبھی کبھی
سرورائیں اور کبھی چچی جان کو بھی ساتھ لے جاتی تھیں۔ شاہجہان
میں وہ کوئی کس نہیں رہتا۔ دیا جاتا ہے کہ جس پھر ہادی کی شادی
یا کسی معقول بھی دل کھول گئے وہ سارے خراب کر دے
تھیں۔ دن بھی کافی تیزی سے گزر رہے تھے۔ شادی کے
مقتعہ بعد انہیں بھی کس نہ لایا نہیں ملے جاتا تھا۔

”ہاں کم از کم اپنے کمرے کو تو سیٹ کر لو۔ مجھ پر دیا
فکر کتنا بڑا لگ رہا ہے اور یہ کہاں دیکھو دے ہو جو تم
واٹر روپ کے ساتھ بھرا ہوا ہے۔ کچھ تو خیال کرو۔“ وہ گویا

کی خوشامد ہی کرنے لگیں کہ کسی طرح تو وہاں جا ہے۔
 ”بس اتنا کر سکا ہوں کہ کمرے کا فریج منیج کر لیں۔
 پوسٹ روم میں کہیں سے بھی کچھ صاف نہیں کیا جاسکے گا۔
 ”میرے بے خوف لڑکے مہمان آئیں گے تو کمرے کی
 گے کہاں کہاں رہیں گی؟“ انہوں نے حیرت سے

ڈپٹ کے کہا جس پر مطلق اثر نہیں ہو رہا تھا گویا تہ

کہ سب کچھ سرور سے ہی کرنا ہے ذرا اس کے جوہر بھی تو
دیکھ کر انا دیر سے ہی ہوا گ جائے گی۔

ان کو ہم نے اپنا سیدھا سا بیج رکھ دیا کہ وہ کون سا بیج لے کر
کے تہ پہنچے ہوں۔ ہمیں دوں کی سترہ ایسی لڑکی ہے وہ تم
جیسے سہ چار کے کوئی بھی طرح سدا چار لے گی۔ ”وہ اس کے
لوگوں کو دیکھ کر حیرت مندی ہوئی تھی۔

”میری کے دو بیٹے بعد تو آپ کو چلے ہی جاتا ہے پھر
”میرا آپ مجھے“

میں نے اس کا جواب دیا کہ "وہ" وہ

جے فررار ہیں ایسا چاہتے ہیں کہ میں آپ کی بجائی
سارے کونہ کے کام ہاتھوں کا اور کچھ نہیں۔ "اور زور بڑھے
میں کوئی سانس نہ لے کر اس کے قدموں میں ڈبیر ہو گئے
تھے۔" (پندرہویں باب)

وہاں ایک لڑکے کی گھٹیا پھر یہ حشر کمر دیا۔ "وہ کپڑے اٹھانے آئے تو کسی نے نہ ہی کسی اٹھا اس کے اندر ٹھوس رہا تھا۔

[illegible]

”مجھے پتوں کا ڈھیر یہاں سے اٹھا کر پیچھے رکھ کر آؤ
میرا دل صاف ہے۔“

کے لئے دیکھ آئی پر سوں سنڈ ہے ہے میں مشین لگا

یہ کہانی یہ کیا حرکت ہے لکھنا پابہر۔ "وہ تو غصہ میں

آپ کی طرف سے لکھا ہوا خط ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

میں نے ان کو دیکھا تھا کہ وہاں کا سارا

یہ سب کچھ سن کر وہ بے حد غصہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں نے تم کو یہ سب کچھ بتا دیا ہے، اب تم خود اس کا سامنا کرو۔

بھی جانے کی اسے یہاں دیکھ کر۔ ”سارے کپڑے جتنے کیے
 ظلمہ کو جانیت کی کہ باہر رکھائے اب ہادی کا کمراسٹے لیکن
 ہادی منع بھی کر رہا تھا مگر اسے ددین بارڈنٹ بھی چلی گئیں
 ہادی سمجھ رہا تھا کہ انہیں اس کی حشر پر غصہ وہاں سے مگر اسے بھی
 تو سمرہ کا زمانے کا خط سوار ہو گیا تھا تاکہ اسے رنج کر کے
 یہاں سے ہر گز۔

دوسری طرف سرور کو ایسا لگ رہا تھا کہ وہ دن بہت تیزی

جلدی سب کو بچھو کر لایا ہو گیا تھا۔ صرف بیس فلوں میں اس کی

دنیا بھل گئی تھی کتنی پرسکون اور بے فکری کے دن تھے وہ اپنی مرضی سے سختی ہی اپنی مرضی سے ہر کام کرتی تھی مگر اب اسے اس منزل کی اپنی پسند کے مطابق چلنا پڑے گا سوچ لیا تھا کہ وہاں کی سڑکوں پر سوار ہو کر اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے۔

نہیں کرے گی اور پھر باز نہ آئے گی تو کیا تھا کہ وہ مظلوم سے

اے نہیں بلکہ اپنی جاکرتیوں کو سدھارے پھر کچھ اسے
 مارہ کی بھی سپورٹ ملے گی جو اس کی اہمیت ووصلہ بڑھا رہا تھا۔
 سارا کی سبھی بڑے باوقار انداز میں انعام پائی تھیں۔

اگر ہمارے کوئی کسرت چھوڑی تھی مایوں ہندی سے لے کر اب

بے زاری چہرے پر سجائے سب برداشت کر رہا تھا کیونکہ
پنیدار اور مائتہ اسے ہنسنے کی بجائے آخر سر وہ غصت ہو

کر اس کہاڑا خانے میں آئی تھی۔ دل بھی عجیب انداز میں
 ہلک رہا تھا۔ اس سڑیل کو بھی تو فیس کرنا تھا جانے کیسے

یہی ہے کہ آج کل کے کالوں میں بے چینی کی آوازیں ابھی

”لکھ لے بھائی پورے دس جہاز روپے“ اس پشت پر
تھوڑا سا روپہ (پونہ) لڑھکاتا۔ چلے گئے تھے۔

کھانے کی چوکت پر ایسا تھا اندھ صبح ٹھہری بیڈ پر سر
 دکھائے بھی کسی گویا اس کی خاطر کہ وہ آئے گا اور حسن میں

”یاد آئی یہ فضول رسوم ابھی باقی تھی۔“ وہ جھجکا کر ہالی

”کوئی بات نہیں! آپ کیوں شرمندہ ہو رہی ہیں۔“ وہ مسکراتے ہوئے بازو سے گویا ہولی ہادی کو اس کے لیے سرخو کی برداشت پر بھی حیرت لئی تھی کہ ذرا بھی تو ناگوار ہی نہ تھی بلکہ فریٹس ہونے کے ساتھ بھی۔

ایک ہفتہ مائہ کا ایسا گڑھا کہ انیس پتہ ہی نہ چلا اور وہ پھر
اپنی چمکی گئی تھیں مگر سرور کو بدلتوں کے ساتھ کہ اسے کہئے
کہ میں اب جیسے ہوتا ہے پھر مائہ کی سپورٹ حاصل تھی
اسے کوئی فکر بھی نہ تھی۔ ہادی کا موڈ بالکل ٹھیک نہ تھا البتہ
اس اور طلحہ اس سے بہت خوش تھے جس نے آتے ہی ان دونوں
کا خیال رکھنا شروع کر دیا تھا۔ ایک دن اس نے دونوں کو
اتھو لگا کے سب سے پہلے ڈانک روم کی صفائی کی پر وہ
بارے اتار کے پورچ میں بیٹھئے جن کی رنگت تک چمکی
گئی تھی مگر ہر چیز سو جھڑی مگر کوئی بھی چیز جگہ پر اور صاف
تھی نہ تھی پھر خود ہی لاؤنچ کو بھی ٹھیک کیا ایک ہفتے میں
اس نے سب ہی سنوار لیا تھا مگر تو چمک کر ایسا لگ رہا تھا
کہ مسکرا رہا ہو۔ ہادی اسے ایک دن بھی یہ نہ کہا کہ کسی چیز کی
مرمت تو نہیں ہے مگر اس نے سوچ لیا تھا اب باری ہادی کو
مدارنے کی ہے جو جیلے اسے کیا سمجھ رہا تھا ہر وقت خطر
چھڑکنا لگا تھا اس کے حراج میں شامل تھا مگر یہ بھی اسے
اشت کرنا تھا مگر کی صفائی مل ہونے کے بعد اس نے
اس سے بات کرنے کی تھان لی۔

”جیسے مجھے کچھ مہیا ہے۔“ اسے جھجکتے ہوئے لب
شالی کر ہی ڈلیا کیونکہ پورا گھر دونوں کے بغیر عجیب سی
رہ رہا تھا۔

”کس لیے۔“ وہ چیخ کر کے دوش روہ سے اٹھا تھا وہ اس کے لیے جانے بھی لگی تھی۔ کب لینے کے بعد اس سے سرو پر فہمائی لگا وہ ڈال جیل کاٹن کے پلنگن نفس ہی کو صاف بنا کر کتھراست میں پرمل دھاگوں سے کی گئی تھی لاسٹے بنائے بالوں کو قہرینے سے سمیٹ کے سادھی چوٹی بنائے ہوئے تھے وہ بڑوں پر لائٹ تنک لب اسٹک وہ عموماً اس کے کتے سے پہلے ہی طرح طرح کی تھی وہ خود جسے بھی مانتا تھا کہ گھر کے قہر کام وہ مانتے پرمل لاسٹے بغیر کہہ ہی ساری ہی ذمہ دار تھی نے اٹھائی تھی مگر کی ہر چیز لب جگہ پر صاف ستھری نظر آتی تھی۔ بل کر وہ بانی تنک مینے نہیں دیتی تھی وہ اس کی سلیقہ مندی کا دل سے قائل بھی ہو گیا تھا اس نے تو اس کی سونے کے پٹرس ہی کیا تھا۔ ابھی تک اس نے مساتی کلمات نہیں کہے تھے۔

کہیں سے اس کا ہر انداز دیکھ کر ہنستا تھا۔
 اس نے پوچھ کر گونسنے سرے سے ڈیکورٹ کر دیا
 قلب ہائی کوپ کچھ اتنا اچھا لگ رہا تھا کہ دل کرنے لگا کہ
 چاہے اس کی قربت میں بیٹھ کر اس کی تعریف ہی کروے
 مراد بھگت اور شرمندگی ہی بنا کر دے کیے کہا تھا اور پھر اس
 کی خواہا تھا کہ اس نے صرف گھر کی وجہ سے شادی کی
 ہے ہے نہیں جبکہ اب تو دل اس کی جانب مائل ہوئی
 رہا تھا شادی کو بھی تین ماہ ہو گئے تھے اس دوران وہ اس کے
 دل سے لے کر ہر جگہ جا چکی تھی۔ اور اب وہ کچھ دنوں کے
 لیے اپنے گھر کی ہو گئی کیونکہ شادی کے بعد کوئی بار نہ
 ہے کرے کے لیے ہی چار دن ہو گئے تھے تینوں خاصے
 پرانے دن تھے۔

”اسی وقت موہاں نے اپنی موجودگی کا احساس دلایا جو اس کے ساتھ ڈانٹنگ ٹینک ٹیبل پر بڑا تھا کال سرکری ہی تھا دل خوش ہو گیا فوراً بے تابانی ساتھ آیا۔“

سے افق

مسلل اشاعت کے 36 سال

آج بیتیاں اور جگ بیتیاں ایک دلچسپ سلسلہ دنیا
میر سے منتخب کردہ تحریروں کا مجموعہ جنہیں پڑھ کر
آپ کا دل و ذہن روشن ہو جائے گا۔ نسلوں کو
متاثر کرنے والا پاکستان کا واحد مصنف سحر اور
تفریحی جریڈو وقت کے ساتھ ساتھ نئے آہنگ
نئے رنگ اور نئے انداز میں قدیم اور جدید ادب
کا استخراج لیے ہر ماہ آپ کی دلیلیں پر

قارئین کی دلچسپی کیلئے خوبصورت سلسلے

خوشبو بخشنے منتخب غزلیں نظمیں۔ ذوق آگئی اقتباسات
اقوال زریں احادیث وغیرہ معروف دینی اسکالر حافظ
شیر احمد سے اپنے دنیاوی مسائل کا حل چاہیے

پہنٹا کی صورت میں دفتر سبیلہ کر لرن 35620771/2

نہایت دلچسپ اور جگ بیتیاں ایک دلچسپ سلسلہ دنیا
میر سے منتخب کردہ تحریروں کا مجموعہ جنہیں پڑھ کر
آپ کا دل و ذہن روشن ہو جائے گا۔ نسلوں کو
متاثر کرنے والا پاکستان کا واحد مصنف سحر اور
تفریحی جریڈو وقت کے ساتھ ساتھ نئے آہنگ
نئے رنگ اور نئے انداز میں قدیم اور جدید ادب
کا استخراج لیے ہر ماہ آپ کی دلیلیں پر

میر سے منتخب کردہ تحریروں کا مجموعہ جنہیں پڑھ کر
آپ کا دل و ذہن روشن ہو جائے گا۔ نسلوں کو
متاثر کرنے والا پاکستان کا واحد مصنف سحر اور
تفریحی جریڈو وقت کے ساتھ ساتھ نئے آہنگ
نئے رنگ اور نئے انداز میں قدیم اور جدید ادب
کا استخراج لیے ہر ماہ آپ کی دلیلیں پر

میر سے منتخب کردہ تحریروں کا مجموعہ جنہیں پڑھ کر
آپ کا دل و ذہن روشن ہو جائے گا۔ نسلوں کو
متاثر کرنے والا پاکستان کا واحد مصنف سحر اور
تفریحی جریڈو وقت کے ساتھ ساتھ نئے آہنگ
نئے رنگ اور نئے انداز میں قدیم اور جدید ادب
کا استخراج لیے ہر ماہ آپ کی دلیلیں پر

میر سے منتخب کردہ تحریروں کا مجموعہ جنہیں پڑھ کر
آپ کا دل و ذہن روشن ہو جائے گا۔ نسلوں کو
متاثر کرنے والا پاکستان کا واحد مصنف سحر اور
تفریحی جریڈو وقت کے ساتھ ساتھ نئے آہنگ
نئے رنگ اور نئے انداز میں قدیم اور جدید ادب
کا استخراج لیے ہر ماہ آپ کی دلیلیں پر

میر سے منتخب کردہ تحریروں کا مجموعہ جنہیں پڑھ کر
آپ کا دل و ذہن روشن ہو جائے گا۔ نسلوں کو
متاثر کرنے والا پاکستان کا واحد مصنف سحر اور
تفریحی جریڈو وقت کے ساتھ ساتھ نئے آہنگ
نئے رنگ اور نئے انداز میں قدیم اور جدید ادب
کا استخراج لیے ہر ماہ آپ کی دلیلیں پر

میر سے منتخب کردہ تحریروں کا مجموعہ جنہیں پڑھ کر
آپ کا دل و ذہن روشن ہو جائے گا۔ نسلوں کو
متاثر کرنے والا پاکستان کا واحد مصنف سحر اور
تفریحی جریڈو وقت کے ساتھ ساتھ نئے آہنگ
نئے رنگ اور نئے انداز میں قدیم اور جدید ادب
کا استخراج لیے ہر ماہ آپ کی دلیلیں پر

میر سے منتخب کردہ تحریروں کا مجموعہ جنہیں پڑھ کر
آپ کا دل و ذہن روشن ہو جائے گا۔ نسلوں کو
متاثر کرنے والا پاکستان کا واحد مصنف سحر اور
تفریحی جریڈو وقت کے ساتھ ساتھ نئے آہنگ
نئے رنگ اور نئے انداز میں قدیم اور جدید ادب
کا استخراج لیے ہر ماہ آپ کی دلیلیں پر

میر سے منتخب کردہ تحریروں کا مجموعہ جنہیں پڑھ کر
آپ کا دل و ذہن روشن ہو جائے گا۔ نسلوں کو
متاثر کرنے والا پاکستان کا واحد مصنف سحر اور
تفریحی جریڈو وقت کے ساتھ ساتھ نئے آہنگ
نئے رنگ اور نئے انداز میں قدیم اور جدید ادب
کا استخراج لیے ہر ماہ آپ کی دلیلیں پر

اس کا سروریا سے خاصا افسردہ کرتا تھا مگر اب تو وہ بھی نہیں
رہا تھا بیاری میں اس نے اتنا خیال رکھا تھا کہ وہ اس کی شکل
دیکھ جاتی تھی ہر انداز میں انتہیت اور محبت رہتی ہوئی ہوتی
اسے چاہیے بھی کیا تھا ہادی نے اس کی اہمیت جان لی تھی وہ
بھی پرسکون ہوئی تھی اس نے چاروں طرف میں گھر کی ساری
سینک دوبارہ کر دی تھی عید میں چاروں ہی توبائی تھے۔

ماڑہ جانداری سے ایک دن پہلے ہی آگئی تھیں گھر میں
ایک دفعہ زنی لگ گئی تھی ماڑہ سمر اور ہادی کو خوش دیکھ کر مطمئن
بھی ہوئی تھیں دونوں نے ان کے سامنے ایسا کچھ پڑ بھی
نہیں دیا تھا کہ ان میں کچھ مل رہا ہے سمر کے سینک سے بھی
ای او بار دونوں یکن ہمائی بھی آگئے تھے ساتھ ہی سمر کی
عیدی بھی لاے تھے پہلے عید وہ اپنے جیون ساتھی کے رنگ
گزار سے کی اتنا اچھا لگ رہا تھا۔

"شکر ہے سمر تم نے اس گدھے کو سدھارا" ماڑہ اس
کے ساتھ مل کر فروٹ چارٹ بنا رہی تھیں سمر نے گھر کو اتنا
اچھا دیکھ کر کیا تھا کہ ماڑہ اور عید بھائی نے سنا تھی کلمات
کئی بار لکھے تھے۔

"بہت مشکل سے قابو کیا ہے" سمر گوشی میں دلی ہنسی
کے ساتھ گویا ہوئی۔ اسی وقت وہ چہرے پر دنیا جہاں کی بے
زاری لیے ڈانٹک دم میں چلا آیا ماڑہ نے اسے اشارہ کر دیا
اور وہ چلی گئی۔

"کیا بات ہو رہی تھی جس" وہ غصہ ماڑہ کو نہیں سمر کو
دکھانے لگا جو ڈانٹک چہرہ کو دکھانے لگا رہی ہوئی آج ہی
اس کی کوشش تھی کہ وہ عید کے لیے لوازمات بھی تیار کر لے۔
بے فکر رہو تمہاری بات نہیں ہو رہی تھی" ماڑہ نے

مزید پہنچا۔
"میں کل سناپ کو دیکھ رہا ہوں میری بیوی سے کسر
پھس کر رہی رہتی ہیں۔"

"تمہیں اس سے مطلب میری بھی وہ کچھ لگتی ہے یا بڑا
بیوی والا" ماڑہ نے وہ صحت نہ لگائے اس کی عزت افزائی
کرے میں ایک تو پہلے ہی جھجھکیا ہوا تھا کل سے سمر اسے
جسم کی نہیں رہ سہی تھی مسلسل ماڑہ اور بچوں کے ساتھ بھی
ہوئی تھی۔ ہادی کو اپنا انکھر کے جانا مشکل کر رہا تھا۔ لکالی
بلیوں میں شلوار میں لمبوں وہ چن میں چلا آیا جو جانے کیا کیا

الہامات ہیں اور محاربتیں تھا۔ اس نے قمر سے جلوہ ہو کر

اب آگے بڑھیں

”یہاں ممکن نہیں ہے پایا میں ہرگز یہ سبھی موقع نہیں مضائع کر سکتا پھر میں ایڈوایس لے چکا ہوں۔ فلم بھی سامان ہوگئی۔“

اپنی مرضی مگر جاہت یہ کرنا ہے مجھے تم نے مجھے بڑی مشکلوں سے منت مہاجت کر کے منایا ہے۔ اگلی شب پایا نے مہاسے کہا تو وہ قدرے مطمئن ہوئی اور سرگٹس کا کرشن لیتے پایا پر سوچ رہے تھے آخر بھائی صاحب کو فراز میں ایسے کیا جن بھوت نظر آتے ہیں جن سے وہ خائف ہو کر اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں یہ سچ تھا اگر تاؤ جی نہ کہتے تو وہ بھی فراز کو غلوں میں کام کرنے کی اجازت نہ دیتے۔

.....
اس نے اپنے پیچھے کمرے کا دروازہ آہستہ سے بند کیا اور آگے بڑھ کر زینب کے کمرے کے دروازے کو آہستہ سے ٹاک کیا۔

”آ جاؤ مندنی۔“ زینب کی مدغم آواز سن کر اس نے دروازے پر دوڑا تو دروازہ کھلا چلا گیا تھا۔ زینب کہیں جانے کو تیار ہو رہی تھی۔
”آپ کو کیسے پتہ چل ہی ہوں؟“ مندنی اس کا متعجب چہرہ دیکھنے لگی۔ جس پر ایک مشتعل حزن پیرا کر چکا تھا۔ اس سوال پر وہ ردواری سے منکروئی۔

”میں تمہاری دستک پہنچاتی ہوں۔“ بیٹھوٹا۔“ زینب کی مدھر مسکان اور مدغم آواز اس میں یاسیت کا رنگ بٹا تھا۔ حسی خان نے اس سے گھڑ کر شاید پیشہ کے لیے اسے لھوڑا کر دیا تھا۔
”شاید آپ کہیں جا رہی ہیں زینب؟“ مندنی نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا اس وقت وہ گھلائی کسی فراک میں بیٹھیں تھی۔ یہ لباس جو اس کے پیروں کو چھو رہا تھا نہایت افسانہ ساز تھا۔ اس کے سامنے پرگھلائی دیکھا تو اس کا ہوا تھا جس کی جگہ جاہت اس کے متعجب اگلے چہرے کو انوکھی تانہ کی عطا کر رہی تھی۔

”ہاں میں آج سے مدرسہ چھوڑ کر رہی ہوں مندنی اب مدرسہ پہاں سے زیادہ دیکھیں ہے وہاں میں آج سے قرآن پاک کی تعلیم دیا کروں گی۔“ ہمیں بھگتے بھگتے کام تھا۔ اس کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے زینب کچھ خیال آنے پر پیچھے چونک کر بولی۔ مندنی نے بے خیالی میں سرگوشی میں ملایا۔ حالانکہ حسن نے اسے بتایا تھا کہ آج وہ اسے سارے ملو سکا ہے۔ ایک کنسرٹ میں مہاس کو بھی انڈی وائی تھی۔ حسن وہیں اسے لے کر جا رہا تھا اس کی سارے حلقوں کا چپکا دیکھتے ہوئے وہ تیار ہوا تھا بلکہ مندنی نے اس سے ملنے کی فرمائش خود کی تھی حسن نے مگر مندنی ایکلی حسن کے ساتھ جانے پر متاں تھی۔ اس کی خواہش تھی

اس نے دانت غلط بیانی کرتے ہوئے بہت آگے کا معاملہ ظاہر کیا مگر پایا پر جسے کوئی اثر دکھائی نہیں دیا۔
”کیڈو اس واپس کرو۔ پیسے کی یہاں کوئی کی نہیں ہے جتنا وہاں سے لیا ہے اس سے دو گنا میں دے دوں گا تمہیں۔“ ان کی بے نیازی اور شہادت پر قائل دیکھتا تھا۔ فراز پر اب وہ جلاہٹ غلبہ پہنے لگا تھا۔

”خات۔“ واپس کروں؟ پایا آپ کو اندازہ نہیں سارا اور اس کے پاسی و لپو کا لوگ رشک کر رہے ہیں میری قسمت پر۔
”لاکھوں سیدہ تھے اس چائس کے مگر کامیابی میرا فیہ بستی ہے میرا سچ۔“
”بھیکے زیادہ باتیں نہ سناؤ فراز لامیت اس چیز کی ہوتی ہے جسے ہم خاص سمجھیں۔“ میرے نزدیک اس کام کی کوئی اوقات نہیں۔ سچی قسمت میں انکار کرو اسے۔“ اب کے ان کا لہجہ بڑا قریبی تھا بلکہ کتنی درشتی بھی لیے ہوئے تھا۔ فراز نے ہونٹ جتنی سے جتنی کراہی سرخ ہوئی آنکھوں سے دیکھا پھر اسی ٹمبر سے ہونٹ مڑکائی۔ کچھ میں بولا۔

آپ کے نزدیک میری خواہش سے زیادہ اہم تاؤ جی کی بات ہے۔ کیوں بولتے ہیں آپ ان سے اتنا حور ان کی ہر جائز عبادت سے ہیں میں نہیں جانتا مگر پایا میں بتاؤں آپ کو میں ان کی خاطر اپنے کیرئیر کی قربانی توں دے سکتا۔ اب مرضی ہے آپ کی کیا آپ مجھے اس بات فرمائی کے بعد مگر میں رکھتے ہیں یا نہیں۔“ فراز نے اپنی بات عمل کی اور کمرے سے نکل گیا۔ پایا کے ساتھ میرا بھی چھوٹا چھوٹا ٹمبر تھا۔ ان کی خائف ہوئی نظر۔ شوہر سے گھرا میں جو بے حد عجیب انداز میں انہیں دیکھ رہے تھے وہ کچھ اور گڑبڑا میں کہ پایا اس حد تک کی کیفیت سے نکل کر ان پر بیک پر سے ان کا خیال تھا یا نہیں کی کہتا ہی ہے۔
”جیسا کہ پہلے ہی نہیں تھا وہ خود بھی اس کہتا ہی سے خارج نہیں تھے۔“ ہمیں کو صرف بھگتے اسکولوں میں پڑھانے سے ہی تربیت کا حق تو انہیں ہوجاتا تھا ان کو ان کی بے ہوشی اور ہرج تھم بات کو بے جہز کی سے منہ پر کہہ دیتے گی عادت پر یہ کہنا اہم تھا کہ خود امدادی ہے ان کے ساتھ ہی نہیں معاشرے اور طلبہ کے ساتھ ہی بہت بڑی ذہنی ہے۔

اس کے بعد وہ کچھ اور بھی بھائی صاحب سب سے زیادہ فکر مند رہا۔ اس میں میں سرگوشی کا احساس پشیدہ نظر آتا ہے اس نے اپنے اپنے کھانے پر دیکھا کیسے بولا تھا۔ اسے کہنا کر لے



مجھے ہے حکیم اذان
ام مریم

آپ ڈاکٹر ہیں نہ پتلیک جو ان کرنے کی بجائے
آپ نے دوسرے میں جو اٹک کر گئی ۹۰ سالہ انہیں خیال کہ
جہاں سے آتی ہیں اسی سے آپ "اس نے جھپٹے سے کہتے
ہاتھ لگوانی چھوڑ دی کہ وہ وہاں سے مسکرائی۔

”بلاشبہ سچائی بھی بہترین شے ہے۔ تعارفی احوال میں ایسے بھی بہت سے مقرر قرآن پاک کی تعلیم دینے اور قوم کو سکھانے سے بہترین عمل ہے۔ جس میں کام کوئی تکمل اللہ کرنا چاہتی ہو اس کا اجر اللہ ہی بہتر دینے والا ہے۔ تم چنانچہ کسی میرے ساتھ میں لکھو کہ اس کی جس وجہ سے ”مفتی نے کانہ سے اچانک پھر اسے لکھ کر مسکراتے ہوئے“

”مجھے آپ کی باتیں کچھ اتنی سمجھ میں نہیں آتی ہیں آپ کو یہ بتانے آئی تھی کہ ساحر سے ملنے کا چانس مل گیا ہے۔ چنانچہ آپ فارسی انجمنی میں حسن کے ساتھ جانے ہی والی ہوں۔“ وہ کیا سہیذا ہوتے درجہ کے ایک دم مجھے لگ گئی۔ نہ شب نے محسوس کیا وہ درجہ سے درجہ کا پڑ رہی ہے۔ یہ بھی اس نے

”ہیست آف لک ٹیڈ کے جو بھی ہو ہر لحاظ سے تمہارے حق میں بہترین ثابت ہو۔ مجھے بھی خوشی ہے کہ تمہیں تمہاری تلاش کا حاصل مل رہا ہے۔۔۔۔۔ لک ٹیڈ“ ستنی کا دل گدگداتا آیا۔ اس سے الگ ہو کر اس نے اس کے سب کچھس پوچھیں۔ دوسرے کا لایا۔ انعام میں آئی لکری اس درجہ پایتختی کے نائب مالدار کے ہونے پر۔

”تجربہ میں اسے پا کر کھودنے کے خوف سے ہر ماہی
اس کی تلاش کا حاصل نہ رہ سکتا ہے۔“

”تم اچھا آدمی تو ہو سکتے ہو مگر تم نے اس کا حال
 دیکھا تو اس کا حال سنا سکتے ہو۔ (اچھا ہوئے کی ساری امتیں ہی
 آپ ہوگی ہیں یہ سب اچھے بہت دیر کر چکی ہوں۔ وہ بتا دی شدہ
 انہیں دو بچوں کا بھی باپ ہے یہ ایسی حقیقت متکشف ہوئی
 ہے جس نے ہم میں ہول اگاتے ہیں۔ لیکن میں پھر بھی
 مست رہتا جاؤں حق ہوں تو اس کی وجہ سے ہی حق ہو سکتا ہے
 اور جبر و بازمانی کی صورت مجھے سنبھالنے کی اسی ہے مخالف
 ان سب سے زیادہ اور دلائے ہوئے والی دھجک پر توفیق
 ہے جس سے چوڑی تھیں کی پر توفیق ہیں اس پر بھی ہوئی
 ہے البتہ کر کے اور سرور کرنے کی اسے عادت نہیں تھی اس

ہی دوا دار اور باوقار تھی وہ دوا دار کھول کر حسن اعدا باہر سے
 کھانکھارے بھی حوجہ کرنے کا ہی ایک اعدا تھا۔ منی
 کھڑی پہلی حسن کی جو جھلک اس پر بھی دیکھنی ہی
 مجھوت بھی ہو گئی۔ اتنی ہی دکھی اور حیران کن تھی جی اس
 اس کے ہاں۔

آپ نے پھر میں سے جو چاہے گی۔ مکتوب نے ہمارے
 تحقیقی اعداد کا پھر عرض کیا کہ ان کا تھوڑا سا ڈھونڈ کر بیڑا انسانی
 خود کو سنبھالنا ہندی موجود نہیں تھی۔ اپنا بیگ لے کر اسی
 رشتہ نے حسن کو کھڑوں میں ہی شامیں اور تھکے کا پتہ
 پہنچا تھا۔

آئی دل آپ بھی چلتیں میرے ساتھ۔ ہندی بیگم
 آپ بزرگ کے سیدی ہوئی اور گراماں میرے کے ساتھ
 چلے گئے۔ اس کا گال نہی سے تھپتھپا اور کہا
 ”میں لکھی پیکوں پر نہیں جاتی ہندی اماں مت کر
 لیجئے اس کے“

”میں نے کچھ سختی ہوئی اس اوکے“ سندی نے جیسے بھرا کر روایت میں دیا اور انہی منزل کی جانب قدم بڑھایا۔ یہ منزل جس کا اہتمام ایک ہی مقام پر ہوتا تھا جس کی بات تو لوگوں کو معلوم نہیں تھی کہ جس نے اپنا راستہ اپنا مقصد منظور کر لیا ایک منزل ایک مقام پر اکٹھا ہوتا تھا۔

رہتی وہاں نہایت ہی گریں

تیرے ہجروئی میں سولی چڑھاں
دل تال غماں سے اے کے میں اپنی ہوش پڑا کے

میں نے انجمن اہل حق کو

[illegible]

ہم پر ہمارے قریب ہوتا ہے۔ سارا ہی اہل و عیال تقسیم
کے لئے ہوتا ہے۔ یہاں خصوصاً کے طور پر ہم پر ہمارے قریب
ہوتا ہے۔ یہاں خصوصاً کے طور پر ہم پر ہمارے قریب
ہوتا ہے۔ یہاں خصوصاً کے طور پر ہم پر ہمارے قریب

لکھی رہی ہے کہ اگر آپ چنڈل میں ایک نکتہ قرار دے کر
 اس کے قریب سے گزریں اور ایک نکتہ قرار دے کر اس کے سینے
 پر ایک نکتہ قرار دے کر اس کے سینے پر ایک نکتہ قرار دے کر
 اس کے سینے پر ایک نکتہ قرار دے کر اس کے سینے پر ایک نکتہ قرار دے کر
 اس کے سینے پر ایک نکتہ قرار دے کر اس کے سینے پر ایک نکتہ قرار دے کر

[illegible][illegible]

معاذ اللہ جسے اللہ تعالیٰ سے خوف ہے وہ کونسا ہے؟

[illegible]

فصل کا ثبوت حسن کو کھلا کر کہنے کی خواہش ہوگی

[illegible]

آپ پریشان نہ ہوں، ہم سوٹ کر لیتے ہیں۔ بے چارے۔ وہ ادا تو
 نندنی نے اس کی تھپکی کر سیکوں کے بیچ میں سے چرا کر میت
 خالی ہو چکی تھی، راستہ ہاتھ دھو لے آئے، مجھے بتائے ان کا کہہ رہے
 تھے۔ جہاں دم خیل چاہی تھی۔ نندنی ابھرا کر وہیں دم خیل۔

میں سے ملنے کی خواہش جتنی بھی شدید تھی مگر اس کا گریز اسے
نوجوان لڑکوں کے چنگ لکھس جانے پر مانع نہیں کر سکا۔
”ہم یہیں ویٹ کر لیتے ہیں۔“ وہ ہنسی بکائی۔

اس سے مل کر حسن جواب میں کچھ کہتا سارا کو کھیرے
کھڑے مجمع میں یکدم ہلچل مچ گئی۔ خیر انہو جاور میں مستحضر ہوا
چلا گیا۔ ہندی کی انھریں جو ملی کے عالم میں بھی مگر یکدم ہی
ساری حیات سمیت لائیں۔ وہ وہ سے دیکھنے میں جتنا حسین
اور خوب دیکھا تھا تو وہ کی یہ جلوہ گر تھی تو جسے قیامت مگی۔ وہ اپنی
جلوسے حرکت نہیں کر سکی۔ چلکس نیم والے کھول کے ساتھ کتہ
زدہ تھیں۔ عباس شمع کو چیر تاتیزی سے باہر آ رہا تھا۔ سیل فون اس
کے کان سے آگے ہوا تھا اور چہرے پر بڑی ہی جھلک رہی تھی۔

ڈونٹ دی عریض میں جس میں دعا لکھی تھی کہ "میرے دوستوں نے جلدی ساکن کٹرے میں کی بعد بھاری اور کوشش کر کے جلد آواز پائی تھی۔ لوگ اس کے چبھے لپکے رہے تھے مگر وہ نظر انداز کیے اس کے اترے کو بیڑیوں کی جانب آیا مگر اس کے نیچے قدم سے تھوڑی دیر تک ٹھکا ٹھکانا تھا اس سے بچھا ملے بری کشتی جسے کی ہانڈی ساکن مگر بلا کی اور بلدی البریٹن اور لاسلے میں مشر

ہیئتے لیے قیامت جز سمن سے ہے ہجر گزری اس میں من و کو
 محی۔ عباس کا وہ نہیں ہٹا کہ وہ چاندنی میں نہا لی ہوئی کوئی البیڑا
 محی عباس کو اپنی نگاہوں کی ہے اختیاری پر اختیار نہیں رہا تھا۔
 عباس کا اعتقاد اور پھر رکنا چلا اس کی نگاہوں سے پوشیدہ رہا تھا۔
 وہ ہر نگاہ کا سر کرتا تھا اس کی نگاہ کو جو رکھ رہی تھی وہ کسی پوشیدہ
 رہ سکتی تھی۔ ہندی بھی اس مسکند کیفیت سے افریقہ کی تھی تو وہ
 عباس کی دل جز کا ہیے والی تھی وہ جو پیش قدمی تھی۔ صورت
 حال چھٹی تھی ان کی محی اس سے نہیں زیادہ گہرا ہوت و غیر یقینی
 میں چلا کر دے والی۔

وہ اپنے طور پر سارا کو غلبہ کرنے کے خواجہ کرنے کے
انہوں نے طرے سوچ چکی تھی۔ کہیں گمان تھا وہ بھی اسے دیکھ کر
عام لوگوں جیسا ہی رہی انکسٹن سے گا وہ جو میرا اور جرنی کے
باعث ہی اب گنگ اور ہی گئی۔ ساحر نے بے سکتے چند قدم
اٹھائے اور اس کے دیوتا کے لڑا خود اسے غلبہ کیا اور مسکرایا۔

آپ صاحب کی عیاری میں جانا تھا مگر آپ ان کے سامنے اتنی نیشور ہو جائیں گی مجھے ہرگز اندازہ نہیں تھا۔ لوگ تو باقاعدہ ملک کے سب سے بڑے آپ پر جس وقت حسن نے گاڑی اشارت کی اسے سر جھکا کر اسی کیفیت میں پا کر سگرا کر لنگھتا گاڑی روندتی ہے کہ کسوں کو اس کا سر جھکا ہوا ہوتا۔

آئی ایم سولی مگر مجھے کچھ نہیں آتی اگر آپ صاحب کا تاج بندہ کرتی ہیں تو ان سے آپ نے بات کیوں نہیں کی۔ چلے خوش ہونے کے آپ مجھے لاس لگ رہی ہیں۔

حسن الہی بھرت کا اظہار کے بغیر جس وہ سکا لائی مگر جنگی بیگوں والی ہے تو اتنی ہی کمیشن رہتی تھی اپنے اند کو وہ نظر انداز کر ہی گئیں سکا تھا۔ زندگی کا دل بھرا یاد خواہی کیفیت سمجھنے سے

”میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں نہ سب اچھے کہے
کہنا ہوگا؟“ اس شام وہ بہت سے چٹکی سبز نیکی
گھبراہٹ سے دوہرا پاتے ہی جس طرح چھوٹے مدعا
نے سب کو حیرت میں مبتلا کر رکھا تھا۔
”اتنا اچھا کہ وہ عیادت میں فیصلہ کیا تو ہم
سب کی حیرت تمام نہیں ہوتی گی۔
آپ کو خوش ہونا چاہیے شاید ہی اس سے
اسے اسلام قبول کیا ہو۔“ سنی کے بات لانا چاہی ہو
چوبیس کی خوشی۔
”مسلم علیہ السلام نہیں ہے خدائی کہا ہے جو
تیار کر لیا ہے اس سے جڑ ہو کر اسے کہہ کر لیا

[illegible]

نہیں لگا۔ یقیناً وہ اس کی خوشحال سے مجلس ہو گئی تھی۔
 "اے کونسا لڑکا؟" میں نے اس سے مل کر پوچھا۔ وہ لڑکا کونسی فیصلہ
 کر رہا تھا۔ شاید آپ لڑکا، کہتی ہیں۔ "وہ یکدم حقی رہ پڑا
 تھی۔ اس نے بے تاملی میں کہا کہ وہ لڑکا کونسی سے لگا
 گئی۔ یہ سب کچھ سمجھ کر کہنے پر وہ لڑکا کونسی کی
 پرکھائی کا قادیانہ تھا۔ وہیں ہوا کہ قادیانہ کونسی کی یہ کہانی اسے
 حوصلہ دلائی تھی۔ جس نے اسے اس بات کا اعصاب پر سوار نہیں کیا۔
 اس نے یہ سوچ کر خدا کو مل دے گی کہ وہ کونسی کو بھروسہ ہے۔
 کرے گی بلکہ اسلام کے متعلق کچھ کتابیں دے گی شاید وہیں
 یقیناً اسے فیصلہ ملے کہ اسے کونسی سے ملنے کے لیے جی قبول
 کرے۔ یہ وہی لڑکا تھا جسے وہ سب سے پہلے ملے تھا۔

"تم بھی ساتھ چلو لا لدا اپنی پسند سے لینا جو لینا ہوگا۔"

لارے بے فکر سے ہی اپنے لالہ کی سی ٹھنی کے دل میں جتنے تھے شادی کی باتیں لے ہوئے اس کے اندر کسی ہولنی زندگی کا احساس تھا کہ لڑکھال ہو رہا تھا کوئی بھی تم کہہ کر تک مٹایا جاسکتا ہے بچے لکھا تھیں کوہل دل سے بچنے والے کو بلا خرد بیان کر دی دیا کرتا ہے اس پر بھی عجیب سی درانی و سنائے کا راج تھا نہ دل تھی نہ بڑی، لیکن اب ہر جگہ لارے بے کے وجود نے پر کرتا تھا سو اس نے چپ چاپ یہ ذمہ داری اپنے کاغذوں پر اٹھال دی تھیں ایک ہفتے سے اس نے کان سے چٹھیلی کی ہوتی تھیں وہ روز بھی بابا جان کے ساتھ کبھی لالہ کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی تھی مگر آج بابا سائیں کے ساتھ لالہ نے بھی انکار کیا تو لارے بے گڑبڑ نے لکھا بابا سائیں کی تو طبیعت بھرتی اب تہ لالہ کو قائل کیا جاسکتا تھا سکندر کے آن کل جو تیرہ تھان میں تھا اب بہت خطرناک ہو سکتی تھی۔ بابا سائیں با پھر لالہ کی موجودگی میں وہ شرافت کے جانے میں تو رہتا تھا کان بھی وہ جھپٹے ایک عینے سے سکندر کی بھانے ڈانچہ کے ساتھ جاری تھی۔ اس میں سکندر کی بے پناہ مصروفیات تھیں لارے بے کی کوششیں کا عمل دخل تھا وہ بے حد جھکا لکھی لکھی سکندر کے سائے سے بھی بدکنے لگی تھی۔ اس رات کی سکندر کی باتیں اس کی حرکات و سکنات کچھ بھی تو نظر انداز کرنے والی نہیں تھا وہ بے بھی سوچی نظر اور گہرا ہنست بھالے لگتی۔

"بہت تھک چالی ہوں بچو پلیز مجھے نہ لے کر جاؤں مجھے آپ کی پسند پر چھوڑ دے" اس کے صبر کے جواب میں لالہ کی مصیبت قابل دید تھی۔ لارے بے دل میں ہنر بڑھونے کے ساتھ کھٹکھٹ کر پائی۔

"بابا جان حاتم چا چا چلے جائیں گے میرے ساتھ۔" اس نے پہلوئی کا ایک اور صل نکالا اور ڈانچہ کا نام لیا مگر بابا سائیں نے فی الفور تجویز رد کر دی۔

"بچے کہاں اس بچارے کو اس عمر میں باتوں میں خواہ کر دی سکندر علی تھک ہے میں بھی سکندر کی تنہا ہے ساتھ موجودگی کے باعث مطمئن رہتا ہوں۔" انہوں نے گویا اتنی ہی ختم کر دی اور لارے بے پر فرار کے سانس لے رہے ہو گئے۔

(کھا نہیں جائے گا مجھے وہ لور میں اسے سر پر اتھا آخر سوار کیوں کر رہی ہوں؟) لالہ... اسے جرات نہیں کہ مجھے انکھیں دکھا سکے وہ آج بھی میرا دلانی ملازم ہے میری کوئی افروز بھی

اسے میں سے اتھا کرتا ملان پر بٹھانے میں ہے۔

نے خود کو حوصلہ دیا پھر جس وقت وہ حیرت انگیز صحت پر نہت کے شلو اور پیریا ف ہاتھ لگائے پتہ چل گیا کہ سنبھالے اسل فون پر جو فیسر ہل کر تھی فیزی و فطرت سمیت پورے کی جانب آئی تھی تھیں اس کا شعر سکندر جیسے اپنی آنکھوں کی دنیا میں اڑتا تھا جس کرنے لگا۔ دل فریب تو وہ نہیں ہرگز کرتے دن کے ساتھ جیسے کچھ عمر کی بچہ کی تھی سکندر کیا جان کو نام پر رکھتا تھا اور وہ اٹھالہ خیال رکھنا میں شام سے پہلے کوٹ آس کی ایسے پہلے رات کا کھانا تیار کر لیا تو کہ "سکندر کھانا لالہ نظر انداز کیے اس نے ملازمہ کو جو اس کے ہمراہی چایات دیتے کھانا سے پچھلا ہوا دیکھ لالہ اور اس سے بدگرو پڑ سکندر نظر انداز کیے اس کی منظر تھا تھا جانے کس احساس کے تحت اس کی آنکھیں مرقی و مرقی فرقت ڈور دھاکے سے بند کر کے ڈانچہ تک سیٹ سنبھالی اور بے حد خراب موڈ کے ساتھ اشارت کی تھی۔ ایک دو جگہ تو ایک سیٹ ہوتے سکندر کی اس ریش ڈانچہ تک کی وجہ سے اس کا سر ہر شدت سے سانسے سیٹ پر جاکر تھا۔

"تمہارا دل اور دست سے سکندر آہستہ چلاؤ گا۔" اسے منہ دکھانے کا سوچ کر ٹیٹھی تھی اتنا بڑی کی کہ اس کی وہ پر ہم نظروں سے اس کی پشت کو کھوئے گی مگر اس پر کسی قسم کا اثر ہوا اور انداز تھا اتنا ہی جی کا ڈیڑھی اسے کرنے لگی۔ ایک گاڑی کو اس نے اسے خطرناک لور تک کیا تھا کہ وہ بھی سی گاڑی چکلتے رہ تھی۔ لارے بے اسان خطا ہونے لگے۔

"اگر تمہارا سر نے کارلادہ جیتو براے سہرا پائی مجھے وہ۔" وہ فوجی کیمپ میں ٹرائی۔ جواب میں اس نے عجیب پنڈیلیانہ قہقہہ ہنسا۔

"تمہارے ساتھ ہی تو مرنے کا ارادہ ہے جان کر کے کیا کروں گا۔" اس کا لہجہ ڈانچہ جی ہوا تھا۔ دل انچل کر طلق میں آ گیا۔ اسے واقعی ایسا محسوس اپنے ساتھ ساتھ اس کے بھی فون کا پراسا ہوا۔

"سکندر... گاڑی روکو پلیز۔" جب اس نے

بہت خطرناک انداز میں مڑا تو صرف انہوں نے کہہ دیا
 چہ جائے کہ آواز نہیں گونگی تھی لینڈ کرڈر بھی نقصاں پہنچ کر
 وہ باہر لہرا کر زمین پر آئی تو لاریب نے فن چڑے کے ساتھ
 تقریباً چھپنے ہوئے کہا تھا اس کی آواز میں واضح لڑائی تھی۔ وہ
 جیسے داسے کو تاراج کر موت کو سامنے پا کر ساری تخیل و فطرت
 لے بھول چکی تھی۔ جان قتل پکاری ہوئی ہے یہ بات اندازہ ہوا
 تھا سکند جو اس بلڈ وٹھی ہوا تھا کہ لاریب کی تھی اور سر پر
 آواز نے اس پر ایسی کیفیت میں بھی حیران کن انداز میں اثر
 پریمی کی تھی اور اگلے لمحے گاڑی کو نکلتے بریک لگے تھے ایک
 زوردار جھٹکا لگا اور جیسے کوئی قسمت آتے دے ہوئی کہ لاریب
 کے حواس ابھی تک بکھرے تھے سکند نے بیک و
 سر سے اسے غماز کیا تو کچھ بھی نظر نہ آ سکا۔

”آئی جلدی ڈاؤن گھبرا آئی غلام ہوتا لاریب اسی تو سکتی نہیں
 میرے ساتھ فرمے نہ بھی آتا وہ نہیں۔“ اس نے جھینپا ہوا سانس
 کھینچا لاریب کا دل بھی وہ پش و حک کہ وہ میں آ کر تھا۔ سیاہ
 عینکس بال بچہ کی نرم گرفت سے پھیل کر لٹوں کی صورت
 میں کانٹے ٹھکانے اور چہرے پر پریشان نظر آنے لگے سکند
 نے سر ہکا مٹا دیا۔

جدلی سے تو بھترتا م زہر دے دیتے
 تھہرا نام ہو جاتا تھا کام ہو جاتا
 وہاں کو وہاں پھول سے سینٹھے ہوئے لاریب نے اس کی
 محسوس آواز کی قوت اور حکمت سے وہ گیارہویں دھڑکنے سے
 کہنے آہستہ آہستہ کچھ ہاتھ بال اس کے پھول کی بے جان
 ہوئی گرفت سے چھوٹے اور چہرے سے چہرے کو دھونے پر لہرائے
 لگے سکند نے عاشقانہ دیکھ کر پوچھی تھی۔
 حیران حال تھی تیری طرح میں کس ہے
 وہی شباب تھی دل کشی تو ہی انداز

لاریب کا دل اچھل کر مطلق بن گیا۔ سکند کا دل پتھر کی
 نے کچھ بھی نہیں دیکھا تھا اسے اس کی سکند سے غور سے لگا۔
 وہ یکدم کتابے پاک ہو چکا تھا اس کی گھر بہت سرائیکی میں
 بنے لگا۔ اس نے وہ پشوا کر سرعت سے اپنے گھر کو پشوا
 خانہ ہوئے ہوئے لگا کہ لاریب بدل لیا۔ عجیب سی بے بسی اس
 کا اظہار کرتی لگی تھی۔

”سکند“ اس سے پہلے کہ سکند کچھ کہہ وہ چھٹ پڑی۔
 ”کی جان سکند“ وہ اندازہ ہوا لاریب نے جوں ہوتے

چہرے پر جھلکی نظروں کے ساتھ بعد کی اسے اسے
 ”کیا بکواس ہے یہ گاڑی کیوں روکی ہوئی ہے“
 میں پائل آؤٹ ہونے لگی۔ لیکن سکند کی نظر اس کی
 جھک۔ لاریب کے وجود میں ناگوارت کے ساتھ
 جھٹکا لگا کچھ بھی احساس نہ تھا چلا گیا۔

”گاڑی چلاؤ“ اس کے حکم کے تحت لاریب کی گاڑی
 تھی۔ سکند نے بیک کی حرکت کر کے گاڑی کو روک دیا
 اور پھر بیک سارے گاڑی کے ساتھ چلا گیا۔

”یہ گاڑی اس وقت تک نہیں چلے گی جب تک
 یہاں۔۔۔ میرے پاس آ کر نہیں بیٹھ جائیگا۔“ سکند
 اٹھتے اور فرمائش نے لاریب کا دل اسے گھما کے رکھ دیا۔
 کے خیال میں وہ سب سے بڑھتا تھا۔

”آر پیسڈ؟ تمہیں اندازہ ہے تم کیا کر رہے ہو؟“ وہ
 ہوئے کچھ میں چلا گیا۔ جواب سکند نے اس کی نظر پر نظر
 حصار کیا تھا۔

”داخل اندازہ ہے شاید تم یہ بات بھول گئی ہو کہ تم
 میری تو تمہاری بہن کی بیٹی ہے۔“ وہ پھر بھی تو سکند کو
 نظر آنے لگا۔ شاید اس کا دل ایک ہی انداز میں جھٹکا جاتا
 گا۔ وہاں کے باعث تھا کہ لاریب کا چہرہ چلنے لگے کس
 اور احساس کے تحت سر پر ہوا ہونٹ جھٹکی وہ بے حد عجیب
 مول نظر آنے لگی۔

”تم جو بارت کرنا چاہتے ہو سکند اس کا نہیں کوئی کام
 حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ میں حتیٰ کہ یہ نہیں یہ
 ہوں کہ وہ جھل میری ایک حقیقت تھی۔ جسے میں کسی کی
 ختم بھی کر دوں گی تیری افعال میرے مسائل اور بھید ہیں۔
 کس لیے کرنے سے قاصر ہوں۔ مگر تم۔۔۔“

”مگر تم مجھے اتنی پسند ہو کہ میں اس مختصر عرصے میں
 تمہاری اس حقیقت سے بھرپور فائدہ حاصل کر لیتا ہوں۔“
 سکند نے کچھ کچھ بھی حاصل ہونا چاہیے لاریب نے کچھ
 بات کاٹ کر پھینک دے ہوئے بولا۔ اس کا کچھ شہ قوت
 کے ساتھ اور احساس نے لاریب کا چہرہ ایسے سرخ کر دیا
 کہ اس نے دل کی گدگدائی ہو۔

”مجھے ہرگز اندازہ نہیں تھا کہ تم اس قدر کمزور
 رکھے ہو گے۔“

”تم اندازہ مجھ سے کیا نہ کر سکتے تھے؟“

پھر اس کی بات کاٹ کر طرے لگے۔ لاریب نے جواب نہیں
 دیا اس نے اپنی آنکھوں سے اسے گھورا سکند نے اپنی
 اس کے سر پر پھر پھر وہی خیر خواہی لگی پھر سرکھٹ ہوا کہ
 وہ بڑھتا۔

”میں یہ کہہ رہا تھا کہ میں ہوتا موقع سے فائدہ اٹھا رہا ہوں
 سب سے جی اس حقیقت ہوئی اور میں اس میں نہیں ہوں۔“
 لاریب نے غور سے دیکھا کہ وہی اور لا چاری دھچک کا احساس
 تھا۔ لیکن پھر کچھ کیا تھا کہ جب وہ دلی تو اس کے کچھ
 میں ملنے لگا۔ وہ گھٹ گھٹ کا مرقع تھا۔

”تم میری بکواس کرو مگر یہ طے ہے کہ میں تمہاری گھٹیا
 دہائی نہ کرنے والی نہیں ہوں۔ میں وہاں جا رہی ہوں۔“
 جیسے وہ بڑھتا۔ ”تو کو سننا کہ وہ گاڑی کا وہ اندازہ بھول کر باہر
 تھی کہ جس نے کچھ کی کسی چیز سے حرکت میں آتے اس
 کی پشیمانی کو اپنے دل میں دیکھ کر کام پھیل گیا کہ وہ پشیمانی کی پوری
 نہ نہ تھا۔“

”تمہاری فیل سے بھر کر سکند تم مجھے بھری خواہشوں کو
 اٹھانے کی بجائے۔۔۔ لیکن تمہاری ایک کالی ابھی بھی میرے
 پاؤں سے کچھ نہیں گزرتی۔“ اس کا کچھ عتاب تھا اور سکین تھا
 نہ نہ لاریب سے لاریب پر اندازہ ہوا تھا سکند کی گرفت میں
 تھا کہ وہ کچھ اپنی صورت ترک کر گیا اور تن بدلنے میں خشک
 ہو گیا۔ لیکن وہ بھی خطرناک اور سفاک شخص تھا۔

”میں اس شخص کی شکست کے مظہر آ سکتی ہوں۔“ لاریب نے
 اس کے چہرے پر۔

”جسٹ وہ آ رہی ہوں میں غرور میں۔“

”اب اس شخص کی شکست کے مظہر آ سکتی ہوں۔“ لاریب نے
 اس کے چہرے پر۔

”جسٹ وہ آ رہی ہوں میں غرور میں۔“

اور بھرتی ہے ہندو۔ وہ سراسر اندازہ دے چکا ہے بلکہ اس کی مقبولیت
 دہاندی میں ابھی بھی کوئی نہیں لگا تھا۔ لاریب اس کی تنہائی
 ہیں وہ سب بھی کچھ کم سن نہیں ہوں گی مگر اس نے ان سب
 میں سے تمہیں اہمیت دی ہے اس اہمیت کو اور بڑھنے دو کم از کم
 اتنا کہ تم سے خود اہم کرے۔“

”آپ کا اندازہ چند من میں اس کی خاطر کرتا ہوں؟“
 اب وہ میرے سامنے ہے تو میں پھر سے صبر کیسے کر سکوں؟
 کیسے جبر کروں اور اس کی خوش رفت کی بھرتی نہیں ہوں۔“ جواب
 میں ہندو کی سرقد سے لاریب سے سبک لگی تھی۔

”یہ ہرگز کیسا سبکی ہوئی ہے ہندو کی کہ اس صورت کو اپنی
 زندگی اپنے دل میں کچھ کوئی خاص مقام نہیں دیتا جو کہے ہوئے
 پھل کی طرح ہے اس کی جوبلی میں گرنے کو بے تاب رہتی ہو۔
 مرد کو روایت کا کچھ ایسے ہی نہیں کہا گیا کہ وہ ہمیشہ قابل درائی
 شے کی جانب لپکتا ہے اسے یا احساس والا کرنا ہی قدر قیمت
 اور وسوسہ کا مرنہ کہ ہندو کی کہ تم خود اس پر جان دینے کو تیار ہو۔
 میں جانتی ہوں تمہارے چندیل کی بے قراری کا عالم کیا ہے
 چاہے کی خواہش مگر ہندو کی جذبات کو خاص طور پر ایک صورت کے
 جذبات کو پھر سے سکند کی طرح نہیں ہونا چاہیے کہ وہ سال پر
 سرخ کر لیا۔ وہ جو بے پایاں کر لے۔ صورت کی مثال فضا میں ہوا
 چنگ کی طرح ہوتی ہے جو کہ روٹی ڈور کے سہارے آسمان کی
 وسوسوں میں پرواز کرتی ہے مگر جب تک جب تک کہ روٹی ڈور
 مضبوط رہتی ہے وہ وسوسوں پر پیر کرتی ہے مگر جیسے ہی ڈور کمزور
 پڑی یا توئی تو وہ ہوا کے دھڑ پر پستی کی طرف رخ کر لیا کرتی
 ہے۔“ لاریب نے اسے سمجھاتے ہوئے کچھ کھول کا وقت کیا
 پھر گھر اس اس پھر کے اسے بخود دیکھا اور نئی وجہ تھیں اسے انداز
 میں اس کا حال ایک گھر کی روایت سے ہوا۔

”اس میں کچھ جانتی کہ میری اتنی باری دوست کو کچھ کسی کی
 نظروں سے گرنے کی اہلیت سب سے خاص طور پر اس شخص
 کی نظروں میں جو اس کے لیے پوری دنیا سے باہر وہ ہم خاص
 ہے۔“ بات جتنے خوب صورت انداز میں لاریب نے اس کی اتنی
 ہی آسانی اور سہولت سے ہندو کی کچھ سمجھائی تھی۔ اس نے لاریب
 میں جان لیا کہ اس شخص کی شکل نہیں ہو سکتی۔ وہ اگر مغربی
 زبان بول رہی تھی تو سراسر ہندو مشرقی مراد تھا ہندو مشرقی
 شکل ہوتے ہیں۔ یہ تو کچھ جانتی تھی۔

”میں اس وقت کا یہ اندازہ کر رہی تھی کہ اس کا جواب آپ خود

دے رہے تھے کہ کچھ کرنا ضرورتاً تھا جس میں مسکروں۔
 (مجھے تو بھی اپنی خوبصورتی اور دلکش کی قدر و قیمت کا
 اندازہ ہی نہیں تھا۔ مجھ سے اسے اہمیت دے دے اسے سونامی اور
 کھانے کا خیال ہی نہ آتا تھا۔ یہاں لگا ہوا نے مجھے سہارا تو
 مجھے اندازہ ہوا یہ میرے لیے کتنا اہم ہو کہ میری ضرورتی ہے اس
 میں اتنی حسرت نہ ہوئی تو تمہاری نظر اس انداز میں مجھ پر پڑتی نہ تھی
 از خود مل کر میرے پاس آتے)

اس نے بلیک ہیڈ کا تالیاں پہنا تھا جس کے گلے
 پر بہت لمبا کٹس کا مہا ہوا تھا۔ دوپٹے کا کٹس ایک ٹکٹف بنا گیا
 تھا اس نے جی جان سے تیاری کی تھی ایسے کہ سارا سہا نکھاتا تو
 بس اس کے وجود کی عمر گھنٹوں میں کم ہو جاتا اس کے دوپٹا
 جگمگاتے بازو اس لباس میں ایسے کدے تھے جیسے سیاہات
 میں موی خیمیں روشن ہو کر روشنی پھیرتی ہیں۔ دلان خوش تھی کسی
 گرجن میں خوش قیمت پٹھن تھا جس نے اس کی صراحتی وار
 گرجن کی خوبصورتی کو اور بھی اجاگر کر دیا تھا۔ کانوں میں پیل
 کے ٹائیس تھے۔ ہر دوں میں اتنی ہارک باز پڑی تھی کہ جس کی
 جھلکار نہ ہونے کے برابر تھی۔ غرض اس نے میرے ہاتھوں سے
 لے کر ہی دل کے خاتون تک خود کو سونپا دیا جا کر گیا تھا۔
 زینب جو اپنے دھیان میں اندھا کی تھی اس کی تیاری دیکھ
 کر چھٹکتے ہوئے اس کے حسین جلوے کی جلیبوں کے آگے دم
 بخود رو گئی۔

"کسی لگدی ہوئی میں زینب؟" وہ بہت ترنگہ میں اس
 کے سامنے اپنے پاؤں کے بل مگولی اور بے حد نرم سے مسکرائی۔ گویا
 اپنی عمر انگیزی کو بھی پر فر کر رہی ہو۔ جیسے جیسے اسے دیکھتے گاتاب
 کٹس لائے گا۔ خاص طور پر سارا خدائی اعتماد آتا تھا اس کے
 اندر ساری خوش فہمت پر اس کی اہمیت پر۔
 "بہت پیاری لاشاؤ! وہ تو جیسے اتنی حسین ہو کہ مجھ میں اس
 آرائش کی ضرورت نہیں۔ اس وقت تو میرے پاس لفظوں نہیں
 کہیں جا رہی ہو کیا؟" زینب کے لہجے میں محبت بھی تھی اور
 غلوں بھی۔ رفتی سرشار سے اعزاز میں بیٹنے لگی۔

"جی سارا سے ملے انہوں نے خود بولا ہے مجھے بات
 کرنے کے لیے۔" زینب کے چہرے پر ہلستے ڈھب کے
 آواز کو کہتے اس نے ہاتھوں جھٹکایا اور پھر جھٹکاتے اس کا سر اس
 کی گردن بہت قدر خیر سے انداز میں اٹھائی تھی۔
 "اگلی جاؤ گی کیا؟"

"جی اگلی۔۔۔ مجھے سارا سے ملے تو اس وقت ایک
 چاہیے۔" زینب کو تو دل سے کم سے کم خواہش تھی کہ زینب
 نے خود میرے انداز میں جھٹکایا۔ جب سے سارا وہاں میرے
 شرم ہوا تھا۔ زینب کو تو دل سے کم سے کم خواہش تھی کہ زینب
 میری خود کو جو بیکہ گائے گی اور رفتی کی وجہ سے تو وہاں
 زینب کے پڑھانے اس میں نہیں یاد کر جاتی تھی۔ وہاں وہ
 گریز اور احتیاط کا دل نہیں تھا۔ سارا جاتی تھی۔ زینب کو تو دل سے کم سے کم
 تھی وہ نہیں جانتی سب سے بڑھ کر یہ کہ شہرت نے اس کا اور کچھ
 تھا۔ وہ کیوں خود کو کھلا اور خود کر کے اس دھجک پر ہوا وہ نہ
 زینب اس کی اس دھجک آتش کے بعد سارا سے شک ہے۔
 ہے۔ لیکن جی کرتی اس احتیاط کو کچھ بغیر مانی مانی پر
 تھی۔ رفتی کے انداز کو دیکھتے زینب نے بھی خاموشی
 کر لی تھی۔

"جلدی آ جانا رفتی! آج میرا دلہہ تھا جس میں جامعہ
 جانے کا ہے ساتھ تم کہہ رہی تھیں نا مسلم ہونا جاتی ہو
 خیر میری۔۔۔ ریش آف لکٹی لان لکٹ۔" زینب نے اسے
 رفتی سے کہا اور بات ختم کر دی۔ رفتی نے بھی کامیاب
 دیکھے وہ دونوں ایک باہر چلے گئے۔ اسے الگ ہو کر
 رہا ہر طرف اور لفظ راستوں پر چلنے کے لیے مگر یہ غصہ
 کسی ایک منزل کی جانب لیے جانے والے تھے۔ کون جانے
 کہ اس کے جسے میں دہشت کی تھی یا پھر کہ اس نے ہدایت سے
 موزوں تھا۔

وہ تیار ہو کر بیٹھ کر سے تھی اور پری منزل پر پہنچنے
 غرض سے سیریلوں کی جانب آگئی۔ ایک ایک سیریل
 سے چڑھتے تھی اس کا ہاتھ بار بار اس کے ہاتھوں سے
 وہ چھوٹا سی گئی۔ یہ لباس اسے ہرگز پسند نہیں تھا۔ وہ پہنا ہوا
 تھی مگر صرف لالہ کا دل رکھنے کی خاطر اسے پہنا ہوا تھا۔
 لالہ کی فرمائش پر اس نے منہ کیا کیسے بھول میں اس کا کپڑا
 گیا تھا۔

"آپ پر بہت صوب کرتا ہے جیسا میری شادی کی
 میری ایک بات تو جانی چاہیے۔ میرے پاس ایک سیریل
 ہے۔" ان دونوں بات بات پر چٹائی ہو رہی تھی۔ وہاں
 دکھانے کا کہنا نہیں کرتا جاتی تھی۔ جیسا حوالہ دے کر
 یہاں لیکن لیا تھا۔ جھٹکایا ہوا شریعہ پلے پڑ کر لالہ کا

سامنے جا کھڑی ہوئی اور کوئی اسے قبول کر لیں بطور دلائل۔ وہ
 نہیں رہا تھا۔ مگر لارپ ٹھیک اور سکی کے احساس سے بھی پارہ
 پارہ ہوئی پھٹی گئی۔

"خیر اسے تمہاری سادی دہلیات حروتوں کا سن لو تم میں
 جس میں بھی کی جھوٹی میں تو میں نہیں کروں گی۔ یہ طے شدہ امر
 ہے۔ نہ کہ میں میرے قابل تھے نہ کہ میں سکتے ہو۔ وقت مانگنے کا
 مطلب عزت اور سکون سے اتنی ذمہ داریوں سے مجھ سے بڑا
 ہونے کا ہے۔ جونا چاہے ہوئے بھی آ پڑی ہیں مجھ پر اس کے
 بعد میں خود کو تمہارے حوالے کرنے کی بجائے خود کی کرلوں
 گی۔" کتنا خطرناک اشتعال تھا اس کے لہجے میں کہ سکندر کا ہنسا
 مسکرا کر خوشی ہاں چہرہ اچھا سا کیلا۔ جبکہ لارپ ہی غرت ہی
 پیش زندگی کے عالم میں اسے سامنے سے دیکھتی باقی ماندہ
 سر میں پھلانگ گئی۔ وہ پرائی تو اس کا سانس پھول رہا تھا۔ لالہ
 اسے سیریلوں کے ختام پر ہلکے کے ساتھ کی کھڑی نظر آئی۔
 "خیر ہو کہ تم؟" اچھا کیا تھا بھی بہت ہو گیا ہے آؤ نیچے
 سب دسم کے لیے تمہارے مختصر ہیں۔" گو کہ وہ خود کو کی حد تک
 سنبھل چکی تھی۔ اس کے بازو اس کی آواز سے حد بڑھ کر ہو رہی
 تھی۔ یہ کہ اسے انتظام لان میں تھا اس وقت بھی اسیان وہیں ملے تھے
 جیسی سکندر کا بھی کل اس رات جھٹکاتے کامیاب پیرا گیا تھا۔
 "بہت بہت پیاری لگدی ہوئی ہیں۔" لالہ نے مسکرا کر اس
 کا ہاتھ اور ہاتھ دھککا تھا۔

"پیاری تو تم گنگ رہی ہو گئی! بالکل انارکلی کی طرح۔
 لارپ کا دل پھر سے پھر آواز دے لگے گا۔ لالہ
 "بھائی! صرف ہم دونوں ہیں یا جو بچے ہیں۔۔۔" لارپ
 نے کچھ کہے ہاں کی جانب دیکھی نظروں سے دیکھا تھا۔ لالہ کی
 آنکھیں جھلکاتے تھیں۔

"بابا جان کو چاہیے تھا وہ جو کی بات مان لیتے۔ انہیں اس دن
 کر خود غصت کہ جسے اس طرح وہ ہمیشہ کے لیے ہم سے
 چھینیں۔۔۔ ہے بھائی! لالہ کو جیسے نہ کہ بات چاہیے تھا۔
 لارپ کا صبر نہ ہونے کے قریب جا پہنچا۔ کچھ کہے ہاں لے
 لالہ کے گلے کر چھکا تھا۔

"سوئی میں نے تو آپ کو بھی خبر دے کر لالہ بھڑا کیا آپ
 نے جھجھکیا۔" وہ کہتی تھی۔ لالہ نے اس کی یا سیت
 کو بھی کیا تو خود کو سنبھالنے ہوئے بات بدل دی۔
 "میں نے جی تو کر کے کرتے رہی۔ لیکن یہاں جسکے ہنسا



چاند روشن ستارہ حمیرا نگاہ

”کلفت مت کریں“ مس نندنی! آپ کی طبیعت مجھے بالکل ٹھیک نہیں لگتی اگر آپ یہ سمجھ رہی ہیں کہ آپ کے اس معمولی سے کام سے مجھے زحمت ہوگی تو یہ خیال بہت غلط ہے آپ کا۔“ عباس حیدر لمبے ڈوگ بھرتاس کے مقابل آ کر اتنے رساں لسنے وقار سے بولا تھا کہ نندنی انکار کرنے کی ہمت نہیں کر سکی۔ اس نے اسی لمبے جانا تھا وہ شخص اتنا پور فل ہے کہ نندنی جیسی اس کی ہمت میں پوری طرح سے غرق ہو گئی اس کے آگے تر وید کی تاب نہ لاتی تھی۔ چاہے وہ معاملہ کتنا ہی معمولی ہو یا کسی بڑی نوعیت کا۔ وہ دونوں ساتھ ملتے ہوئے پاہر آئے اور اس سین جوتے کو کتنی نگاہوں نے دیکھی و سنا کی اعمال میں دیکھا اور سراہا تھا۔

”آپ کا شکر یہ مس نندنی کہ آپ نے اعتماد کیا مجھ پر۔“ عباس نے اس کے لیے گاڑی کا آگاہ دروازہ کھولا تھا۔ اس کے بیٹھے کے بعد عباس نے سمیرا کے مکان کے ساتھ نہایت شائستگی سے تشکر کا اظہار کیا۔ نندنی مسکراتی ہوئی روئی اس کا دل بیک وقت غم و افسانہ کے درمیان ڈھلتا رہا تھا۔ ایک لہر شدید غم کی بھی تو دوسری نظر و تازی کہ عباس نے کسی طور بھی کسی اسے اہمیت سے تو لیا تھا۔ اس طرح نہ کسی اس طرح سمجھی۔ یہ اب اس کی قسمت تھی کہ اس کی زندگی میں اس کی حیثیت اس کی جگہ اس درجہ معمولی نوعیت کی قرار پائی تھی۔ مگر پائی تو تھی۔ تاہم یہی تھا کہ اس درجہ و شہرت اور بے قراری تھی اس وقت جب اس کی زندگی میں وہ کہیں نہیں تھا اب کیا اس تلاش کا حاصل یہ فیصلہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ اسے خود محدود بنی۔ پھر اس کے سامنے رہتے ہوئے اس سے کٹ کر رہنا آسان نہیں تھا۔ وہ کسی طرح بھی اب خود کو اس سے الگ اور لا اعلق نہیں رکھ سکتی تھی۔ اس وقت جتنا بھی دکھا اور ملال تھا مگر یہ حقیقت اہل تھی کہ وہ اس کی زندگی میں ناک کا کام کرتا تھا۔ اس نے جانا وہ خود کو اس کے دائرے سے نکالنے پر قادر نہیں ہے تو اس نے باخوشی اپنی ساری ڈھریاں اسے تھماتے فیصلہ کر لیا۔

ہوٹل سے مگر تک کا فاصلہ طے نہیں ہوا تھا۔ اس کی آنکھ زندگی کا لائق عمل ترجیح پلا تھا۔ اس کی زندگی کے اہم ترین فیصلے ہوئے تھے۔ عباس نے جس پل اس کے بتائے گئے اندر میں کے مطابق زینب کے گھر کے سامنے گاڑی روکی نندنی پوری طرح خود کو سنبھال کر اس اذیت کے سمندر سے باہر نکل آئی تھی۔ جیسی اترنے سے قبل اس نے بھی نظروں کے ساتھ عباس کو اعد

باشعہ تو نہیں ہوں جو ہر دن ملک جا رہا ہوں کیا تم نہیں مجھے
تھے اور تم۔۔۔ اس نے اپنا منہ سخن ہر کی طرف موڑ کر "تمہارا
تو بچپن ہی وہاں گزارا ہے پھر یہ بھتیختوں کی پڑائی کھولنے کا
مقصد۔۔۔"

"تم ضرور جاؤ وہاں مٹ جیست فارچینج۔۔۔ وہاں مستقل
سینل ہونے کا سوت سوچ۔۔۔ سچے سچے مجھے سنا سنا ہے
اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے دھمکی سے اس کا ہاتھ
جھٹک دیا۔

"دیکھو لاش! اہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ۔۔۔"
"جانتا ہوں کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو لیکن تاکہ میں بھی کسی
دن کی خود کش حملے میں مارا جاؤں پھر تم لوگ جو چلاؤ احتجاج
کرد۔" وہ ہنسنے لگا۔

"میں کہتا ہوں یہ خیالات رکھتے ہو تم ہمارے بارے
میں۔۔۔ سچے سچے افسوس سے اس کی طرف دیکھا۔
"چھوڑیں بھائی! تم ضرور جاؤ تاہم ہم تمہیں مع نہیں
کریں گے جس دن تمہاری غلامت ہو ہمیں فون کر دینا ہم
تمہیں سی آف کر سنے آ جائیں گے۔" مثال بات کر کے دلی
نہیں بلکہ اندھ بلی کی۔ تاہم اس نے ایک نظر سچ کی طرف دیکھا
اور گاڑی کی چابی اٹھا کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

پلیز سر آئی! واجب میں نہ کر سکی ہوں کو میری "نہ ہوں
میں نہیں بدل سکتی۔" وہ سر سے بولی جو جب سے اسے رشتوں
کی بڑاکت کا احساس دلا رہی تھیں۔

"کیا کچھ تمہارے دل میں سعد کے لیے کوئی جگہ نہیں
ہے۔" بھراؤنی ہنسی میں لگی رہی۔
"میرے دل سے کچھ تو چوری ہوں۔" سر آئی نے ایک
جھٹکے سے اس کا زور بڑھا کر اسے اپنی طرف موڑا تھا۔

"نہیں۔۔۔" وہ ایک دم چٹائی۔ "تجلی دقت ہوا تو
کہ میرا دل میرے اختیار میں نہیں رہا میں کثرت کرنے لگی
ہوں سعد۔"

"کون ہے وہ جس نے تمہیں مجھ سے نفرت کرنے پر مجبور
کیا ہے۔" گھر میں داخل ہوتا سعد ہلا۔
"میں اتنا ضروری نہیں سمجھتی۔" وہ اپنے بیک کی زپ بند
کرتی بولی۔

"میں جانتا جانتا ہوں! ملنا چاہتا ہوں دیکھنا چاہتا ہوں
نظر میں سے نکلا۔

اسے کہ وہ مجھ سے زیادہ خوب صورت ہے بڑا احساں ہے خواہ
منہبوط ہے۔" وہ تھرا آؤ آٹھوں سے اس کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا۔

"ہاں وہ بہت خوب صورت ہے اس کی خوب صورتی کے
سامنے یہ ساری دنیا چٹکتی ہے مجھے بڑا اعتماد وہ اتنا ہے کہ نہ
اسیہ جنگوں سے میرا رابطہ نہ توٹے نہ کسی دوتا۔" وہ خاموش ہو گئی۔
"خاموش کیوں ہو لولا۔" وہ پھر اپنا ہاتھ میں بولا۔

"اس لیے کہ میرا خاموش رہنا ہی ہجر ہے آپ کے حق
میں بھی اور گھر کے کنبوں کے حق میں بھی۔ اگر میں نے سچ بولا
شروع کر دیا سسر سعد تو آپ کو سب چھپا پھٹک ہو جائے
گا۔" اس نے بھی اسی کا اعتراف کیا۔

"آپ اگر سمجھا سکتی ہیں تو سمجھا لیں ورنہ مجھے کوئی اور
طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔" وہ پھر اس کی بات باہر نکل گیا۔
"دیکھو مگر۔۔۔" اس نے دھمکی سے سر آئی کی بات
کاٹ دی۔

"پلیز آپ اپنے بھائی کو سپرد نہ ہی کریں تو بہتر ہوگا
کیونکہ آپ حقیقت سے بے خبر ہیں مجھے شام کو اپنی زانی
جوائی کرنی ہے اس لیے پلیز اب میں آرام کرنا چاہوں گی۔"
دوسرے اظہار میں اس نے سر آئی کو کمرے سے نکلنے کا اشارہ
تم و آٹھوں سے اس کی طرف دھمکی باہر نکل گئی۔

"دانی وفا کا رشتہ تو مستقل اعتبار سے ختم لیتا ہے۔" پاپن
کے کمرے سے گھر میں ہر کی بات لاد رہی رہی۔
"جن ہاتھوں میں کتاب کے بجائے سنگول اور کا
ہوں وہاں ایثار کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور تارے
سحران یہ نہیں جاننے کہ زور کا میں یا عینا لادتی ہاں لکھنے والا
منگانی ہوتا ہے۔"

"اطلاوی کہتے ہیں کہ تانق اولاد وحشی انگلی کی مانند ہے
اسے کاٹ جائے تو درد ہو اور اگر رکھا جائے تو جیب دار
خاموشی سے اس کی ہنسی کو یقینان بولا تو مثال میں پڑی۔

"میں تو ساری خاموشی ہی ہنسی انگلی کی مانند ہوں پڑی ہے
کس کو رکھا جائے اور کس کو کاٹا جائے۔" اس نے اپنی نظر
تاہم پر پڑی تھیں۔
"تو پھر۔۔۔" سچے سچے اپنی بات کی طرف ہی صاف

نظر میں سے نکلا۔

"تو پھر یہ کہ مولیٰ کی زندگی میں شیب و فراز آتے رہے
چن چن کشت وریخت سے تعمیر کا رات نہیں دکا جا سکتا اس
ہیل کے ساتھ کہ ہم ایک جناش قوم ہیں۔" یقینان نے بھی
پاپن کی طرف دیکھ کر ہی ساری بات مکمل کی تھی۔

"تم سب لوگ چاہتے کیا ہوتا ہے۔" وہ بڑبڑا اٹھا۔
"میں صرف یہ کہیں یہ سمجھنا چاہتے ہیں تاہم اس کے دامن ہمارا
ہم اس سے جتنی محبت کریں اس پر جتنا مان کریں وہ ہم
محبت کہ۔" مگر بھائی آواز میں بولی تو تاہم اس نے حیران

کروں سے اس کی طرف دیکھا۔
"تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں نا بچھ ہوں۔ پاکستان سے
ہے۔" سچے کو نہیں جانتا اس کی قدر نہیں کرتا اس کی کشادہ
گوش میں اپنے لیے سکون محسوس نہیں کرتا۔" وہ تھوڑا
سنا ہوا تھا۔

"ہم نہیں صرف یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ زانی بہت بڑی
شہرہ رکھتی ہے تاہم اس کے جو قدرت کے اس تجھے کی قدریت
کے وہ بہت بڑا بد بخت ہوا کرتا ہے تاہم اس اور احسان
احسان۔" وہ اس کے تجھے سے مرعوب ہوئے اٹھ بولا۔

"میں احسان فراموش نہیں ہوں مگر لیکن میں یہاں نہیں رہ
سکتا کہ مجھے لگا ہے میرا یہاں۔ اس کی جس زور و فضا میں میری
سایاں میں سب تم کو کیسے تھوڑا۔" وہ پاپن کی کی انتہا تک
پہنچا تھا۔

"تاہم آخر۔۔۔ تم اس وطن سے محبت ہی نہیں کرتے۔" وہ
دانی بولی گئی۔
"اور ہمارا بچہ بارے میں کیا خیال میں مس میر رسول! تم
کے بھائی ہیں یہاں سے ایسا کیا ہو گیا تھا جس نے تمہیں
ایسا نہیں مٹی کو چھوڑنے پر مجبور کیا۔" وہ اسے ہی کٹھرے
سے نکالتے تھے۔

"میرے مجبور ہوں کو تم نے مجھے کی کوشش ہی نہیں کی
ہاں حالانکہ میں تو خود سے دھوئی کیا کرتی تھی کہ تم میرے
صحت جو نہایتوں سے بڑھ کر ہو اس گھر میں سب سے
زیادہ مجھے کہتے ہو جانتے ہو اور آج۔۔۔ آج تم نے ہی مجھے
اس میں لاکھڑا کیا۔" اس نے بات مکمل کرنے کے
بعد اپنی سانس بند کر لی تھی۔

"کیا کیا۔۔۔" نہ نہ کہ اگر تم میری حق الہی کو چھین نہ کرتی
تو اس سے محبت کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ بھی اسے چھوڑ
دیں۔

پاپن نے اس کی طرف دیکھا۔

کر نہیں جاسکے محبت تو اس باب سے بھی ہوتی ہے تو کیا اولاد
اچھے مستقبل کے لیے والدین کو چھوڑنا نہیں کرتی۔" اس نے
ایک ہنسی بول دی۔

"تمہیک کہا تم نے یقین کیا بھی تم نے دیکھا کہ کوئی اولاد
پریشان حال والدین کو چھوڑ کر اپنا مستقبل تلاش ہی پھرے۔"
"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ جب تک تمہیں ضرورت تھی تم یہاں رہے
موجود مستیاں ہیں اس وطن نے تمہیں اچھا کھانے کو پائینے کو
دیا اور آج جب اسے تمہاری ضرورت ہے تو تم اسے چھوڑ کر
چارے ہو کیوں آخر کیوں؟"

"کچھ کام کرنے کے لیے کسی وجہ کا ہونا ضروری نہیں ہوتا
مگر وہ میں کی کہنے سے نہیں روکوں گا۔" وہ اٹھ کر باہر نکل گیا مگر
نے اپنی آٹھوں میں آئی کو صاف کیا۔

"کیا ہو گیا ہے مگر وہ اس حالات کی وجہ سے فرسٹریشن کا
شکار ہو گیا ہے اور مگر سعد کی شہادت کے بعد خود کو زیادہ غیر محفوظ
سمجھنے لگا ہے تمہیک ہو جائے گا کچھ دنوں تک۔" سچے نے پیار
سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"نہ جانے وہ ایک دم اتنا کیسے بدل گیا ہے وہ تو اس وطن
سے بہت محبت کرتا تھا اس کے دشمن مستقبل کی نوید سناتے والا
ہر حال میں بڑا امیدوار ہے والا ہوں اچانک۔۔۔" یقینان دھمکے
سے بولا۔

"سب کچھ ٹھیک ہونے میں کچھ وقت تو لگے گا۔" مرنال
نظر میں جھکے جھکے بولی۔
"جب فیروں کے محل اپنی جھوٹری سے زیادہ انریکٹ
کرنے لگے تو ایسا ہی ہوتا ہے شاید کراتے کوئی ٹھوکر لگے تو وہ
سنبھل جائے۔" اٹھ کر بڑا ہی ہوا۔ "میرے مثال کے
جکے چہرے کو کچھ کرل ہی دل میں دھا کی تھی۔

"نہیں میرے راستے سے۔" وہ دوازے میں ایستادہ
سعد کو کچھ کر بولی۔
"آج تمہیں سب کچھ بیکر کرنا ہو گا میرے تو میں کچھ کر
گزر دوں گا۔" وہ اس کی آٹھوں میں آٹھیں بھائے بولا۔

"پلیز سعد مجھے ڈسٹرب مت کرنا میں آل ریلیٹی بہت
ڈسٹرب ہوں۔" وہ جھکے اٹھا میں بولی۔
"مجھے جاکر آؤ غریبا کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے رشتے کے

دو میان آئی اور وہاں پہنچا ہوا تھا یہاں پہنچا ہوا تھا اس لئے کو ایک طرف دھک کر دست بکھ کر رہی سب کچھ ستر کر رکھتے تھے۔ وہ زم انداز میں بولا تو میر نے اپنی تمام تکلیفیں اس پر لٹکا دیں۔

"وہ دوستی تو ریت کے گھر وندے کی طرح زمین یوں ہو گئی سدا جیسے تم پر بہت مان تھا بہت احمق تھا لیکن تم نے تو سب کچھ ہی کر رکھا کرتی کروا لا۔"

"کیا کبھی ہوش مکمل کے بات کرو میر کیا کہا جاتی ہو تم؟ کسی نے تمہیں اس طرح بدعنوان کیا ہے مجھ سے؟ وہ کچھ بھی نہ سمجھ پایا تھا۔"

"مجھے تم سے کوئی بدعنوان نہیں کر سکا سدا کیونکہ میں حقیقت جان چکی ہوں صرف چند شیوں کی ضرورت ہے جس دن میرے ہاتھ لگ گئے اس دن..... دیکھوں گی یہ تمہارے سیاسی حلیف تمہارا اکتا سا بھتیجے ہیں۔ وہ اس کے بد بد بولی تو وہ سکر لیا تو گویا سارا معاملہ کچھ چکا ہو۔"

"تم؟ تم تو سدا دھکی تا میرا آفرآل ہم دونوں ایک دوسرے میں انوار ہو گئے ہیں۔ ایک شریعتی سرگاہت سدا کے بار و سر بار پرا بھری گئی۔"

"جیسی....."

"کیوں؟"

"اس لیے کہ میں جانتی ہوں کہ جو قومیں اپنی روایات تہذیب اور اپنی اقدار کو بھلا دیتی ہیں تاریخ کے بدست مسمات انہیں حرف ظلم کی طرح مٹا دیتے ہیں جن قوموں کے پیروں سے زمین نہیں رشتی ان کے سروں پر تاج و تاجان بھی قائم نہیں رہتا اور جلد ہی وہ نکلے سر ہو جاتے ہیں اور آج تم جیسے لوگوں کی وجہ سے ہم بدلتی جس گمش اور بے خودی میں گھنے جا رہے ہیں تو اس بات کے کھر کا صاف اور واضح ہیں کہ..... وہ رک گئی۔"

"کر..... کیا.....؟"

"کہ تمہاری جگہ میرا گناہ بھی ہوتا تو میں اس کی عزت بھی نہ کرتی تم تو صرف ایک کزن ہو جس سے بھی دل کا رشتہ تھا۔ وہ کیونکہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتی لڑائی دل اپنے پاؤں سے نکلتی آس سے باہر نکلتی یہ کچھ غمیر کہ سدا ایک دم پر سکون ہو گیا تھا۔"

"بہت خوب صورت ہے میرا وطن..... بے شل بے غمیر اس کے کیمت سدا لگاتے ہیں اور پانتوں میں چاندی بکھرتی

جس اس کے پھاڑوں پر برف کی پر یاں اترتی ہیں اور اس کے دامن میں مہدی غزانوں کے وحیر اور....."

"بس کرو میرا ختم ہو گیا ہے سب کچھ پانتوں میں خون کی آبروش شامل ہو گئی ہے اور پھاڑوں پر لاشوں کے انبار لگے ہیں اس کے دامن میں فیروں کے وحیروں اور ماتھے پر سیر پیاں بندھی ہیں لستے خوف کا ماحول کو آتی خوب صوفی چیزوں سے عجیبہ مت دود۔ وہ ایک دم ہی چلا آیا تو اس نے خاموشی نظروں سے اس کی طرف چند لمحوں تک۔"

"تو کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟ میرے چلنے پر نظریہ کیا تھا اس سے پوچھا۔"

"بھی تم سے بھی کسی نے یہ سوال کیا تھا میر۔" تابش نے ایک اور چوٹ کی۔

"ہوں۔" میر نے جھکا سر اٹھا کر جواب دیا تھا۔

"کیا آج بھی تم اسے خود مار رہی ہو؟"

"یہ بول کر نے کا مقصد؟"

"ہمارا سدا قدرت کو حضور ہی نہیں تھا تابش! وہ میری آواز میں بولی۔

"سدا نے اپنی شہادت سے قبل مجھ سے جو آخری گفتگو کی تھی صرف اور صرف تمہارے متعلق تھی۔"

"سیت ہو گئی تمہاری؟" لافٹ میں داخل ہوتے قلام شیر بولے۔

"نکل کفر تم ہو گئی۔" وہ چائے کا کپ لیوں سے بنا کر بولا۔

"میر تم تیار ہو جینا تو میر میں جیسی سیا کی طرف چھوڑ دیا مجھے شام کا سلام یاد جاتا ہے۔"

"مٹی چاچو میری جینک مکمل ہے۔" تابش نے میر کی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"جینک..... کیا تم کہیں جا رہی ہو۔" اس کا انداز غریب تھا۔

"ہوں لیکن تمہاری طرح اپنے لوگوں کے دکھوں سے من موڑ کر کہیں جا رہی ہوں بلکہ اپنے لفظوں میں ان کے دشمنوں سے مرہم رکھنے جا رہی ہوں کیونکہ میرے اعتبار میں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔" اس سے مل کر تابش کچھ بولا کہ وہ ان کی طرف نہیں۔

"میر کھانا کھا کر جاتا۔"

"جیسی جیسی ائی کھانا سیا کی طرف ہی کھاؤں گی آپ جیسے کہ کہ ہم اسے مقدس میں کامیاب ہو جائیں۔"

"اپنی نظریں تابش پر بھار بات مکمل کی تھی تابش نے کہ نہیں۔"

"اس مشاقت میرا خیال تھا تم اسے کھانا کی تو یہ سمجھ جائے گا کہ وہ خاموش ہو گیا۔"

"کس کس جانتی اس کے چلنے کی وجہ کیا ہے لیکن وہ نہ تو میرا تھا میرا کہہ رہا ہے اور نہ ہی وہ میرا تھا۔"

"اس پر کیا کیا کہیں میں اسے۔" کوثر باؤ کے لب سے مل گئے تھے کہ ایک ہی بیٹا اور وہ بھی اپنی خدا کا پاک۔

"اس کب آؤ گی۔" غلام شیر نے ان کا حیلان اس سے لیا۔

"لوٹے ان شام لڑو گھر کی کرکھوں گی۔"

"الطاف ایک ہفتے تک واپسی ہو جائے گی۔"

"بس جاؤ اس اب۔"

"ہاؤ بیٹا! اللہ تمہیں تمہارے ارادوں میں کامیاب کرے۔"

"وہ ان کی دعا نہیں لے کر اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔"

سدا (ریکارڈ) محمد حنیف کے تین بیٹے تھے جو اپنا غلام شیر ہونا نہ صرف اس سب سے چھوٹا غلام رسول۔ غلام شیر ان میں سے کسٹرو میری ہوا تھا لیکن ایک سال کے میں دلیاں بازو سے ملنے کی وجہ سے انہیں جلد ہی آری کو چھوڑنا پڑا ان کی عمر نو سال تھی کہ ان کا اکلوتہ بچہ تابش بھی آٹھ روزہ ہوئے تھے تابش نے ان کی خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی دلچسپی کرنے کا فیصلہ کیا اس نے امتحان بھی پاس کیا اور ان کی تعلیم و حصول کیا لیکن پھر خود ہی اپنے فیصلے سے متخرف ہو کر غلام شیر کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں بڑا بیٹا سدا سدا کے بچہ کی تعلیم اور پھر سب سے چھوٹا سفیان رشتی جب کہ ان کی تعلیم سب سے صرف ایک سال چھوٹی تھی اور سب میں ان سے جی سمجھ کر حنیف نے اپنی زندگی میں ہی انہیں تعلیم دینا شروع کیا کہ ان کا حصہ الگ الگ دے دیا جب کہ وہ تعلیم کی عمر کے غفلت پر غور میں تھے غلام رسول کی تعلیم کے بعد ان کی تعلیم اور سدا بھی ان کی ذمہ داری از خود ہی لے کر اچھے تعلیمی میں رہا یہی چار سال کی تھی کہ اس کی والدہ

بھی ہارٹ اٹیک سے اچل دیا سدا کہیں جس سے میر کی تمام تر ذمہ داری شیر صاحب نے لے لی۔

میر کی شادی اپنے خاندان زو فیضان سے ہوئی تھی جبکہ سدا اور میر کی شادی میری مرضی سے ہوئی۔ سفیان تابش کو پسند کرتی تھی جب کہ تابش اس پسندیدگی سے کسر لیا تھا سدا کی لیس لیس کا امتحان پاس کر کے ایک انجینیئر پوسٹ پر فائز تھا سدا اور تابش دونوں کا کال لیٹر پاک دہلی کی طرف سے مل گئے تھے سفیان ابھی انٹر کا اسٹوڈنٹ تھا سفیان ایم بی اے کے فائنل ایئر میں جب کہ میر آئی ایس آئی کی ایک برانچ سے کسٹرو تھی۔ سدا اور میر کے درمیان چند وجوہات کی وجہ سے دوریاں بدلتی جاتی رہیں۔

.....

"دیکھو میر۔"

"جیسی سدا جی تم کچھ نہیں بولا میری سونگے کیونکہ کل جیسی اپنی جاب پر واپس چلے جاتا ہے اور اس کے بعد میں نہیں جانتی کہ ہماری ملاقات ہو یا نہ ہو۔" میر نے دلچسپی سے اس کی بات کاٹی تو سدا نے کچھ میری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"تو..... تو کیا تم..... علیحدگی کا فیصلہ کر چکی ہو میر؟"

"یہ فیصلہ میں نے نہیں کیا ہے سدا تم جانتے ہو میں نے جیسیوں دل کی مسند پر کسی راجہ کی طرح بٹھائے رکھا ہے لیکن تمہارے متعلق انویسٹی کیسٹن کے دوران میرے گلے کو جو معلومات ملی ہیں انہوں نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے سدا میری جیسی تمہاری محبت کا بت کر کر پاش پاش ہو گیا ہے بھگایے کسی گھن کو اپنا ہم سفر نہیں چنا سدا جیسی اپنی وطن سے غداری کا مرتکب ہوئے۔" اس کے گلے میں آنسوؤں کا چھندا ایک گیا تھا وہ خاموش ہو گئی۔

"تم سے میرا جو بھی تعلق ہے سدا وہ اپنی جگہ پر لیکن یقیناً باتوں میں سے میرا رشتہ نہ تو بھی کمزور ہو سکتا ہے اور نہ ہی میں کبھی اس سے غداری کا سوچ سکتا ہوں۔" وہ مضبوط اور اٹل لہجے میں بولا تو میر استہزائی انداز سے بولی۔

"تو پھر یہ سب کچھ کیا ہے سدا۔" اس نے ایک فائل الماری سے نکال کر اس کے سامنے رکھی وہ سکر بولا۔

"جیسا تھا تم میری ایسی کوئی شہوت میرے سامنے لاؤ گی۔ تم جانتی ہو میرے اپنی ذات بھی ابھی اس رشتے سے مقدم نہیں

”مجھ پر انکشاف ہوا ہے کہ یہاں کوئی ہے جو میری ہیبت میں پور پور ڈوبا ہوا ہے تو سوچا تم سے شیئر کر لوں۔“ اس نے لاؤنج میں داخل ہوتی منال کو دیکھ کر آواز دہری کی۔

”تم کب آئیں.....؟“ منال اسے گلے لگاتے ہوئے پوچھی۔

”بس ابھی ابھی چچی امی کہاں ہیں؟“
”کچن میں انڈاری کی تیاری کر رہی ہیں۔“ منال اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

”ہوں چلو پھر ہم دونوں بھی وہیں چلتی ہیں۔“ مہرنے
 پائش کیسے نظر انداز کرتے ہوئے مسائل سے کہا۔
 ”نہیں تم آرام کرو میں ہوں جان میں جی اے کے ساتھ۔“
 ”تم اتنا لاپرواہ کیسے کہ تم کوورنر کے ساتھ تو.....“ مسائل نے
 سے دونوں کیسوں سے کچڑ کڑا پس، شہاد یا اور خود بارہ چہن
 کی طرف چلی گئی۔

”اب بکواس کرو جو تم کرو ہے تھے“ مہر نے تابش کی
چوڑی ہونے کی بات کو دوبارہ پکڑا۔
”آئی لوں مہر۔“ تیرکان سے نکل چکا تھا مہر نے پچھلی پٹوٹی
اٹول سے اس کی طرف دیکھا۔

”یہ کیا کیا ہے؟ کیا کہہ رہا ہوں؟“ وہ ہنسنے لگی۔
 ”وہی جو تم نے سنا ہے میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور
 نے سے پہلے یہ سہلی کر کے کرنا چاہتا ہوں کہ تم صرف میری
 چوب میں اٹھو گے تو تم میرا لشکارہ کر رہی ہو گی۔“
 ”یہ ممکن ہے؟“ وہ ہنسنے لگی۔

”مائلن سے نکالنے دینا کہ تو دیکھو!“
 ”اور اگر میں کہوں کہ یہی جملہ تم اپنی ذات پر لاگو
 روتو۔“ مہر نے دوسرے لفظوں میں اسی کا کہا جملہ
 کو لٹا دیا تھا۔

”تم ایسا تم کو میرا مجھے چند ماہ یا چند سال اس مٹی سے
جانے دو پھر میں لوٹ آؤں گا۔“ اس نے ایک ہڈی کی
باری تو میرا کوئی حب نہ تھی۔

”تم مجھ سے ایک نیا رشتہ جوڑ کر جانا چاہتے ہو یہ جاننے کے لئے کہ تم واپس نہیں لو گے میں ساری زندگی انتظار کر سولی پر رہوں اور کسی کی بدعاؤں کا مرکز، لگ ختم ہوں۔“ منہ نے دھات کرتے کا فیصلہ کیا۔

”کس کی بدعاؤں کا.....“ وہ اونچے کاٹھن ہوا۔

”ماضی قلم کی کہانی کو کسی کہانی کی طرح آخر میں تم
عجب وطن لکھو گے ایسا عجب وطن جو خواب پھین کر کالی
بھیرڑوں کو خواب کرنے انا میں مسسا ہوتا ہے لیکن میں
کیا کروں مجھے کسی طرح قلمی نہیں ہوتی۔“ وہ سر جھکا کر وہاں
بہت پر جھٹکتی چلی گئی۔

”تم اندھیرے میں تیر چلا رہی ہو، مگر تمہارے لیے چار منٹ تک بچنے والے شہوتوں کو میں جتنا نہیں سکتا لیکن حقیقت وہی ہے جو میں بیان کر رہا ہوں، پھر بھی تمہیں یقین نہ آئے تو چند دن صبر کرو۔“ وہ اس کے ہاتھ چھوئے ہوئے نکلا۔

”گنہگار کے ایسا ہی ہوا۔ جو گنہگار کے لیے ہو اور ہی ہو۔“
اس نے دل میں بڑھتے اندھیرے کے گہرا گراؤ کا ایک دیا
بھونکنا چاہا۔ سجدہ نے چند لمحوں کی طرف دیکھا پھر فاصل
سے کہے پاس دیکھی اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔

”ہو گئی تمہاری واہسی۔“ تپاش نے مہر کو لاد خچ میں داخل کر دیا۔

”جی بالکل تم سب تک ہوا بھی تک۔“ وہ اپنا بیگ صوفے پر رکھتے ہوئے بولے۔

"کتنے لوگوں کے زخموں پر مرہم رکھ کر آئی ہو۔" وہ طنز سے
ماز میں بولا۔

”یہ میرا دیر سے لوگوں کا معاملہ ہے تم مجھے کیوں نہیں۔“

”رمضان کے وسط میں جاؤں گا ان شاء اللہ روزہ رکھا
تم نے یا تمہارے اچھے دماغ کے لیے کچھ لاؤں۔“

”وہ مجھے تم سے ایک کام تھا بس تمہارا انتہائی کردہ تھا۔“
 و شاہد پر اتر تھا۔

اس نے تاک چڑھی مٹی کی طرح اس کی نوک
نامہ کا خراہ کر دیا۔

106182 12 2009 12 2009

”معاذ کی جودعاؤں کا... کیا تم نہیں جانتے کہ وہ تم سے
بے گنتی ہے آج سے تمہیں سمجھن ہے۔ اس کی بات سن کر بھی
میں پر سکون ہوں۔“
”جانتا ہوں“ آج سے تمہیں کئی سالوں سے جانتا ہوں۔“
اس کا ترجمہ ہونے کی بارگاہی مہر کی تھی۔

کیا کیا کہا تم نے تابش! تم جانتے ہو تو پھر تو
 یہ سب کیوں کر رہے ہو؟

”اے لیے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں آج سے تمہیں کوئی
 دھوکہ نہیں دے گا۔“

اور منامی۔ "مہر کے لیوں سے صرف اتنی ہی نکل سکا۔
منامی کا رشتہ خاندانِ مسجد کے قمارن کے ساتھ طے ہو چکا
تھی، مگر یہ وہ لوگ رسم کے لیے آرہے ہیں۔ اس نے
سورج کو دیکھا کہ کیا۔

یہ کہیں کہیں ملے گا تو تمہارے بغیر..... وہ چپ
نہیں کہیں کہیں ملے گا تو تمہارے بغیر..... وہ چپ

میرا پاپی اسی کہہ رہی ہیں فریسیس ہو جائیں انفرادی میں
وکتہ ہی رہتا ہے۔ سفیان نے انکار کر دیا کہ میرے کیا۔
ہوں۔۔۔۔۔ اس نے صرف ہوں کہنے مرا کٹھا گیا۔

”اور آپ کو بھی سچ بھائی اپنے روم میں ملتا ہے۔
اس نے تابلش کو سچ کا پیغام دیا تو تابلش اس کے
خوابوں پر جب کہ مہر اب تک نقش و نگار کی کیفیت میں

ان کا کسی کے دہیختے باہر گزارنے کے دوران اتنا کچھ ہو گیا
جسے کچھ برفی نہ تھی۔

۱۔ محمدؐ میں جیکے ہوئے پرچم کے
لے کر غزوہ کی شہنشاہی نے وفا کا اہلی ہے
نیکو در تعویذ کا گانے کے لیے

اسی طرح میں نے یہ بھی دیکھا کہ
 یہاں کے لوگ کس قدر غلامی
 میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہاں
 کے لوگ کس قدر غلامی
 میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہاں
 کے لوگ کس قدر غلامی

183 183

عالم پروردگار انبیاء کے اہل انوار سے
بہتر یاں نکلتی ہیں زنجیرِ مصلحتی ہے
طالعِ تارِ پست ہے اصناف کے بت محمدتے ہیں

منہ عدل سے تشریف صداوتی ہے
لیکن اے عظیم انسان کے منہ سے خواہ
میں کسی حاج کی سطوت کا پرستار نہیں

میرے لفظ کارکنو! ان ارادت تم ہو
 میں تمہارا اہل التیرویوں کا وقادار نہیں!.....
 میں تمہارا اہل التیرویوں کا وقادار نہیں!.....
 میں تمہارا اہل التیرویوں کا وقادار نہیں!.....

ایک ہی جملے پر اتنا زور اس نے پیغام پڑھا اور موبائل سائیڈ پر رکھ دیا پیغام کی مخصوص نمونہ دوبارہ فنی کسی اس نے موبائل اٹھا۔

”وہا کہتا کہ تمہاری اور اس وطن کی نظروں میں سرخرو ہو جاؤں۔“ صرف ایک جملہ اس کے دل کی دھڑکنوں کو اٹھل پھل کر گیا تھا۔ اس نے جلدی سے چند اہم امور نمٹائے اور گھر

کاراج کیا دروازے پر اس کا پہلا سا منہ آئی سے ہوا تھا۔
 ”کیا ہوا میرا خیر ہے تو ہے؟“ اس کے چہرے پر اڑتی
 ہوا نیاں کسی انہونی کا پتا دے رہی تھیں۔

”کچھ ہوا سعد کو... کہاں سے وہ؟“ انہوں نے اسے

دونوں کاغذوں سے تمام کرپوچھا تو اس نے ساری بات دہرائی
آواز میں بتا دی کہ آج بھی سارا معاملہ جان کر اڑھد پریشان
ہوئی تھیں۔

”آپ دعا کریں کہ سعد مرخرو لوئے۔“ وہ ایک جملہ دلا سے کی صورت ان کے حوالے کرتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ جلدی جلدی چند اہم فائلز کو کیسٹور سے ری

اوپن کیا سارا فٹا چیک کیا اور اپنے ڈیپارٹمنٹ میں بھیج دیا۔
تھوڑی دیر میں اسے ڈرائیو مع گاڑی لینے آچکا تھا اس نے
نئی تاری کھل کر لی تھی۔

رعضان اپنی برکتوں کے ساتھ آہستہ آہستہ اپنے اہتمام کی طرف جا رہا تھا کہ میں تابلش کے باہر جانے کی وجہ سے سب پریشان تھے غلام شہیر صاحب کو چپ سیلنگ کی قسمی کڑیاں لٹکی ہوئی بہت لمبے لمبے کے پاس چھتیں تڑپا رہا وہ وقت میں سی ای اگلی رہتیں

2013

اور مثال بھی اپنا سارا وقت کھڑے ہاتھ کرنا دیتی۔ مہر اور تابش میں بات نہ ہونے کے برابر ہو گئی تھی سفیان اپنی پڑھائی میں مصروف تھا جب کہ سچچے نے چند کھڑکے کے لیے ایک اچھی لنگر بچھو رکھی جو اس کی سب کی چپ اس دن ٹولی جب تابش نے آ کر تپا کر اس کا ویزہ اسٹیمپ ہو گیا ہے اسے صرف اب بیٹ بک کھائی تھی۔ اس دن مہر عشاء کی نماز اور تراویح پڑھ کر فارغ ہوئی تو سب مرد مسجد سے واپس آ گئے سب نے چائے کی فراہمی کی اور وہ چائے پانے لگے جن میں چل دی تابش بھی اس کے پیچھے چلے گئے۔

"میں نے تم سے کچھ کہا تھا مہر۔"

"میں نہیں جواب دے چکی ہوں تابش۔" اس نے چائے کے لیے پانی چاہے پر کھانا اور خوشترج کی طرف بڑھی۔

"میں کسی نہ کسی کے ساتھ شادی کرنی ہے مہر۔"

"بالکل۔ لیکن وہ کسی تم نہیں ہو سکتے۔" اس نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"کیوں۔"

"آہستہ سہرا تابش! میں نہیں کسی قسم کا جواب دینے کی پابندی ہوں۔"

"لیکن میں جواب لے لیا چاہوں گا مہر اور وہ بھی ہاں میں۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا کر لگا۔

"اچھی زبردستی ہے۔"

"مہر تو نہیں ایک چھوٹی سی خواہش ہے اگر تم پوری کر سکو تو۔۔۔۔۔ اس کو جلد ہی اپنے الفاظ کی تکلیف کا احساس ہوا تھا۔

"تم جو سب کی خواہشات کو ملنا میٹ کر کے اپنی ایک خواہش کے پیچھے بھاگ رہے ہو تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں تمہاری کوئی خواہش پوری کروں گی۔" مہر نے اسے توہ میں دو دھالے ہوئے اسے ایک بار پھر احساس دلانا چاہا۔

"کیا تو ہے کہ لوٹ آؤں گا صرف تم مای تو مہر۔" وہ لچاوت سے بولا۔

"تم ایک بار چلے گئے تو کبھی واپس لو گے تابش کیونکہ تم امید سے رش توڑ کے چارے ہوئے کچھ بغیر کہ یہ حریف پیٹنی تمہاری اپنی ہے اس نے نہیں مہر دیا ہے آگئی دی ہے ہم سب نے تمہاری ذات سے متعلق چند خواب دیکھے تھے۔ چنی اتنی نے چلی گئے لیکن تم تو سب سے ہی راز سونے کے چارے ہو۔ اس حریفی اس مٹی کا مست جو عورت تابش شہیر اس باپ کا بی

سوی لو جو جس نے تمہیں اپنی پکڑ کے چلنا سکھایا جس نے اپنے پیسہ ہوتے خواہیں کو تھپاری آنکھوں میں چھایا کہ تم انہیں پورا کر کے لیکن تم۔۔۔۔۔ تم کیا کر رہے ہو ابھی ابھی جب قسمت والوں کو ملا کر گئی ہے ابھی بھی سوچی لو تابش وقت ہے۔ ان خواہوں کو غور کر کہ تم کو انہیں چلا سکو۔"

"وہ خواب دیکھو وہ گور ہو گئے مہر اب پیسہ ہو گئے سارا۔"

اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

"میں تابش۔"

"اس نے چائے کے لیے بے برز کم کیا اور کرسی پر بیٹھے تابش کی طرف بڑھی اس کے ساتھ والی کرسی پر بھی اپنا ہاتھ ڈالی سے اس کے ہاتھ پر رکھا پھر دھڑ سے بولی۔

"میں ان خواہوں کو پیسہ نہیں ہوتے وہ تابش اہم لیتے ہر حالات کے باوجود میں اس وطن کی سلامتی اس کی ترقی کے خواب جن جن کراچی آنکھوں میں بسائے مہر رہے ہیں۔ ہم نے کوئی ناقابل تعبیر خواب نہیں دیکھا ہم تو صرف اس وطن عزیز کی سلامتی کی خیر چاہتے ہیں۔ بلالی برجم کی سلامتی کہ تم۔۔۔۔۔ تو مہر بن کر ابھرے کہ جہم بن کر کوئی ریزن کوئی لبرائٹی آگے سے اس کی طرف نہ دیکھے۔"

"ایسے خواہوں کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی میرا یہ وطن جو کبھی اس کا کھڑا تھا اب بپوں کے لیے مٹل گاؤں بن چکا ہے یہاں لوگ بپوں سے بچ کر انڈیا کر سولی پر لٹک جاتے ہیں۔ یہاں کی راتیں اندھیری اور محسوس ہوتی ہیں ظلم و بربریت کا بازار گرم ہے جو عدل و انصاف کی کمی۔۔۔۔۔ آنسو پپ ہر کے ہاتھ پر گرے تھے۔

"میں اسے چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا نہ ہی لاکے خواہوں کو تھپ کر کرنا چاہتا ہوں لیکن میں کیا کروں مہر! اسعد بھی تو اسے چھوڑ کر چلا گیا۔"

"بلا غرض اس نے اپنے چائے کی وجہ دیا کر دی مہر نے ایک لمبی سانس لی۔

"سعد نے تو چائے میں بہت چلدی کی تابش اچھے حال لگنے کا موقع بھی نہ دیا۔" مہر آخ آنکھوں سے بولی۔

"تم چائے لے ڈالیں ابلی کر م ہو جائے گی ہم سب ملت کر رہ گئے۔" وہ اتنی بڑھتی آنکھوں کو گڑتا بنے سے باز رکھا گیا تو مہر بھی ایک لمبی سانس لی چینی تھک کر مٹی وہ ایک کھینچ کر کے پرسکون ہو گئی تھی۔

وہ جب وہاں پہنچی تو سچچے جیل اور اسپتال سعد ایک دوسرے کے مقابل ایک دوسرے پر پہل تانے کھڑے تھے۔ مہر کو ہلکے کر سعد نے یقین ہوا تھا۔

"تم۔۔۔۔۔ تم یہاں کیوں آئی مہر؟" سعد چنچا تھا۔

"اسے میں نے بلایا ہے اسپتال سعد تاکہ وہ کادو اور کال کا بانی ہو جائے۔ تم یو لو اسپتال کے فارن ڈیپارٹمنٹ کی ٹیکس فائل میں نے غائب کر دی تھی۔" سچچے جیل حیرت آمیزت کے ساتھ ہلا تو مہر کا دل چاہا اس کا من تو جی۔

"مہر یہ بیھوش ہون رہا ہے میں کس جانتا تھا کہ یہ مجھے ہلک رہا ہے۔" سعد ہستہ کین مدلل انداز میں چلا۔

"میں جانتی ہوں سعد کیونکہ وہ فائل سچچے جیل اسے لاک میں رکھتے ہوئے بہ محول گیا تھا کہ اس کے لاک اب کی جاتی اس کے پیڑ دم کی سائز نہیں میں بڑی ہوتی ہے۔" سچچے نے چنچے لگا ہوں سے مہر کی طرف دیکھا۔

"تو تم سب کچھ جانتی ہو۔"

"میں سب کچھ نہیں صرف اتنا کہ تمہارے پیچھے کھڑے سے تینوں گاڑوں پر ہی بندوبست تانے کھڑے ہیں۔"

"میں نے چھک کر اپنے آس پاس دیکھا اور یہی اس کی ساری سنجیدگی مہر نے ایک ہی جھٹ میں ملائی کنگ اس کے ہاتھ پر لگا کر مٹی پھول ہوا میں اچھل جب مہر خود کو سنیاتی پہل سچچے جیل کے ہاتھوں میں دبا دیا۔

"اگلی مٹی اور اس کے ہاتھ میں دلی پہل نے آگ کے شعلے کے میں ڈال دیا نہ لگائی مٹی سعد نے مٹن میں سرخ شہر اٹھا لگا اس نے مہر کو جوتی بیچا تھا کھوڑو وہ میں اس چمک کی تھپکی تھی جہاں وہ سب اس وقت موجود تھے۔ جیل کو گڑا کر لایا گیا تھا جب کہ اسپتال سعد کو پورے اعزاز کے ساتھ سپرد کر دیا گیا تھا۔

مہر چا آکر آپ فارغ ہو تو ایک کپ چائے مل گئی راحت کے گیارہ بجے وہ اپنے کام میں مصروف ہو کر مل جاتے تھیں مٹی جب فلام شہیر صاحب کی کپ لگا۔

"میں ابھی لائی آپ چلیں۔" اس نے ایک کپ لگا۔

مہر نے کڑاؤ میں نہیں تمہارے اسلامی روم میں

بیٹھا ہوں۔" وہ جی اچھا کہہ کر کچن کی طرف بڑھ گئی جب تک وہ چائے بنا کر لائی وہ وہیں بانو قدسیہ کی راجا گدھ پکڑے بیٹھے تھے۔

"چچا انکسپ سے کھاتے کیوں نہیں۔" وہ چائے کا کپ انہیں پکڑنے کے بعد ان کے قدموں میں غلو مٹن پر بیٹھے ہوئے بولی۔

"بیٹا کچھ ہوتے کو کیا سمجھتا۔" وہ چائے کی چٹائی پر ج سے اٹھانے کے بعد بولے چند لمحوں تک وہ اس کی دھکی رہ گئی۔

"اسے صرف تم روک سکتی مہر۔"

"میں۔۔۔۔۔ اس کے کلب پکچا۔"

"ہاں تم۔۔۔۔۔ جاتی ہو کیوں؟" اس نے مٹی میں سر ملا دیا تو وہ چائے کی مٹی کی چٹائی لینے کے بعد بولے۔

"چائے حرے کی ہے۔" وہ مسکرا دی۔ "وہ ہم سب کی بجائے تمہاری اور سعد کی زیادہ مانا ہے شروع سے اور اب جب کہ سعد نہیں رہا تو اسے سب سے زیادہ تمہارا سد بڑھانے کا امید کیا ہے۔"

"سچ۔۔۔۔۔ جی۔" وہ چٹائی چٹائی لگا ہوں سے چٹکی رہ گئی۔

"ہاں! میں اس کے باہر چائے کی سب وجوہات سے واقف ہوں اس سے بحث کر کے اسے واپس کے روک بھی سکتا ہوں لیکن خاموش اس لیے ہوں کہ اگر وہ نہ امید اسٹوں سے رابیل رکھنا ہی نہیں چاہتا میری آنکھوں میں لیے خواہوں کو چلا نہیں بخش سکتا تو پھر میں خود کو اس کی نظروں میں معتب کیوں مہر ہوں۔" اس کا جانا کنگ لپڑ مجھے کس طرح خون کے آنسو ملتا ہے یہ میرے دل سے کوئی کٹن پوچھتا۔ چوہ اگست کو اسے کا کولر ایڈیٹی جھان کرنی ہے جب کہ بارہ اگست بیٹ وہ تکفوم کر لپکا ہے۔ یہ چائے ہوئے مٹی میرے احساس کے تمام جذبے دل کے اس شہر میں ذات کی اس مٹن میں صرف تابش کے لیے ہیں۔" اس کی آواز کھڑا لگتی تھی۔

"چچا انکسپ۔۔۔۔۔ آپ روک لیں اسے اگر چاہتے سبجے تو زبردستی کرنا آپ حق رکھتے ہیں اس پر۔"

"خزاؤں کے مارے جہادوں کے چا میر کب بن سکتے ہیں مہر وہ سب جانتا ہے دارے والوں کی دھڑن ہے وہ تو بھلا اس سے جدا کی کیو کر نہیں ہے تم تو جانتی ہو کہ مجھ سے کا عمل کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے لیکن بھلا مجھ سے زیادہ کس طرح جان سکتی ہو کہ وہ جوان بھائیوں سے جہادی پھر بیٹوں سے

عزیز تر بھتیجا۔۔۔ بس تقدیر کے فیصلوں سے انحراف کسی طور ممکن ہی نہیں۔۔۔ مہر نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ ان کے کندھوں پر رکھ دیے۔

”ہم ایک خفیہ کوشش ضرور کریں گے چچا ابو۔“

”ہوں۔۔۔ وہ ایک لمبی سانس لینے کے بعد بولے۔

”سب کیا ہے مہر؟“ وہ بچن میں اظہاری کے لیے سوسے قربانی کر رہی تھی جب تابش نے اسے پیچھے سے آکر پکڑا تھا۔

”کیا۔۔۔؟“ وہ جانتے بوجھے بھی انجان بنی۔

”تمہاری تم نے اب اسے میرے بجائے سچ کا نام لیا ہے۔“ وہ انہوں کو پکارتے ہوئے بولا۔

”تو اس میں حرج کیا ہے تابش! تم تو باہر جا رہے ہو جب کہ میں کسی صورت چچا اور بیٹی اکیلا چھوڑ کر نہیں اور جانا نہیں چاہتی اس لیے سچ کا نام لے دیا تاکہ سدا اس پاک سر زمین اور اپنے پیارے رشتوں کی کشادہ غرض میں رہوں۔“ وہ تیل سے سوسے باہر نکال کر پلٹ میں رکھتے ہوئے بولی۔

”اور جو تم نے کیا تھا کہ تم سدا کے بجائے کسی اور کا ساتھ بھی لیں۔۔۔ وہ سب کیا تھا مہر۔“ وہ آہستہ سے دھاڑا۔

”تم دل کی باتیں کیسے جان سکتے ہو کہ تمہارے پاس تو یہ احساس ہی نہیں ہے۔“

”ہاں ہاں کہہ دو کہ میں ہر احساس سے عاری ہوں۔“ وہ چیخا۔

”ہاں ہو تم ہر احساس سے عاری۔۔۔ تمہیں اپنی محبت اور اپنی محبت کا احساس دیکھائی دیتا ہے اور کسی کی آنکھوں میں جھللاتے خواب نظر نہیں آتے مہر تابش تمہیں ہاتھوں کی پوروں پر چمکتے وہ آنسو دکھائی کیوں نہیں دیتے تابش شیر جو چلوں کی دھڑلے سے ٹھوکر کھا کر کسی نے تمہاری آنکھوں میں جنے ہوئے کیا تم خود سے جڑے رشتوں سے اتنے ہی پگھلا ہو گئے ہو۔“ چن میں داخل ہوئی منال اس کی بات سن کر کھینچی گئی۔

”تم مت بولو مہر! میں؟“ وہ اس کے انداز میں بولا۔

”کیوں۔۔۔ کیوں نہ بولوں میں تم سے حس ہو گئے میں نہیں ہوں نہیں دیکھ سکتی میں پگھلائی کی آنکھوں میں آنسو۔“ وہ رو پڑی تھی۔

”تو نہ ہوں ابھی میں مرنے لیا جو ہر شخص میرے لیے

آنسو بہا رہا ہے۔“ وہ بیانی انداز میں چیخا تو مہر کو درمیان میں پھنسا دیا۔

”بس کرو تم دونوں منال تم چل کے ٹھیک سینہ کر مہر ان آئے والے ہوں گے۔“ اس نے منال کو بہلا کر وہاں سے بھیجا۔

”تم اسے ٹھیک مت کرو جانتے نہیں ہو کیا کدو آن سکی ڈسٹر ہے۔“ وہ دانت چبا کر بولی تو وہ دواڑے کو ٹھوکر مارا باہر نکل گیا۔

”یا اللہ کیا ہوگا اب تو ان سب کو ٹھیک ہدایت دے۔“ وہ دل ہی دل میں دعا مانگتے ہوئے بولی پھر جلدی چلنا پرتن لگانے لگی کہ منال کے سر پر والے اظہاری پر پہنچے ہی والے تھے۔

”نہ سہ کے جب مسافروں کے طلب ہمارے تو میری آنکھوں سے کچھ کر گئے خوب سارے وہ کب سے محبت پر اکیلا کھڑا چاند تلاش کر رہا تھا۔ نہ جانے چاند تلاش کر رہی رہا تھا یا آسمان کی دستوں میں پکڑا اور۔۔۔ وہ اس وقت چلک رہا تھا جس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا تھا۔

”چاند رات مبارک ہو تابش۔“ سچ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں نمی آئی کسی جی تھکے ذول سے اس نے اس سے کوئی بات نہ کی تھی۔

”تمہیں بھی۔۔۔ اس کے حلق میں آنسوؤں کا کھنکھہا ہنس گیا تھا وہ بے اختیار سچ کے لگے تھا۔

”یہ سب لوگ میرے ساتھ ایسا کیوں کر ہے وہ سچ۔۔۔“ وہ ہنسنے لگا۔

”تم فکر نہ مت ہو آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔“ جب تم لوگ کے تو حالات بیکسر مختلف ہوں گے۔“ سچ نے اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھا۔

”ہوں! میں جانتا ہوں واقعی ایسا ہی ہوگا اور اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔“

”تو پھر پیچھے چلیں سب لوگ گاڑی میں بیٹے تھرا دے کہہ ہے جی۔“

”میرا انتظار۔۔۔“ وہ جی ہول۔

”بھول گئے کیا کہ سب کی شاہجہاد میری ہے۔“ سچ

نے اسے اطلاع دی تو وہ ہنس دیا اور اس کے ساتھ میز حیاں کرتے لگا۔

بازار میں چاند رات کی رونق عروج پر تھی ہر شخص کو شاہجہاد کرنے کی جلدی تھی اس وفد ہلائی پرچم کے اشاریہ بازار کی روشنی کو چار چاند لگا رہے تھے کہ عید کے دو دن بعد جشن آزادی کا عروج ہی عروج پر تھا۔

”ہم میں کسی چیز کی کو نہیں ہے بھائی پھر بھی ہم اتنے پیچھے کیوں رہ گئے ہیں؟“ شاہجہاد بیک گاڑی میں مدھمی منال سے بولی تھی۔

”ہم میں کسی چیز کی نہیں بہنا بس ہر چیز کی لڑائی ہو گئی ہے ہم نے رشک کے بجائے حسد کرنا شروع کر دیا ہم احسان کو نہیں سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ بدلے میں کچھ پالنے کی قضا کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات ہم لوگوں نے بحیثیت قوم کے بجائے بحیثیت فرد کو چننا شروع کر دیا ہے۔“ سچ کی آواز دھن دھن کی محبت میں پور پور دی ہوئی تھی۔

”نہیں بھیا ابھی اس صحن پر سدا بھائی جیسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے خود سے زیادہ اس مٹی سے محبت ہے جو اپنی ذات سے پہلے اس کو قائم جانتے ہیں جن کا جینا ہم ہر طرف اس مٹی کے لیے ہے کیونکہ ہم نے اس صحن کی کوئی قیمتی شے کی طرح منبھال رکھنے کا عہد کیا تھا اور ہم اس عہد پر قائم ہیں۔“ منال نے ایک دالے سے بولا تو سچ نے بے اختیار اسے گلے لگا دیا تھا کہ آکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپکے تھے جب کہ تابش کو غریب چہرہ شکل ہو گیا تھا۔

”اس محبت کے لیے کوئی بھیجے نہ دو یا منال ان کی طرح شہر سے چران جا کر رہنے والی نسل کو روٹن مٹی کی کوئیدے کرتے۔“

”کی بھائی ان شاہجہاد! وہ منبھلا جانا سے بولا۔

”من شاہجہاد! وہ سب ایک ہی یقین سے بولے۔

”جوں چلے گا یا کس کریم؟“ سچ نے سب کی طرف بے حاشا نظر دوڑائی۔

”میرا خیال ہے مہر چلیں کیونکہ کل تو عید سے پہلے ناظم نے گانچھے آج اپنی بیٹی بک کر دینی ہے۔“ تابش کی دھڑکنے ان کے چہروں پر ملتی مسکراہٹ کو ایک دم لو چا تھا وہ ہنسنا لے اور ایک ایک کر کے گاڑی میں بیٹھ گئے ہر حال سب کا تو جان گئے تھے کہ تابش آج بھی اپنے فیصلے پر

عید کی اور گزری گئی ایک تو سدا کی جدائی کا دکھ سب کو رہا تھا پھر تابش کی ضد کہ وہ کسی کے کہنے سے نہ نکلا تھا اسے جانا تھا اس لیے خاموشی سے سب کو ملے بغیر چلا گیا۔

”کتنی خاموشی ہے مہر میں؟“ مہر دونوں پاؤں صوفے پر رکھتے ہوئے بولی تو منال نے اس کی طرف دیکھا۔

”اعتراف نہاں ہوں تو باہر کا شہر تو وہی نہیں پاتا مہر!“

”کک۔۔۔ کیا مطلب؟“ وہ دم نکلائی۔

”تم نہیں بتاؤ گی تو کیا میں جان نہیں پاؤں گی۔“ منال نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہا تو اس نے بے اختیار نظریں چما لیں۔

”م۔۔۔ میں بھلا کیا چہاؤں گی تم سے۔“ اس کی آنکھیں اس کی آواز کا ساتھ نہ لے سکیں اور جھٹک پڑیں۔

”م۔۔۔ تمہیں بلاوجہ تم نہیں ہوا کرتیں مہر کوئی وجہ تو ان آنکھوں میں سدا میں بن کر رہی ہے۔“

”وہ جانے سے نکل بنا کر تو جاتا مل کر تو جاتا۔ ہمارے روکنے کی تمام کوششیں بے سود ہیں منال لیکن میں ہمارے یقین کی دھجیاں تو نہ بکھیرے تاکہ اللہ ای مسکراہٹ ہی اسے جاتا جاتے جاتے۔“

”ہم کون ہوتے ہیں مہر اس طرح اس سے شکوہ کرنے والے چچا کو؟“ سچ نے سدا کو بھروسہ سے مل رہے ہیں خوش ہیں۔“ مہر نے اس کی بات کاٹ لی تھی۔

”ان کے چہرے پر بکھری خوشی کے پیچھے دکھوں کا جو طوفان چھپا ہے تم سب اس سے واقف ہی نہیں ہو منال جوں جوں شام ڈھلے گی ان کی آنکھیں انتظار کریں گی سدا انتظار کرتے کرتے ہی پھر اچھاں میں گی۔“

”تم اتنی ناامیدی کی باتیں کیوں کر رہی ہو مہر تم تو پاک وطن کے دکھالوں میں سے ہو اور جانتی ہو تاکہ تم لوگوں کو بہلا سکتی ہی “امید زندہ ہے“ کا ملتا ہے۔“ منال نے اس کے مہر سے چند بل کھڑکھڑا کر دیکھا تھا۔

”امید زندہ رہتی منال جب تک احساس یا س کی شکل اختیار نہ کر لیتا۔ سدا کی جدائی ازل سے قدرت نے میری قسمت میں لکھی تھی کہ ہمیں دو اچھے دوستوں کی طرح رہنا تھا لیکن موت نے ہمارے درمیان قیامت تک کی جدائی

احزاب کی جانب بڑھی لیجے میں آنسوؤں کی لڑائی تھی۔

اماں! کیا بچوں کی طرح ضد لگا رکھی ہے آپ نے؟ چلیں! اٹھیں! ناٹم نکلا جا رہا ہے جب کہ رہے ہیں کہ سجدہ ایسا نہیں ہوگا تو پھر؟ اور یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے جس کا آپ اس قدر برامتا رہی ہیں کہ کھانے پینے کا بھی بائیکاٹ کر رہی ہیں۔" احزاب کے لہجے میں کمی تھی۔

"واہ بیٹا وہ! تم کو قرآنی ماں میں ہی نظر آتی! اماں! ٹانگ کر رہی ہے؟ ہاں؟" اماں نے طنز کا تیر احزاب کی طرف پھینکا۔ احزاب نے عروہ کی جانب دیکھا ڈر کی وجہ سے وہ کانپنے لگی تھی۔ آنکھوں میں آنسو تھے معاملے کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے احزاب نے لہجے میں قدرے نرمی پیدا کی اور اماں کے قریب چلا آیا۔

"نہیں اماں! ایسی بات نہیں ہے میرا مطلب یہ ہے کہ آپ غصہ کھانے پر کیوں نکال رہی ہیں؟ چلیں! اٹھیں۔" احزاب نے آگے بڑھ کر انہیں بازو سے پکڑ کر اٹھایا تو انہوں نے قہر آلود لہجہ عروہ پر ڈالی اور بنا کچھ کیے اٹھ بیٹھیں۔ بھلا اس عمر میں بنا سحری کے روزہ رکھ سکتی تھیں وہ؟ وہ تو بیٹا اور بھوکو بھرم بھی تو دکھانے تھے ناں۔ عروہ نے خدا کا شکر ادا کیا اور جلدی سے بچن کی جانب دوڑی تاکہ اماں کے لیے جلدی سے دوبارے سائن وغیرہ گرم کر سکے۔ اماں چپ تک منہ دھو کر آئیں عروہ تمام چیزیں ریڈی کر چکی تھی۔

احزاب دینی طور پر چپ تو ہو گیا تھا مگر اماں کا آج کا چارہ خاندان پر اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا انہوں نے حد کر دی تھی یوں تو جب سے عروہ شادی ہو کر آئی تھی گزشتہ چند ماہ سے اماں کا رویہ عروہ کے ساتھ قطعاً اچھا نہ تھا مگر آج..... آج تو انہوں نے جس قدر بھی کام مظاہرہ کرتے ہوئے کھانے کا بائیکاٹ کیا۔ وہ تو عروہ کی جو برداشت کیے جارہی تھی اگر عروہ کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اماں کے دماغ ٹھکانے لگا دیتی۔

سحری سے فارغ ہو کر احزاب نماز پھر کی ادا کی

کے لیے مسجد چلا گیا۔ اماں اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ عروہ نے برتن دھو کر رکھے بچن کی صفائی کی اور نماز پڑھنے کھڑی ہوئی احزاب کو اس جلدی جانا ہوتا تھا اس لیے وہ دونوں نہیں سوتے تھے احزاب نماز سے آکر لیٹ جاتا اور عروہ نماز سے فارغ ہو کر قرآن پاک پڑھتی۔ احزاب مسجد سے آیا تو لیٹنے کی بجائے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا؟" عروہ نے اس کے پُرسوجھ اور پریشان چہرے کو دیکھ کر احتشار کیا۔

"ادھر آؤ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" احزاب نے سنجیدگی سے کہا تو عروہ نے قرآن پاک جروان میں رکھا اور اسے غفلت پر رکھ کر اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"جی کیا ہوا؟"

"عروہ! تم آخر کس مٹی کی بنی ہو؟" احزاب نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"کیوں کیا ہوا؟" اس نے معصومیت سے ان سوال کر ڈالا۔

"عروہ! تم اماں کی کتنی زیادتیاں برداشت کرو گئی..... آخر کیوں؟ کیوں کرنی ہو برداشت؟ احتجاج کیوں نہیں کرتی؟" احزاب کیوں نہیں دیتی ہواں کو؟ ان کی غلط بات سن کر بھی تم پر اثر کیوں نہیں ہوتا؟ غلط کو غلط کیوں نہیں کہتی؟ اپنے جائز حق کے لیے کیوں لب نہیں کھولتی ہو تم؟" احزاب جذباتی ہونے لگا تو اس نے نہایت نرمی سے اسے سمجھانا چاہا۔

"احزاب! وہ اماں ہیں ہماری بہن نہیں سیں گے تو کون سے گاں کی باتیں اور پھر بول کر وہ دل کا بوجھ بٹا کر لیتی ہیں اپنا غبار دل میں نہیں رکھیں۔ وہ دل کی بڑی نہیں ہیں احزاب!" اس کی مستقل حراستی پر احزاب بھنبھلا گیا۔

"حد ہوتی ہے پار! اماں پہلے تو ایسی تھیں اب تو بالکل عجیب برتاؤ کر گئی ہیں تمہارے ساتھ جب سے تم اس گھر میں آئی ہو وہ بدل گئی ہیں۔ گزشتہ تین ماہ میں ایک دن بھی میں نے انہیں تمہارے ساتھ نہیں کرایات کرتے نہیں دیکھا انہوں نے کوئی پیار کا لمحہ نہیں لکھی

بھی دعا کوئی محبت کا اظہار شفقت کچھ بھی تو نہیں کی انہوں نے تم کو۔ بیجا اور بھالی کی وجہ سے اور ان کی باتوں کی وجہ سے میں بھی برداشت کرتا رہا مگر..... آج تو انہوں نے ساری حدیں پار کر دی۔"

احزاب کو آج شدید غصہ آ رہا تھا۔

"نہیں دیکھتے نہیں کیا؟ تم ان کی ہر بات مانتی ہو؟ ان کا رشتہ ہواں کا کھانے پینے، اٹھنے سونے، دوا لینا اب کر دوات! کئی چیز میں کمی بات میں رہتی برابر ہے پروائی نہیں دکھائی ہواں کے کہنے سے پہلے ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتی ہو مگر..... مگر وہ ہمیشہ تم سے غلاماں رہتی ہیں۔ اب اتنی ہی بات کا انہوں نے بھونچا دیا یہ کوئی ایسی بڑی بات کوئی قابل سزا جرم تو نہیں کیا ہم نے؟ اس گھر پر تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے کہ اماں کا کیا تم اپنی مرضی سے گھر کے لیے کچھ باتیں نہیں کر سکتیں؟ گھر کے بارے میں اچھا اپنے کا اچھا کرنے کا حصہ کوئی حق نہیں؟ بہر حال اس کے آج کے رویے نے مجھے صبح میں بہت زیادہ غصہ کیا ہے بہت دکھ ہوا ہے مجھے اور میں نے..... میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔" وہ کچھ دیر کو رکھا پھر گہرا سانس لے کر بولا۔

"فیصلہ..... کیا فیصلہ؟" عروہ ایک لمحے کو کانپ گئی۔ اس کی بڑی بڑی خوب صورت آنکھوں میں آنسو آ رہا تھا۔

"تم کیوں پریشان ہو رہی ہو جاناں۔" عروہ کے ہاتھ پڑے چہرے کو دیکھ کر احزاب نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے تھامتا۔

"پھر....." اس نے پھر بوجھا۔

"میں نے سوچا ہے کہ تم کوئی اچھا حل تمہاری امی کے گھر چھوڑ دوں کچھ دنوں میں ریٹ پر گھر لے کر ہم باہر شفقت ہو جائیں گے اور اماں کے لیے میں کل ایک طرز سے کا بندوبست کر دوں گا کیوں کہ میں اب شہر نہیں کر سکتا۔ تم میری بیوی ہو کوئی ملازمہ یا نوکر لڑھی نہیں۔ تم برابر کی حق دار ہو مگر کے بہت میں مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے بہت شرمندہ ہے کہ اماں کا رویہ ایسا ہے تمہارے ساتھ صبح تو

روز و شب مجھے روز و شب کی کتاب میں کوئی ایسا حرف نکل سکا جسے میں گل کا خطاب دوں جسے چاندنی سی کتاب دوں جسے دھوئند کر جسے کھونج کر رہا آسمان پر چاہی دوں میرے خون دل کی نگارشیں میری روح تک کی فشار بھی جہاں علم و فن کی دکان پر بڑے سے داسوں بک گئی مجھے تو ذکر مجھے چھوڑ کر میرے دوستوں نے جلادیا راہ زندگی کے غبار میں میری راہ تک کاوا دیا مجھے پھر بھی کوئی گل نہیں جو ملا نہیں سولا نہیں مجھے روز و شب کی کتاب میں کوئی ایسا حرف نکل سکا

شہیم خنواوی... کمالی اسلام پور

یہ ہے کہ اماں اس قابل بھی نہیں تھیں کہ انہیں تم بھی بھولتی۔ ان کے لیے تو شائستہ بھالی ہی ٹھیک تھیں۔"

"احزاب! پلیز! اس بھی کرویں وہ ماں ہیں آپ کی۔ آپ نہ جانے کیسا الٹا سیدھا بولے جا رہے ہیں ان کے بارے میں۔ مانتی ہوں اماں زیادتی کر جاتی ہیں یہ بھی تو سوچیں ابھی تین ماہ تو ہوئے ہیں مجھے یہاں آئے ہوں! اماں کو مجھے سمجھنے میں ناٹم تو لگے گا ناں وہ مجھے سمجھ ہی نہیں پائیں ناں ابھی اسی وجہ سے بس تھوڑی سی شامی رہتی ہیں میری طرف سے لیکن مجھے یقین ہے احزاب! وہ مجھے ہلکے نہیں گئی میری محبت میری محنت اور صبر بھینا رنگ لائے گا اور مجھے

یقین ہے مجھے صلہ ضرور ملے گا اور وہ میری ماں کی جگہ
 ہیں احزاب میں تو برا نہیں مانتی ان کی باتوں کا اگر
 ہاں بھلا برائے تو کیا ہم اسے چھوڑ دیں گے؟ اور پھر
 وہ یحییٰ ان کو شوگر اور بلڈ پریشر کا مسئلہ الگ ہے تو کیا
 کوئی ملازمن کا دھیان اس طرح رکھ پائے گی جس
 طرح ہم رکھتے ہیں۔ احزاب اودہ عمر کے اس حصے میں
 ہیں جہاں انہیں سنبھالنا پڑے گا ان کو ہماری توجہ
 محبت اور کینئر کی ضرورت ہے اور ہمیں ان کو برداشت
 کرنا ہے خوش اسلوبی کے ساتھ ان کی بھجلاہٹ ان
 کا غصہ اور پلینز آئندہ آپ گھر چھوڑنے کی بات نہ
 کیجئے گا جب مجھے کوئی پرالہم نہیں تو آپ کیوں خواخواہ
 لیٹیشن لے رہے ہیں۔ بس دعا کریں کہ میرے دل
 میں اماں کے لیے یعنی عقیدت احرام اور محبت ہے
 اس سے آدمی کسی اماں کے دل میں بھی میرے لیے
 محبت آ جائے۔ آخری جملہ کہتے ہوئے عروہ کی آواز
 رنہ لگی۔

”عروہ! حق میں تم انسان کے روپ میں فرشتہ
 صفت ہو میری جان! میں..... میں بہت خوش نصیب
 ہوں اور مجھ سے زیادہ خوش نصیب تو اماں ہیں کہ تم
 ہمارے گھر آئی ہو۔ تم کس مٹی کی بنی ہوئی عروہ تمہاری
 سوچ تھی ارے یہ تم ہر بات کو سخت لیتی ہو تمہارے
 دل میں کوئی کدورت کوئی برائی کی تمنا کس بھی نہیں۔“
 احزاب نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ اتنی محبت پر
 اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

اماں جو اٹھاتی ہے واش روم جانے کے لیے اپنے
 کمرے سے باہر لگتی تھیں احزاب کے کمرے سے آئی
 بلندا دازوں کو کون کے رک گئیں اور جو کچھ انہوں نے
 عروہ کی آواز میں سنا اس نے ان کے دماغ کے بندوں
 کھول دیتے تھے وہ لڑکھڑائی گئیں اور اسی طرح دبے
 پاؤں اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔ اپنے پیٹ پر
 جا کے لیٹیں تو سوچ کا زانو یہ لکھت بول چکا تھا دھند
 چھٹنے لگی تھی انہوں نے کمرے سے آنکھیں موند لیں
 احساسِ عداوت نے آج انہیں کس کا نہ چھوڑا تھا۔

احزاب اور وہاب دو بھائی تھے بڑا وہاب جوانی

بیوی شائستہ اور ایک بچے عبور کے ساتھ الگ گھر میں
 رہتا تھا۔ جبکہ گھر میں احزاب اور اماں رہتے تھے۔
 عروہ پڑھی لکھی اور سو پریمی سے تعلق رکھتی تھی جب
 اماں نے احزاب کی شادی کرنے کا سوچا تو ان کی دور
 پرے کی رشتہ دار نے عروہ کا رشتہ دکھایا احزاب ایک
 آفس میں جاب کرتا تھا۔ شریف اور بڑا حال تھا اس
 لیے عروہ جلد ہی دلہن بن کر ان کے گھر آ گئی یہاں
 آ کر اسے اعزازہ ہوا کہ اس کی جھٹائی شائستہ خاصی
 اکھڑ حراج اور بدتمیز خاتون ہے اور اماں بھی تیز طرار
 اور مزہ پھٹت تھیں جب کہ احزاب بہت اچھا نرم خور اور
 سمجھدار انسان تھا۔ ہفتہ بھر تو یوٹی وی احزاب کی مختصر
 کی یادش میں بیٹھتے گزر گیا۔ شائستہ وہاب اور عبور بھی
 اپنے گھر لوٹ گئے۔

عروہ نے گھر کا مکمل جائزہ لیا۔ تین کمروں اور مختصر
 سے برآمدے والا گھر کچھ زیادہ صاف نہیں تھا۔ اماں
 بے چاری تو بوڑھی اور بیمار تھیں ایک ملازم بھی بھلا وہ
 کہاں ڈھنگ سے کام کرتی۔ اس نے گھر کی صفائی کا
 ارادہ کیا عروہ کو کام انشانت کرتے دیکھ کر اماں نے
 آواز دی۔

”عروہ! بات سنو۔“
 ”جی اماں!“ وہ سانسے کھڑی تھی۔

”ایک بات کان کھول کر سن لو یہاں پر ہر کام
 میری مرضی اور پسند کے مطابق ہوتا ہے اس لیے کچھ
 بھی کرنے سے پہلے مجھ سے اجازت لینا نہیں بھولنا۔
 میں اپنی مرضی کے خلاف رتی برابر بھی کوئی بات
 برداشت نہیں کر سکتی۔“ انہوں نے حاکمانہ لہجہ میں
 اسے بتایا۔

”جی اماں! ان شاء اللہ آپ کو حکایت کا موقع
 نہیں دوں گی۔“ عروہ نے سعادت مندی سے
 جواب دیا۔

چلو عروہ بیگم! اب تمہارا اصل امتحان شروع ہو گیا
 ہے اور تم کو ثابت قدمی اور برداشت کے ساتھ اس
 امتحان میں بھی پورا اترنا ہے خوش اسلوبی سے امتحان
 کو کامیاب کرنا ہے۔ بھول اس کی امی جی کہ ابھی
 لڑکی وہ ہے جو اپنے سسرال میں جا کر نیک نام کرائے

یہی بھی سسرال کے دکھڑے دوسروں کے آگے نہ
 بڑھے۔ اچھے سسرال میں تو سب گزارا کر لیتے ہیں
 جس لڑکی وہ ہے جو نہ بے مطلب تکلیف دے سسرال
 میں نام پیدا کرے اپنے محل سے سب کے دلوں کو
 ریت لے دے ہاں اپنے ماں باپ کا نام روشن کرے ماں
 باپ کی تربیت کی تحریضیں کر دے خدا کرے کہ تمہارا
 سسرال بہت بہت اچھا ہو تمہیں بہت ساری خوشیاں
 ملنا میری دعا میں تمہارے ساتھ ہیں ہمیشہ آباور ہو
 خوش رہو۔“ رنجش کے وقت اماں نے بڑی محبت اور
 نرمی میں جو کچھ کہا تھا اس بات کا ایک ایک لفظ اس
 کا سامنوں میں گونج رہا تھا۔ واقعی مجھے اچھی بھین
 کر دکھانا ہے ہر قسم کے حالات کا ثابت قدمی سے
 مقابلہ کرنا ہے ہا شکایت کیے۔ اس نے گویا خود سے
 کہہ کر لیا تھا۔

اس نے مامی کے ساتھ مل کر سارے گھر کی تفصیلی
 صفائی کی پھر اماں کے پاس چلی آئی۔
 ”اماں! حق میں کیا ہے؟“
 ”فرق میں مرضی دہی ہے کڑھائی بنالین۔“ اماں
 نے کہا۔

”جی اچھا!“ اس نے سعادت مندی سے کہتے
 اپنے کچن سنبھالا تھا۔ سارا دن مصروف رہنے کے
 بعد شام کو احزاب کے آنے سے کچھ دیر پہلے نماز کریں
 کرنا بلکہ کام والا سوٹ پہنا لیے پالوں کو کھلا چھوڑ کر
 کوچیزیاں کچن میں ہی جب ہی احزاب آ گیا۔ عروہ
 اس کے اتنی پیاری لگی کہ احزاب نے آ کر اسے
 پیاس پیس بھر لیا۔

”ارے آپ آ گئے۔“ وہ قدرے چوکی پھر شرما
 کر بولی۔
 ”جی جاناں! آ گئے ہم اور آتے ہی آپ کے
 بات صورت سراپے کو دیکھ کر ساری محسن کا فور ہو گئی
 کہ۔“ اتنی وارسی سے کہا کہ عروہ مزید سہم گئی۔
 ”میں آپ فریض ہو جائیں میں چائے بناتی
 ہوں۔“ اس نے دھیرے سے کہا۔

”سے مجھے سہا ہوتا ہے کہ آپ کو کچھ کر رہی فریض
 ہے۔“ وارسی ہنوز برقرار تھی۔

چاند تھیں

بہت سی باتیں
 کافی ہیں تیرے بن
 ممکن جو ہو آ جاؤ کہ
 نہ چاند تھکنے کی ضرورت پڑے
 نہ ہی صبر کی خوشیاں
 سونی لگیں

مدیر نورین

”بہو بیگم! مناسب سمجھو تو باہر نکل آؤ شام ڈھلنے
 لگی ہے چائے کا وقت ہو چلا ہے۔“ جب علی ہمارے
 سے اماں کی کرخت نظر بھری تیز آواز پر وہ گھبرا گئی۔
 احزاب کو ایک ہاتھ سے دھکا دے کر دوپٹہ درست
 کرتی ہوئی باہر کی جانب بھاگی۔ اماں ہمارے میں
 تخت پر بیٹھی تھیں تیز نظروں سے گھورا تو وہ خواہ مخواہ
 شرمندہ ہونے لگی اور چائے بنانے کچن میں آ گئی۔
 چائے لے کر آئی تب تک احزاب بھی فریض ہو کر
 اماں کے پاس تخت پر آ کر بیٹھ چکے تھے۔

”لگتا ہے آج گھر پر کافی سختی کی گئی ہے کافی
 اچھا اچھا دکھائی دے رہا ہے۔“ عروہ کے ہاتھ سے
 چائے کا کپ لیتے ہوئے احزاب نے چاروں طرف
 نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا اب تک تم کسی کھاؤ خانے میں رہتے
 آئے ہو؟“ اماں کو احزاب کا یوں عروہ کی تحریف
 کرنے کا انداز بیکار لگا تھا۔

”ارے نہیں میری پیاری اماں!“ احزاب نے
 ان کے کچلے میں پانچیں ڈال کر لاڈ دکھایا تو ان کے
 چہرے کی کڑکھی قدرے مائل ہوئی۔

عروہ نے بڑی خوش اسلوبی سے سارے گھر کی
 ذمہ داریاں اپنے سر لے لی تھیں اماں بی بی اور شوگر
 کی مریشہ تھیں ان کی دوا اور تھکا کا خاص خیال رکھتی
 باقاعدہ ڈائم ٹیبل بنا کر۔ اس کی باقاعدگی اور جدی
 دیکھ کر اماں نے مامی کی بھی کچھ گڑبالی کی خواخواہ
 پیسے کیوں ضائع کریں جب کہ کھل و کھفت کی ملازمہ

"میں نے پہلے دن ہی تم کو کہہ دیا تھا ناں کہ یہاں پر جو کرتا ہے مجھ سے پوچھ کر کرنا میری مرضی سے۔۔۔ کہا تھا ناں؟" وہ براہ راست عروہ سے مخاطب تھیں۔

"تم۔۔۔ تم نے بھی دھک دھکنا شروع کر دیئے" بھڑنا شروع کر دیئے اپنے میاں کے کان؟ کر دیا ناں ماں کو بے حیثیت اور بے وقعت؟" لفظوں کے نشتر براہ برس رہے تھے۔

"نہ۔۔۔ نہیں اماں! میں نے۔۔۔ تو بس بات کی تھی مجھے پتا نہیں تھا قسم سے۔" وہ باقاعدہ گڑگڑا رہی تھی۔

"اماں! اب بس بھی کریں خدا کے واسطے۔"

اماں کا لہجہ بد لہجہ بڑھتا جا رہا نہ اعزاز اور عروہ کی بے چارگی احزاب سے برداشت نہ ہو سکی تو وہ بول پڑا۔

"اس میں عروہ کا کوئی قصور نہیں ہے وہ تو ہر کام آپ کی مرضی سے آپ سے پوچھ کر کرتی ہے اس نے تو صرف ذکر کیا تھا پردے میں لایا ہوں خود سے اسے تو معلوم بھی نہیں تھا اور۔۔۔ اور یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں کوئی گناہ تو نہیں جس کا آپ پر اتنا بڑا اثبات رہی ہیں خواہ مخواہ معمولی بات کو اتنا طول دے رہی ہیں۔"

"شاباش! شاباش! تیرے منہ میں بھی زبان ڈال دی اس کل کی لڑکی نے کڑو بھی دو بدو بولنے لگا ہے تجھے بھی برائی اماں کی ذات میں ٹھہرا رہی ہے۔ ٹو ٹھیک ہے پھر آج سے کمر کی ذمہ داریاں تم لوگ ہی سنبھالو اور نکال کر پھینک دو اس کا کارہ بڑھیا کو درمیان سے اب مجھ سے کوئی بات نہ کرنا سمجھے۔"

اماں کو گویا پھٹکے لگ گئے تھے۔ معمولی سی بات کو اتنا بڑھا دیا تھا انہوں نے احزاب آوازیں دیتا رہ گیا مگر اماں گرج چبک کے ساتھ برس کر واپس اپنے کمرے کی طرف جا چکی تھیں۔ عروہ زار و قطار رو رہی تھی۔

"احزاب! پلیز اماں کو سمجھا میں ان کا بی بی بننے نہ کر چاہتی۔ اس وقت بھی عروہ کو ان کی مرضی احزاب اور عروہ رات گئے تک ان کو مٹانے کی کوشش کرتے رہے مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک ہی تھیں۔ چادر جو سر سے تالی تو ہٹانے کا نام ہی نہیں لیا دونوں

ٹھیک ہار کر اپنے کمرے میں آ گئے۔ کمرے میں آ کر عروہ رو دی۔ احزاب نے اس کے ہاتھوں کو تھام لیا۔

"عروہ! آئی ائمہ سوری جان! ائمہ نے میری وجہ سے اتنی باتیں سنیں غلطی میری ہے۔" وہ بہت شرمندگی محسوس کر رہا تھا۔

"نہیں احزاب! ایسا مت کہیں آپ نے کوئی غلط ارادہ سے تو زرا ہی کیا ہے وہ تو اماں غلط سمجھیں آپ کیا ہو گا؟"

"کچھ نہیں! ہو جائیں گی ٹھیک میری تک۔"

احزاب نے تسلی دہی اور مہرے ہوئے پردوں کو سمیٹنے لگا۔

دونوں لیٹ گئے کیونکہ میری میں بھی اٹھنا تھا عروہ دیر تک کروٹیں بدلتی رہی جب تک کہ غصے اور نفیض کا شکار نہ ہو وہ حسب معمول میری تیار کر کے وہ اماں کو بچانے آئی تو اماں نے اس دن بھی وہ پارہ سے اکر دکھائی شروع کر دی تھی۔

"آف خدا یا!" اماں نے بیڈ پر بیٹھ کر اپنا سر تھام لیا۔

"میں نے ہمیشہ عروہ کو غلط سمجھا غلط کہا مگر اسے میری فکر ہے وہ دل سے میرا خیال رکھتی ہے۔ میری زیادتیوں پر بھی شکوہ نہیں کرتی" کوئی ٹک نہیں کیا۔

جانے کیوں اس کے ساتھ ہمیشہ غلط سلوک کرتی رہی اس کے خیال کو دکھاؤ ابھی رہی اور وہ دل سے میرا خیال کرتی رہی ابھی بھی احزاب سے میری شکایت نہ کی۔ آج۔۔۔ آج بھی اس کے لبوں پر حرج و مرج شکایت نہ آیا۔ اماں دیر تک خود پر رخصت ملامت کرتی رہیں۔

عروہ کو ڈھنگ سے نیند بھی نہ آئی تھی جب ہی ابھرن اور بے چینی تھی۔ آج چاند رات بھی تھی اجیر سارے کام کرنے تھے احزاب بھی آج گھر پر تھا۔ عروہ اٹھ کر باہر آئی ڈرتے ڈرتے اماں کے کمرے میں جھانکا اماں سو رہی تھیں۔ کچھ دیر وہ قرآن پاک پڑھتی رہی پھر اٹھ کر کام شروع کر دئے مگر کی صفائی کرنے لگی۔ ابھی تو اماں کے آدھ رات کے مطابق شال کتاب پٹانے سے تیرہ بیانی اور دم کا قیر بھی میرے

چاہتا تھا۔ غم کی نماز تک اس نے کتاب کا مسالہ تیار کر لیا تھا مگر کی صفائی ہو چکی تھی وہ احزاب کے کپڑے پر لیں کر دی تھی کہ اماں چلی آئیں۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"اماں! میں نے کتاب کا مسالہ چیں کر فرج میں دکھ دیا ہے با دوام اور پستے پوائنٹ کر لیے ہیں اب گاٹ کر فرجی کرنے ہیں جس۔" وہ جلدی جلدی جاتے تھے۔

"تم میرے کمرے میں آؤ۔" اماں نے حکم صادر کیا اور پلیٹ گراہنے کمرے کی طرف چل دیں۔

"اچی خیر!" عروہ پھر اسی کی احزاب بھی ابھی سو رہا تھا نہ جانے اماں کیا کہیں وہ رو ہاکی ہو رہی تھی۔ دل ہی دل میں آپہ انگری پڑتے ہوئے وہ اماں کے کمرے میں آئی اماں الماری کھولے کچھ نکال رہی تھیں وہ خاموش کھڑی رہی۔ اماں پلیٹیں تو ان کے آتھ میں تازگی کی ڈیہ تھی۔

"اوجھر آؤ۔" اماں پلنگ پر بیٹھی ہوئی پولیس تو وہ حیران ہوئی ہوئی آگئی سے چکی ہوئی اماں کے پلنگ سے پاس آئی۔

"یہ لوز کھولو۔" اماں نے ڈیہ اس کی جانب دے مانی اس نے لوز پتھ میں لے کر کھولی تو اندر سے ایک سونے کی انگوٹھی نکلی جس میں سفید نگ جڑے ہوئے تھے۔

"کیا ہے اماں۔۔۔ اس کی ہے؟" وہ منہ پر لاسے بھی انگوٹھی کو تو بھی اماں کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ تمہارے لیے ہے۔" اماں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب بٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہی۔۔۔ جی اماں! میں بھی نہیں۔" اماں کا نرم لہجہ اس کے لیے بالکل نیا تجربہ تھا۔ وہ حیرانی اور بیچارگی کا شکار تھی۔

"پاں میری بیٹی۔۔۔ تمہارے لیے ہے۔ یہ اس کی تمہارے سر پہ مجھے دی تھی جبکہ میرے چچا ہوا لیکن نے شائد کو نہیں دی کیونکہ اس کی حق دار تو اس کے ہاتھ لے آئے بڑھ کر اسے بنے ہے لگایا۔ اس کے صاف کر دینا میری بیٹی میں نے نہیں غلط

سندھ و انھی

آج کل اشاف اور تارین کو میری طرف سے اسلام علیکم! امید ہے میری فیملی ایڈیٹرز نذر فریڈز پھولوں کی طرح مسکراتے ہوں گے۔ جی میرا نام سندھ ہے اور کاسٹ کے لحاظ سے اہم راجپوت ہیں اور میں سرگودھا کے ایک پبلک نمبر 28 جنوری میں رہتی ہوں آج سے 16 سال پہلے 7 ستمبر 1996ء کو اس پیارے سے گھر میں آنے لگی تھی۔ ہم تین بہنیں اور دو بھائی ہیں اور میری ایک بہن کا نام ایمان فاطمہ ہے اور دوسری کا نام سہیل ہے ایک بھائی کا نام محسن اور دوسرے کا نام ارمان ہے۔ میری دو گرنز ماموں کی بیٹیاں ہمارے پاس رہتی ہیں ایک کا نام عطیہ اور دوسری کا نام تھریں ہے۔ اب آتے ہیں پندرنا پندرنا کی طرف گھر میں مجھے پبلک ڈانٹ اور بلیک ٹکڑ زہت پسند ہیں۔ کھانے میں برائی اور بچکن کی بنی ہوئی ہر دوش پسند ہے۔ پھلوں میں آم نہاں بہت پسند ہے۔ خیوڑی میں مجھے جھڑیاں کھجورے اور پائل پسند ہے۔ اب آتے ہیں دوستوں کی طرف کانٹہ ماریہ اشرف گران اقصی اور ماریہ محبوب یہ میری دوستیں ہیں۔ مجھے آج کل پڑھنا اسلامی کتابیں شعر و شاعری کرنا اور پڑھنا بہت اچھا لگتا ہے۔ میری لکھوت کہانیاں یہ چاہتیں یہ شہدیں جو چلے تو جاں سے گزرو گئے پتھروں کی بلیوں پر بہت پسند ہیں۔ مجھے اپنے لک سے بہت محبت ہے اسلام آباد آزاد خیئر میاں نوالی مہمان دیکھنے کا بہت شوق ہے۔ اب آپ تو پورے ہونے لگے نہیں میں جانتے تھی ہوں برداشت کرنے کا شکر ہے اللہ تعالیٰ آج کل کو ان گنی رات چچی ترقی عطا فرمائے آمین۔

سمجھا۔" اماں رو رہی تھیں۔

"اماں۔۔۔ اماں ایسا نہ کہیں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔" اسے اماں کی دماغی حالت



مفتیانِ چاند اور گلاب کی سیرِ اغزال صدیقی

بھرے لہجے میں کہا۔

”میں تو کب سے یہاں دروازے میں کھڑا
سایا ہوا کا ڈرامہ دیکھ رہا ہوں۔“ احزاب مسکراتا ہوا
کمرے میں داخل ہوا، اس کے چہرے پر بھی بے پناہ
اطمینان اور مسرت نمایاں تھی۔

”ہش... ساس بہو نہیں! ماں بیٹی۔“ اماں نے
پیارے اسے گھر کا۔

”چلو اب جلدی سے اٹھو اور وہ پردے نکال
کر دکا دو۔“ اماں نے پلٹ کے کہا تو عروہ نے
انہیں دیکھا۔

”ہاں ہاں بچی! پھر جلدی جلدی کاموں سے
قاری ہو کر مغرب کے بعد احزاب کے ساتھ جا کر
ذہیر ساری کالج کی چوڑیاں پہننے کے آنا ہاں وہ کیا
کہتے ہیں پادر سے مہندی بھی لکوا لیتا ہاتھوں اور
چروں پر خوب صورت سی میں اس عید کو بہت بھرپور
طرے سے منانا چاہتی ہوں۔“ عروہ سرشاری سے
اٹھ کھڑی ہوئی، اچانک سے زندگی بہت خوب
صورت ہوئی تھی، ابھی کچھ گھنٹوں پہلے تو کیسا مکدر تھا
ماحول اور اب.....

”اچھا ایک بات سن لو کان کھول کر۔“ اماں کی
آواز پر وہ چونک کر بیٹھی اور دک کر انہیں دیکھا۔
”کل مجھ سے عیدی نہ مانگتا، میں نے آج ہی
دے دی اگھو جی نہیں۔“ اماں نے جھپٹے ہوئے کہا۔
”جی اماں!“ وہ خوش دلی سے بولی۔

”اور اماں میری عیدی؟“ احزاب ان کی گود میں
سر رکھ کر لاڈ سے بولا۔

”تجھے اتنی پیاری بیوی ملی ہے ناں! بچے یہ اپنی
عیدی سمجھ۔“ اماں کے جملے نے اس کے اندر تک
توانائی بھر دی تھی وہ سرشاری پر دے نکالنے کمرے
کی جانب چل دی۔ ساتھ ہی رب کریم کا شکر ادا کیا
کہ رب نے اسے عیدی آئے کے ساتھ ہی اتنی بڑی
خوشی عطا کی تھی، اس کے لیے یہی سب سے بڑی
”عیدی“ تھی۔

مٹھو کھلی۔

”نہ میری بچی! میں ٹھیک ہوں بلکہ آج تو ذہنی طور
پر صحت یاب ہوئی ہوں میں کہ مجھے صبح اور غلط کی
پہچان ہوئی ہے۔ میں نے شاکرستہ کے خوب ناز
اٹھائے جب وہ بہو بن کر آئی تو اس کے ساتھ بھی غلط
نہ کیا، محبت اور پیار کا رویہ رکھا مگر اسے ہمیشہ میرا وجود
کھٹکتا رہا، میرا خیال کرتا، میرے لیے سوچتا، فکر کرتا
اسے عذاب لگتا، اسے لگتا کہ میں نے اس کی زندگی
عذاب بنا رکھی ہے، میں اس کو تنہا نہیں چھوڑتی، میں
بیوی کے لیے کاغذ بن گئی ہوں جب اس نے وہاں کو
میرے خلاف بڑا کارنامہ شروع کر دیا۔ اسے میں بری لگتی
تھی رفتہ رفتہ وہاں بھی مجھ سے بدگمان ہوتا گیا اور وہ
دوسرے گھر میں چلے گئے۔ تب میری آنکھیں کھلیں
کہ میری محبت اور نرمی کا انہوں نے مجھے یہ صلہ دیا، تو
میں نے سوچ لیا تھا کہ احزاب کی دلہن کو پہلے دن سے
ہی قابو میں رکھوں گی۔ یہ نہ سمجھ کی کہ بانیچوں انگلیاں
برابر نہیں ہوتی، ہاتھیں پرکے میں اپنی جاہلانہ سوچ
میں رہی، میں ایک کے کیسے کی سزا دوسرے کو دینے چلی
تھی۔ تمہاری تابعداری اور خاموشی کو کزوری سمجھ کر
ضرورت ہے ضرورت تم پر زیادتیاں کیں مگر تم نے
ہمیشہ میری باتوں کو برداشت کیا، ابھی آف تک نہ کی نہ
بھی کوئی جواب دیتی۔ معاف کرتا بچی! مگر میں نے
تمہاری اور احزاب کی صبح ہونے والی باتیں سن لی
تھیں۔ تم نے میری آنکھوں سے اپنی اتار دی ہے بیٹی
کتنا احترام! کتنا خیال اور کتنا پیار ہے تمہارے اندر۔
تم اپنی ماں کو معاف کر دو گی۔“ اماں کے جملے پر عروہ
تڑپ گئی۔

”اماں..... اماں! ایسا مت کہیں۔“ وہ اٹھ کر
نیچے ان کے پیروں کے پاس آ بیٹھی۔ آپ میری ماں
کی جگہ ہیں آپ مجھ سے معافی کیسے مانگ سکتی ہیں۔
آپ کو میں نے ہمیشہ ماں کا درجہ دیا ہے۔“ عروہ نے
اماں کے کھٹے تمام کرفتم آنکھوں سے انہیں دیکھتے
ہوئے جذب سے کہا۔

”جلدی سے یہ اگھو جی! بہن لے اور جا کر احزاب
کو دکھا۔“ اماں نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے محبت



اسے ہی مارکٹ لے کے جاتا تھا۔



قصر راحت کی بنیاد راحت بیگم اور عبد الحمید صاحب نے ہی کر رکھی تھی خدا نے انہیں دو بیٹوں اور دو بیٹیوں کی نعمت سے نوازا تھا۔ سب سے بڑے سعد ایمان پھر فیضان اور پھر ان کے آگے نکلے میں بہارین کے راجہ اور ناز نے قدم رکھا تھا۔ راحت بیگم کی نفاس و سلیقہ کے سارے خاندان میں چرچے تھے، بس وہ غصے کی ذرا تیز تھیں جب کہ عبد الحمید سنے ہی مسلمہ خرم طبیعت کے مالک تھے یہی وجہ تھی کہ انہوں نے نہ صرف اپنی بیٹیوں کی بلکہ بیٹوں کی تربیت بھی نہایت محبت سے کی تھی بڑے بڑے ہوئے تو راحت بیگم نے ان کی شادی کے معاملے میں بھی حسن سے زیادہ صبر و سلیقہ کو یقین دہانی اور اپنی دور رس کے رشتہ دار کی بیٹی عابدہ کو اپنے بڑے بیٹے کے لیے پسند کر لیا اور یوں ایمان کی شادی کے ساتھ ساتھ انہوں نے راجہ کی شادی بھی عبد الحمید صاحب کے دوست کے بیٹے کے ساتھ کر دی جو شادی کے بعد لندن شفٹ ہو گئے یوں تو بظاہر گھر میں ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں عابدہ واقعی ایک قابل فخر بیوان کے لیے ثابت ہوئی تھیں مگر ان کے دے ہوئے رنگ کے آگے خاندان بھر میں ان کا سلیقہ نہیں پیچھے رہ گیا تھا جس کی بدولت ہی پچاس راحت بیگم نے جب محسوس کی جب ان کے آگے نکلے میں ساتویں ایفریم نے قدم رکھا اور اس کے ایک سال بعد ہی جازب کی پیدائش جس طرح ان لوگوں نے چوٹ کی تو عبد الحمید صاحب کے لاکھ بھالے کے باوجود بھی راحت بیگم کے دل سے یہ سب نہ لگتا اور انہوں نے فیضان کے لیے جانتی دکن کی تلاش شروع کر دی جو بلا آخر ان کی ایک کٹی لی جی نصرت پر ختم ہوئی اور نصرت پوری شان و شوکت کے ساتھ قصر راحت میں ان بیس تین جلدی ایچی زبان و داری کے باعث وہ سب کے دلوں سے اتر گئیں خاص کر شاہکی پیدائش کے بعد انہوں نے ایفریم اور جازب کے ساتھ جس سردمہری کا مظاہرہ کیا وہ راحت اور عبد الحمید صاحب کے لیے ناقابل برداشت تھا خون ان کے شوہر بھی سب سے نظریں چلتے چمکتے تھے ان کی اپنی بیگم کے آگے ایک نہ چلتی تھی اور جب عابدہ کے ہاں درہم اور نصرت کے ہاں حبیہ اہوئی تو راحت بیگم کا عابدہ اور ان

کے بچوں کی طرف والہانہ جھکاؤ دیکھ کر نصرت کے اندر رقابت کے شدید ترین احساس نے اٹھرائی لی اور وہ اچھی ضد و نظیفے کے ہم پر اوپر کے پورشن میں شفٹ ہو گئیں جس کا دکھ سب کو ہوا مگر ان کی زبان و داری سے گھر کی فضا میں جو بد مزگی قائم ہو گئی تھی اس کے اثرات کسی حد تک زائل ہونے شروع ہو گئے تھے اور ان ہی دنوں میں عابدہ کے توسط سے ان کے مکان میں رہائش پذیر کرکڑن سے نازیک کا رشتہ نا فاطمے ہو گیا اور وہ شادی کر کے مکان روانہ ہو گئیں جب ہی عبد الحمید صاحب ملگرت لوشی کے سبب کیمبر میں جتا ہو گئے اور ملک عزم سدھار گئے ان کی وفات کے بعد راحت بیگم واحد ہی مگر بچوں کی ذمہ داری و صحت کی بدولت اپنے پوتے پوتیوں کے لیے انہوں نے خود کو غمناک کر لیا ان ہی دنوں راجہ کی بیٹی شوہر اور اگلے بیٹے فرحیت پاکستان آ گئیں اور وہ ماہنگہ میمن رہیں۔ راحت بیگم کو سنبھالنے میں ان کا اور عابدہ کا بہت بڑا ہاتھ تھا مگر چند برس بعد ہی ایمان ایک کارائی کینیڈا میں چلی بسے پھر قصر راحت پر قیامت پڑی کہ ٹوٹی تھی جہاں ایفریم جازب اور درہم خیم ہوئے تھے وہیں عابدہ نے اپنا سہاگ کھو لیا تھا مگر یہ راحت بیگم ہی تھیں جنہوں نے عابدہ کو اور بچوں کو سنبھالا ان کی اور ایمان کی سینگٹڑ نے انہیں بہت سہارا دیا ان حالات میں بھی نصرت کا دل نہ بھگتا البتہ کٹی پڑی ایک ہونے کی سبب فیضان نے اپنے بھائی کی ذمہ داریاں بھی جازب کے بڑے ہونے تک خود سنبھالیں اور اسی معاملے میں نصرت کی ایک نہی ایک وہ اور محتاجی تھی جنہیں سب سے انیت تھی۔



کرانی کی شائیں دن کی نسبت گرمیوں میں اکثر غول گوار ہو جاتی ہیں آج بھی موسم کافی خوش گوار تھا کل سے رمضان المبارک کا باقاعدہ آغاز ہونا تھا سہر طرف کہا اچھی نظر آ رہی تھی اور درہم خیم میں گئی کیاریوں میں پانی ڈال رہی تھی جب کہ داوی جان جس معمول اپنے تخت پر براہیمانہ صبح پڑھنے میں مصروف تھیں اور اہل ان کے برابر شائیں آگے کیڑوں پر ستر کے ناک رہی تھیں اور جازب زردا شور سے پانی دھرف کا بے جا استعمال کرتے ہوئے گاؤں چھوٹے میں من تھا۔ جب ہی چچا اور نصرت چچی نکلیں

کے لیے چلے آئے چچا جان نے بڑھ کے داوی کو سلام کیا کہ بچی اچھی گھوٹی ہوئی آگے بڑھ گئیں۔

”چچا جان آج آپ مصروف نہ ہوں تو تھوڑی دیر تک آجائے گا آج کے فریج پر کچا آڑا روینے جاتا ہے۔“

نصرت چچی نے قہر یا نظروں سے اپنے عوامی خدا کو سوار اجس کا مطلب پتھا کیا انہیں اب چلنا چاہیے۔

”ہاں بیٹا کیوں نہیں بس تمہاری چچی کوڑا ان کی بہن کی طرف چھوڑ آؤں جب تک تم تیار رہنا پھر چلے ہیں۔“

انہوں نے اپنی نصف بہتر کو نظر انداز کر کے کمال المیہ خان سے جواب دیا جس پر وہ کھلا کدہ لگیں۔

”دیر ہو رہی ہے چنانچہ ہے کیا اور آپ چھوڑ کے کیوں آئیں گے آپا اور آفاق بھائی نے کھانے کا بھی اہتمام کیا ہے۔“ نہایت سفاکی سے جھوٹ بولتے ہوئے

ہوں نے جازب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اماں اور دی نے بھی ناگواری سے پھلپھلا تھا۔

”اے نصرت چچا! گھر کی شادی ہے بے چارہ جازب بھائی پر کام کر رہا ہے اور تم دونوں کے سیر سہانے ختم نہیں سے کل کو تمہاری بیٹیوں کا بھی وقت آنے کا چھو ہوش سے جانچ لو نہیں تو صاف منع کر دو جہاں اتنا سب اکٹھے کدہ ہے باقی سب بھی کرے گا تم لوگوں کو کھنڈرت نہیں کہتے کی آنا بس مہمانوں کی طرح۔“ داوی نے جس قدر سے نصرت چچی کے جواب میں کہا تمام انہوں ہی حق کران کا جلالی روپ دیکھ رہے تھے۔ درہم خیم چپ چاپ سڑ سے تھک لی تھی اماں اور جازب بھی انہیں جھکائے سنا پ کو مصروف ظاہر کر رہے تھے جب کہ چچا شرمندگی خدا کی کے سامنے کڑے تھے۔

”اماں ہاں کیوں نہیں کریں یہ سب کام ایک یہ دی تو سچو سب کاموں کے لیے آپ نے ہمیشہ ہم میں اور اسے ہم میں فرق رکھا اور سب کچھ عابدہ بھائی اور ان کے چچا کو دے ڈالا اس فیضان صاحب آپ سنبھالیں گا کیوں اور اماں کے کام میں چلی وہ سارے الزام سب ہی سر آئیں گے۔“ وہ غصے سے تن کوں کر رہی اپنے کمال باہر نکال کے واپس اندر چلی گئیں جب کہ نصرت چچا نے پریشان تحت پر ڈھکے گئے ان کی شریک

حیات نے زندگی کے ہر قدم پر انہیں گھر والوں کے سامنے رسوا کیا تھا۔

”چھوٹی چائے بنا دو ذرا۔۔۔۔۔“ وہ نہایت جلدت میں لیکن میں داخل ہوا تھا مگر وہاں درہم خیم کی جگہ جتنا کو کچے کے اس کی زبان کو پر یک لگا۔

”اے جازب بھائی آگے آپ تو اونچ بڑھ کے میں چائے ہی بنائے آئی تھی سب کے لیے درہم خیم اندر جتا یا کے کمرے میں۔“ حنائے مسکرا کے کہا وہ سائیڈ میں موجود اسٹول بٹخنے کے ہیں پڑھ گیا۔

”وہیے چکی باوئی ایک بات تو بتا دو ذرا۔“

”جازب بھائی ایسے تو یہ ذرا سائیڈ کر لیں کہ میں جنگلی ہوں یا مانو۔۔۔۔۔“ اس نے غصہ سے ہوئے کہا تو وہ کھٹکھٹا کے جس دیا۔

”بھئی میرے لیے تو دونوں ہی ہوں۔“ وہ بچپن ہی سے اسی نام سے جاتا تھا۔ اس کی شرارتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے حنائے اسکا بائکے کمرے میں چائے کا کھا تو وہ سب کی چائے لے کر باہر آ گئی اور وہ خود بھی اس کے پیچھے اٹھ کھڑا ہوا۔

داوی جان اپنے کمرے میں صبح میں مصروف تھیں خاص کر درختوں میں عشاء کے بعد ان کی صبح و عبادت بہت طویل ہو جاتی تھی جب کہ عابدہ اسٹور میں رکھے ٹریک میں سے رانا سامان لگانے میں مصروف تھیں وہ دونوں کو چائے دے کر آپا کے کمرے میں چلی آئی تو جازب بھی وہاں بیٹھا دونوں سے ادھر ادھر کی باتیں کر رہا تھا ان چاروں کی اچھٹ سے ایسی ہی چٹھلیں چچی تھیں رونا دہانہ رات کی چائے سب ساتھ جتے تھے۔

”آپا یہ رونا غم ویسا ہی ڈری پر بہت سوٹ کرے گا نہ میں بھی سوچ رہی ہوں کہ کبھی کبھار ہاتھوں پارات کے لیے۔“ حنائے نہایت خوب صورت و تھیں سے شرارے کو دیکھ کے حنا گئیں سے کہا۔

”ہاں کیوں نہیں تم پر تو اور بھی زیادہ کھلے گا یہ رنگ یہ دیکھو گی چھاری لگ رہی ہو۔“ درہم خیم نے شرارے کا دھنچہ اس کے لہر پانا کھ ڈال دیا اس کی سرخ و سپید رگت پر بچ دھنچا لایا یہ دھنچہ بہت مکمل رہا تھا جازب نے بے ساختہ اس

منظر سے نگاہ چرائی، حنا صبیحہ کے رونگٹے کم از کم جاذب کے سامنے اسے درویش سے ملنے کی حرکت کی توقع نہیں تھی۔

"ہاں ہماری حنا سے ہی لاکھوں میں ایک۔" آپا نے بھی ہمارے اس کے گال چھپائے انہیں اپنی یہ نازک و شرمیلی سی لڑکھن بہت عزیز تھی۔

"خدا ہوئی ہے تم یہاں بیٹھی ہو اور میں تمہیں سارے جہاں میں ڈھونڈ آئی، ابھی تو میری تک جلا کر ڈالی ہواری ہیں تمہیں۔" خانا کو ڈھونڈتی ہوئی وہاں آن پہنچی تھی حنا نے ناگوار سی اسے دیکھا ایسے اپنی آپا پر ہمیشہ ہی غصہ آتا تھا جب بھی وہ چھٹی تھی تو وہ ہمیشہ جھوٹی دیر بعد ہی کسی نہ کسی بہانے سے اسے بلائے آ جاتی تھیں پتا نہیں کیوں اسے بھی اپنی امی کی طرح خانا کا کزنز سے اس طرح گلہ ملانا پسند نہیں تھا۔

"آ رہی ہوں آپ چلیں۔" اس نے اپنی ناگوار سی چھپاتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ ہی چلو ویسے یہ اتنا ڈسٹ آف فیشن ڈریس پہن کر تم درویش کی شادی پر اس کا کلر تو دیکھو راز کم از کم اتنا ڈراک تو نہ بنی تمہارا مگر ویسے ہی اتنا ڈال ہے۔ یہ تم برسوت نہیں کرے گا۔" جاتے جاتے شاد نے رک کر درویش کے ساتھ میں موجود وہ پٹہ کو دیکھ کر طر سے کہا سب نے نہایت ناگوار سی اسے دیکھا تھا مگر وہ بے پروائی سے اپنی بات مکمل کر کے چلی گئی تھی حنا نے شرمندگی سے نظریں چرائیں۔

"اٹو! خاتم اتنی ہی بات پر کیوں شرمندہ ہو رہی ہو ہم سب جانتے ہیں اس کی بچہ مر پلینز خود کو قصور وار مت سمجھا کہ بات خانا کی تو وقت کے ساتھ ساتھ اسے بھی عقل دی جاوے گی۔" آپا اور ذری نے بڑھ کے اسے گلے لگایا ایک آسودگی کی لہر اس کے اندر سرایت کر گئی۔

"اور تمہیں تو کیا لگتی باتوں پر؟"

www.Ignore.com پر وزٹ کرنا کرنا چھٹی ماہی "جاذب نے بھی ہاتھوں کی جھجکی کم ختم کرنے کے لیے شرارت کیا تو سب میں دینے جانے صحت سے تینوں کو دیکھا جس کو بھانسنے کے لیے آپ نے تم جھپکے اس رہے تھے۔ دل نے بے ساختہ سب کی خوشیوں کے لیے دعا کر ڈالی وہ چپکے سا آئین بھی اٹھ کھڑی ہوئی جاذب نے چور

نظروں سے اس کا تعاقب کیا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپا آپا چانک کیسے احمد کی معنی طے کر دی آپ نے اور بتایا بھی نہیں میں نے تو ہمیشہ سے ہی احمد کو شام کے خولے سے دیکھا ہے آپا کا بھی ایسا ہی کچھ ارادہ تھا۔" نصرت کی بے چینی کی طور میں ہورہی تھی آج ان کی انکولی بہن نسیم اپنے خور و بیجے احمد کی بات پکی ہونے کی خوشی میں مضامی لانی تھیں جب کہ وہ بارہا ان کی شام کے لیے پہلے تذکرہ کر چکی تھیں۔

"میں سمجھ رہی ہوں تمہاری بات نصرت مگر جب بچے بڑے ہو جائیں تو والدین کو ان کی زندگی سے متعلق کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قبل ان سے مشاورت کرنا ضروری ہوتی ہے میری بھی دلی خواہش تھی شاد کو اپنی بہن بننے کی مامشا اللہ بہت خوب صورت ہے وہ مگر تم پر امت ماننا احمد کا ماننا ہے کڑی کو صرف خوب صورت نہیں بلکہ سلیقہ مند بھی ہوتا چاہیے نہیں نے بات کی تھی اس سے تو اس نے صاف منع کر دیا میں نے بہت سمجھا تھا میں کہ خود بھی سدرہ جاذب اور بچوں کی بھی صحیح تربیت کرو چھوٹو سکھا میں تم انہیں مگر ہمیشہ کی طرح تم نے میری باتوں کو نظر انداز ہی کیا۔" نسیم نے انہیں سمجھاتے ہوئے بڑی رنج و غصہ بیان کی تو وہ بھروسہ ہی آئیں۔

"اے رشتے دس آیا کیا کی ہے میری بچی میں آپ بلاوے مسئلہ نہ بنائیں کوئی کی نہیں ہے میری بچیوں کو بھی رشتوں کی ان شاء اللہ ایسے پر ڈھونڈوں کی کہ سارے خاندان والے دیکھتے رہ جائیں گے۔"

"نصرت میری بہن اب تو ہوش کے ناخن اڑھن نہیں ہوں تمہاری ان ہی حرکتوں کی وجہ سے خاندان والے تم سے کتراتے ہیں اور پھر خود ہی دیکھ لو اب تک کسی نے بھی تم سے رشتہ کی بات نہیں کی تا؟ اور جب تمہیں اتنا سمجھا لاکا موجود ہے تو باہر ڈھونڈنے کی کیا ضرورت؟" انہیں ہونے کے لیے نہیں نے راہ دکھانا ضروری سمجھا۔

"مگر میں کون اچھا اور کچھ وار لاکا موجود ہے میری کے بارے میں بات کر رہی ہیں آپا؟" انہوں نے چپکے کے پوچھا۔

"اے سارے اس کی بات کروں گی یہ تمہاری خانی کا

بے نیاز اب مامشا اللہ بڑھا لکھا سمجھا رہے اور سب سے بڑھ کر یہ سمجھو کے اس نے کس طرح اپنے لپٹے کے اندر گھر کو سنبھالا اچھا خانا خوش حال گھبراتا ہے وہ خاندان کا محبت ہے جس کی ان کی بھی شادی ہو جائے گی اور سب سے بڑھ کر مامشا کی مگر میں رو کی۔" نسیم نے رسوائیت سے کہا۔

"اے سہا دے دوست تم بہن میری ہمارا طرف داری اس عاہدہ کے لڑکے کی کر رہی ہو۔ اے کون سی مکی ہے میری پھول سی بچیوں میں جو میں اس لڑکے کے ساتھ اپنی اپنی رخصت کر دوں پچیس یا پچیس بچوں جھ پڑے۔" مہذب کے لڑکھو بھڑک ہی آئیں۔

"خدا کرے تو نصرت تم بھی مامشا اللہ اتنا خود د و جھجھو چہ ہے تم تجانے کیوں اٹھا کر رہی ہو۔"

"اے رنگ دیکھا ہے آپ نے اس کا کیسا سانوا لاسا ہے جب کہ میری دونوں بچیاں گوری جتنی حد درجہ نازک۔ کوئی جڑ ہی نہیں ہے اس کا میری بچیوں کے ساتھ۔" انہوں نے غصہ سے ناک سیکڑی۔

"خدا نصرت اب وہ کوئی اتنی بھی سانوا لائیں ہے تم بلاوے اس بات کو ہمیشہ سے سرسوار کر رکھا ہے لڑکیوں کو ایک نہیں ان کی کمائی و عادات دیکھی جاتی ہیں اور تمہاری جو تمہی سلیقہ مند ہے یہ تو تم بھی مانتی ہو اور جب تمہیں لڑکا جو ہے اور ایسے تم باہر رشتہ کر دو کی تو سب شایاں موصول میں گئے کہ جب خاندان کے لڑکے سے رشتہ ہوا تو یہی تھا کہ کوئی خانی ہوگی لڑکی میں تم سمجھ رہی ہو؟" انہوں نے صاف گوی سے انہیں حقیقت سے روشناس کراتے ہوئے پہلو دکھا تو نہ چاہے ہوئے بھی وہ گہری سوچ میں پڑ گئیں نسیم کو کہہ رہی تھی اس بات سے وہ زیادہ دیر نہیں بچ رہیں تھیں۔

"مگر آیا ہماری ساس اور کیا عاہدہ اس بارے میں جس کی کہ انہوں نے جھجک کے پوچھا۔

"کے کیوں نہیں سوچیں گی ضرور سوچیں گی مگر ان سلازیک بات کرنے سے پہلے بھائی صاحب سے پوچھ لیا وہ ان سے بات کرنے کے تو مناسب رہے گا یہ مگر نہیں کہہ اور اپنا رویہ بھی صحیح کرنا سسرال والوں کو خود نسیم کی شادی کی تیاریوں میں حصہ لو پھر یہ کہنا کہ ہائے کا اب میں کہتی ہوں بچے اٹھا کر رہے

ہوں گے۔" وہ ان کا ہاتھ نرمی سے چھینٹتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں ایک امید کا جگنو نصرت کی آنکھوں میں روشن ہوا تھا۔

"واؤ! نصرت! آج تو مزا آ جائے گا انظار میں مہمان آ رہی ہے۔" میرے فوٹ پوٹی میو سے متھلکے۔" وہ باہر لاؤنگ میں چھٹی کوئی رسالہ پڑھ رہی تھی کہ بچن سے اچھی نظر یہ مہک پر خود کو روک نہ پائی اور بچن میں آ کے جانزدہ لیتے ہوئے لاڈ سے بولی۔

"شاد بس بھی کرو اب یہ بیچنا بجائے میری اور حنا کی مدد کروانے کے کتا جھروہ کر رہی ہو اتنا نہیں ہوتا کہ کم از کم رخصتوں میں ہی مال کا ہاتھ بٹاؤ سارا دن میں ہی لگی رہتی ہوں بس حنا ہی ہے جو میری مدد کر دیتی ہے۔" اس کے حزان کو مگر نظر انداز کرتے ہوئے انہوں نے سمجھ کر کہہ دیا کہ وہ مسکراتے ہوئے بچن میں رہی ڈانٹ بھیل کی جیت کر کھانے کے بیٹھی۔

"مما آپ بھی نا پہلے بھی تو سمجھی میں نے اس طرح بچن میں کام نہیں کیا تو آج آپ کو کیا ہو گیا ویسے بھی آپ ہی تو سمجھی ہیں بیوی پر تو کچھ راز اور اس طرح روز روز بچن میں کام کر کے میری سسکن الگ خراب ہوئی۔" اس نے نہایت بے پروائی سے کہا۔ خانا خوشی سے دونوں کی باتیں سننے ہوئے پھولوں کی چاٹ بنانے میں مصروف تھی۔

"ٹھیک ہے مگر اب ساری زندگی ایسے ہی تو نہیں گزرے گی کل تمہاری شادی بھی کرنی ہے جب بچھائے گا نہیں تو وہاں کیا کر دے گی۔" ان کے سامنا انداز میں دونوں بہنوں نے چونک کے مال کو دیکھا خانا کو کٹھنہ جیت رہی تھی اس طرح کی باتیں سن کے وہ نہ انہوں نے آج تک بھی ایسی کوئی سمجھ نہ کی تھی۔

"آپ ہی تو سمجھی ہیں مجھے کوئی خیر لوے سیر لڑکا طے گا پھر بھلا میں کیوں بچن کے کام کر کے اپنی اسلن خراب کر دے گی۔" کوئی اور وقت ہوتا تو وہ جیتنا خانا کی بات سے اتفاق کر لیں مگر جب سے جیتنا یا انہیں سمجھا کے ہی نہیں دوتا چاہے ہوئے بھی اس کی بج پر خود کرنے کی تھی یہ ان کی بچیوں کے اچھے مستقبل کے لیے ضروری تھا۔

"بس زیادہ جھٹ کرنے کی ضرورت نہیں جتنا کہا جائے

اس قدر جلد بازی کروں۔

”خوشنکس کہیں گے تو کیا آسان سے برس گئے رشتے کمال کرتے ہیں آپ بھی۔“ انہوں نے غصے سے کہا۔

”اچھا بہت اہمیت سوچو افریقہ کی شادی ہو جائے تو میں اپنے دوست سے بات کرتا ہوں اس کے جاننے والے ہیں کافی اس سلسلے میں مگر تمہیں دس وغیرہ اس قسم کی کوئی بات خود مت کرنا اب سوچاؤ۔“ انہوں نے کہتے ہوئے لائٹ بند کر دی، جس کا مطلب تھا کہ وہ اب مزید بحث کے موافق نہیں۔ عمر اور ورثہ کی نسبت طے ہونے سے وہ ابھی تک قطعی الاطاعت تھے نصرت بھی غصے سے بڑبڑاتی لیٹ گئیں اب جو کرنا تھا انہیں ہی کرنا تھا۔



”آیا۔۔۔ آری کہاں ہیں آپ جلدی آئیں باہر۔“ ورثہ نے ہنسی کا مٹی چن میں داخل ہوئی تھی۔

”کیا ہوا وہی اس خبر سے تو نے نہ لکھی کیا افتاد ان بڑی جویں چلا رہی ہو؟“ افریقہ نے چھوٹے لپٹے کے لیے پریشگر میں چڑھائے پھر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

”اے تاتے کا نام نہیں ہے آپ باہر آگیا میرے ساتھ۔“ وہ اس کا ہاتھ تھام کر کھینچے ہوئے باہر لان کی طرف لے آئی وہاں کا مشہور کچہر افریقہ کی ہنسی لکھی ان کی چھوٹی چھوٹی نازیدہ اپنے تین عدد بچوں سمیت جازب کے ہمراہ تشریف لارہی تھیں جازب بے چارہ ان کا فرنگ سنبھالے ہوئے تھا اور وہ اپنے شرارتی بچوں کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں ان کا سب سے بڑا بیٹا علی جب کہ اس سے چھوٹا ناظم اور سب سے چھوٹی بیٹی لاپ ان کے سر تین عدد بچے مگر میں وہ دھماچو لڑکی جیسے کہ سب اللہ کی پناہ مانگتے بیٹی وچ بھی کہ ورثہ تقریباً اچھی ہوئی اسے پتھر سناٹے کو دوڑی تھی۔

”ایا اللہ تبارک و تعالیٰ ہے یہاں گئی کہ تو کم سے دو تھے حشر ہوا جانا میرا اور تم دونوں وہاں کھڑی کیا وہ بھی خاص طور پر تم تو کچن اپنی پھوپھو کے آئے کی خوشی نہیں ہوئی کیا؟“ ان دونوں کو دھڑلے کے پاس کھڑا کچہر کے وہڑا رہا کچہر کے باری باری دونوں سے غلی میں اتارنے میں جازب ان کا سامان اندر رکھ چکا تھا اور بچے ناوہ کیے اندر داخل ہو گئے تھے شور و سن کے کفر یا سبھی لاؤنج میں جمع ہو گئے تھے۔

اب نازیہ پھوپھو سب کو اپنا سفر کا احوال سن رہی تھیں۔

”یہ کیا جاوے نہیں آیا کیا تمہارے ساتھ ایک تو تمہارے سسرال والوں کی یہ مشق میری سمجھ سے باہر ہے کہ بے چاری ہو کو بچوں کے ساتھ اکیلے اتنی دور بھیج دیا۔ ارے بیٹی کی شادی میں شرکت کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا کیا تمہارے ماس نے؟“ وادی جان لاؤنج میں آئیں تو انہیں اکیلا وچہ کے انتظار کیا وہ ہمیشہ ہی ان کے میاں کی اس عادت سے خائف رہتی تھیں جو بیکشکل ہی کر اپنی شہر لٹ لائے تھے اور پھوپھو بے چاری ان کے دفار میں زمین آسمان ایک کر دیتی تھیں۔

”ماں آپ کو پتا تو ہے دوکانوں وغیرہ کا سارا حساب کتاب وہ خود ہی کرتے ہیں چاند رات نکلتا جائیں گے وہ آپ فکر کیوں کرتی ہیں۔“ انہوں نے جواز چیں کر کے اندر کے گرد بازو حال کر دئے تھے تھکان کا غصہ فوراً ختم ہو گیا۔

”عابدہ بھائی میں تو کبھی ہوں افریقہ کے ساتھ ساتھ آپ لگے ہاتھوں جازب کی بھی شادی کر دیں خیر سے ماشاء اللہ اب تو بہت کچھ دار ہو گیا ہے اور پھر آپ کو بھی بھولت رہی۔“ صوفے پر بیٹھے ہوئے انہوں نے اپنے دل کی بات کی جب سے انہوں نے جازب کو دیکھا تھا آج وہ جب سے ہی سوچ رہی تھیں وراثت اس بار وہ تین سال بعد کراچی آئی تھیں اور وہ بھی انہیں اپنا شہنشاہت پرار تھا۔ ”اے نہیں بھی انجی کہاں دور شکم کے ساتھ ہی کریں گے جازب کی تو۔“ عابدہ کے بھائے ولوی جان نے کہا تو سب ہی نے سسکراتے ہوئے ان کی تائید کی جازب بے چارہ عجیب گیا۔ افریقہ نے جیکے سے دل میں اپنے عزیز بھائی کی بلا نہیں کہیں اور باتوں میں مشغول ہوئی۔



”عمر اگر آپ فری ہیں تو میرے ساتھ ذرا قریبی مارکیٹ چلیں پلیز مجھے چند چیزیں لینی ہیں عید میں دوکان بھی نہیں ہیں اب۔“ کب تک سے تیار ہوئی وہ بالکل کسی فیشن شو کا حصہ لگ رہی تھی۔ عمر اور جازب جو شہر کے مہروں میں اچھے ہوئے تھے دونوں نے چونک کے ہارے باری شاد کو دیکھا جازب کو اس وقت اس پر شدید غصہ آچکا جو بھی تھا مگر کی لڑکیوں کو یوں اکیلے کزن کے ساتھ رات میں جانے کی اجازت نہ تھی خاص کر عمر کے ساتھ اس کے

بھائی نہ بولنے پر وہ شدید چونکا تھا۔ پتا نہیں چچی اس پر سختی نہیں کیوں نہیں کرتیں اتنی آزادی دے رکھی ہے وہ فقط سوچ کر ہنسی رہ گیا۔

”اچھا تم رکھیں چلتا ہوں اور کون کون جا رہا ہے ورثہ اور عابدہ وغیرہ سے بھی پوچھ لو یا پھر ہو سکتا ہے نازیہ خال کو بھی پکڑ لیا ہو۔“ عمر نے اپنی دانست میں کافی سمجھ داری کی بات کی۔

”ارے نہیں بھئی ان لوگوں کی تو سب چاری ہوگی مجھے بھی آج انجی بس یاد آ رہا ہے آپ چل رہے ہیں کہ نہیں۔“ شاہ نے ایک ادا سے اپنے ٹھیک کٹ بالوں کو جھٹکتے ہوئے بغور اسے دیکھا تا کہ وادی کی ایک لہر اس کے اندر اٹھی مگر وہ کوئی دمز کی نہیں چاہتا تھا سو چپ چاپ اس کی بات مان گیا۔

”ٹھیک ہے تم چلو میں آتا ہوں۔“ جازب سے اٹھنے لگے وہ انہیں کھڑا ہوا مین اسی لمحے نازیہ پھوپھو نے کمرے میں قدم رکھا اور جس طرح انہوں نے شاہ کا بازو دھار دیا وہی نظر انداز کر دیتی ہوئی لکھی گئی۔

”پتا نہیں کسی تربیت کی ہے نصرت بھائی نے مگر والوں سے پوچھنے کی ریت بھی نہیں لڑا کیا اور حوالہ کے چل ویرن کیا خوب زبان آ گیا ہے۔“ ان کی نوبت جازب نے بھی سن لی تھی مگر سن ان کی کرتے ہوئے لاپ کو ان کی گود سے لے کر گویا برا گیا۔ نازیہ پھوپھو کو بھی ہمیشہ سے ہی نصرت خت کا پسند نہیں جنہوں نے ان کا بھائی ان سے بیچن لیا تھا اور اب بیٹی کو بھی ان کی روش پر پلٹنے کو کہہ کر وہ خت پریشان ہوئی تھیں لہذا اپنے صلہ دل کے ساتھ وراثہ اور وادی جان کی تلاش میں ان کے گھر سے کی فرسٹ گئیں۔



آج تینوں روزہ تھا اور کل عید الفطر کی تعمر راحت میں بھی جا رہی طرف رنگ و بو خوشیوں کا سیلاب لڈا لڈا تھا افریقہ کا کانا تھا اور عید کے تیسرے دن مہندی بھی ہو رہی کاموں میں مصروف تھا وہ بھی اپنی تیاری کو فاصل سے لیتی ہوئی چلی منزل کی جانب چلی آئیں ساری لڑکیوں سے لاؤنج میں اومچا رکھا تھا۔ جازب اور عمر لڑکیوں کی کس کی میچر چھاڑے لطف اندوز ہو رہے تھے انہوں نے

مصباح

اسیام عیدم آ آج کل کی تمام راتوں اور تمام چڑھنے والوں کو میرا پیار بھرا سلام۔ مابودات کا عید مصباح ہے میرے نام کا مطلب اچالا ہے۔ ہم چار بھائی ہیں اور ایک بھائی منزل ہے وہ بہت زیادہ فنی ہے اکیف ایم شنے کے لیے ریڈیو ای سے لگے ہوں۔ بات اگر دوستوں کی کروں میری بہت چاری پیاری دوست ہیں سلمیٰ عفا صمن رشتہ عروہ اقرار سدو مینوت ان مان فاطمہ اقرہ بقی کہاں ہو تم؟ کبھی تو ان ہی کر لیا کرو کاٹ چھوڑنے کے بعد غائب ہی ہو گئی ہو مصفا بہت سمجھتا ہوں میرے لیے بھی ہے۔ تمہاری ابھی رخصتی ہوئی کہ نہیں؟ حسان بہت ہوں کسی کو تکلیف میں نہیں آکھ سکتی۔ کھانے میں دینی بڑے بہت پسند ہیں وراثہ میں شرار بہت پسند ہے چیلری میں پونڈیاں پسند ہیں۔ میری آئیئرل شخصیت نئی پاک سلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میں پانچ وقت کی نمازی ہو جاؤں آئین۔ راتوں میں مجھے میرا شریف طور اور ام مہریم بہت پسند ہیں۔ میں فارغ وقت میں اکیف ایم سختی ہوں اور کیمپور استعمال کرتی ہوں۔ جہاں بہت پسند ہے کوئی دسرب کرے تو بہت برا لگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ میرے سر پر میری ماں کا سایہ قائم رکھے آئین۔ اب اجازت دیجیے اللہ حافظ۔

عابدہ وراثہ اور نازیہ وغیرہ کی تلاش میں انہیں دوڑا نہیں تو وہ انہیں کہیں نظر نہیں آئیں تو وہ چن کی طرف چلی آئیں جہاں ورثہ گم جائے بنا رہی تھی۔

”بھناؤ تمہاری امی اور پھوپھو وغیرہ نظر نہیں آ رہیں کہیں گئے ہوئے ہیں کیا وہ لوگ؟“

”نہیں چچی اگھر یہی ہیں وادی جان کے کمرے میں چیرا اب بھی وہیں چلی جائیں۔“ اس نے چائے کیوں میں لائی اور حکمرانے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میں وہی چارہی ہوں پھر۔“ اپنا دوش درست کرتے وہ ہوئے باہر نکل گئیں چاند رات خاص کر

نکاح سے ایک دن پہلے ہزاروں کاسوں کے پھیلے ہیں اس طرح سب بڑوں کا ان کی ساس کے کمرے میں اکٹھا ہونا انہیں تشویش میں مبتلا کر رہا تھا اگر کوئی ضروری بات تھی تو انہیں کیوں تکسٹ لایا گیا یہ سب سوچے ہوئے ہی وہ کمرے کے باہر ہی رک گئے اور وہ اندر نہ دھنکا تھا کہ ان کی آوازیں باہر تک آ رہی تھیں کن سوئیاں لینے کی اپنی پرانی عادت سے مجبور ہو کر وہ باہر ہی رک گئیں مگر اپنا نام سن کر انہیں شدید حیرت ہوئی وہ یقیناً نازی کی بیوی آوازیں۔

”انہاں لڑکی کیسے بتا دیں نصرت کو آپ کو چاہیے تو ہے انہوں نے تو کبھی اس گھر کو اور اس گھر کی خوشیوں کو اپنا ہی نہیں سمجھا تو پھر اسے وقت سے پہلے بتانے کا فائدہ افریقہ کی مہندی پر ہی عمر اور درہم کی منگنی کر دیتے ہیں سب کو پتا چل جائے گا۔ بات تو پہلے سے ہی ملے ہے۔ اپنی حیثیت کا اعتراف کیا ہوا انہیں لگا کہ ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین تکھک مٹی ہوا انہیں شدید صدمہ ہوا تھا درہم سے بڑی توان کی بنی شاہ بھی اس کے بارے میں کسی نے نہیں سوچا۔ آخر مٹی تو وہ ان لوگوں کا ہی خون ناسب تو انہوں نے بھی اپنی عادات کا کافی بدل ہی نہیں صرف اسی لیے کہ عمر کی شاہ سے شادی ہو جائے مگر یہاں تو ابھی تک وہ پرانی دلی نصرت ہی تھیں سب کے لیے ان سے ضبط نہ ہوا تو نہایت غصے سے دھار سے دوڑا زور بھول کے اٹھ اٹھ گئیں۔

”نہیں بتائیں کچھ آپ لوگ مجھے لگے شادی میں بھی کیوں بلایا جاتا ہے میں تو کبھی سے ہی ان سے کبھی رہتی کتاب کے گھر والے آپ کے بیوی اور بچوں کو اپنا نہیں سمجھتے مگر انہوں نے ہمیشہ آپ لوگوں کی طرف داری کی ایک ٹی کو تو مجھے بھی لگا کہ میں ہی غلط ہوں لیکن نہیں میں کبھی بھی آج وکیل لیا میں نے۔ اسے آپ لوگ بتائیں کیا کیا شاہ اور آپ لوگوں کا خون نہیں ہیں کیا ان کے بارے میں کسی نے سوچا کہ ان کی بھی شادی کرنی ہے یا نہیں۔ درہم تو شاہ سے بھی چھوٹی ہے پھر بھی سب کو عابدہ بھائی کے بچوں کی فکر ہے۔ بولتے ہوئے ان کی آواز رندہ کی مٹی راجہ سمیت سب ہی ان کے اسٹے شروع ہو گئی پر انہیں پڑے تھے۔

”تم غلط سمجھ رہی ہو چھوٹی بہو! ہم نے کبھی یہاں میں فرق نہیں کیا۔“ داوی جان نے آگے بڑھ کے ان کا کندھا

تھپتھپایا جسے نہایت غصے سے انہوں نے جھٹک دیا۔ نازیہ سے ان کا یہ رویہ بدداشت نہ ہوا تو وہ پھٹ پڑیں۔

”اے نصرت بھائی! بس کرو اسے انہوں دیکھی کبھی کون لکھا ہے کیا خوب تربیت کی سناپ نے بچوں کی حیا تو خیر مگر ہے عمر وہ آپ کی لاڈلی شاہ فیشن کی دلدل اور گھر گرجتی میں صفر حد درجہ پھٹ اور بدتر اسے اتنی تیز نہیں کہ کمر والوں سے یا بڑوں سے کہیں جانے سے پہلے اجازت لے لیں چاہی چاہا جہاں کزن کے ساتھ منہ اٹھا کے سر سیاٹوں کو نکل پڑیں آپ نے ویسے ہی کوئی کسر نہ چھوڑی مٹی خاندان عمر میں ہمارا نام بدنام کروانے میں اور اب رہی کسی کڑی شاہ چوٹی کمرے کی مہارے لوگ شادی سے پہلے ماں کو بھی دیکھتے ہیں جب آپ لکھی ہیں تو کوئی کیوں شادی کرے گا آپ کی مٹی کو تو آپ کی تو کسی بہن نے بھی نہیں پوچھا۔۔۔۔۔ اتنی مٹی گڑی باتیں سن کے نصرت کا چہرہ حیران حیران ہو گیا تھا بات ان کی بیٹی کے کردار تک پہنچ گئی ان کی زبان دھار کی سزا ان کی بچوں کو ملے کی اگر انہیں اس بات کا احساس پہلے ہو جاتا تو وہ کسی نہ تو کبھی کچھ انہوں نے بڑھ کے دیوار کو تھام لیا خود شراب کی آواز سن کے سب لوگ ہی اُھر جمع ہو گئے تھے حیران شاہ بھی داوی اور چھوٹوں کو کوہ متھیں تو کبھی ماں کی آواز دنگت و حیران چہرے کو دیکھ کر کھٹک جاتیں۔ نازیہ نے ہنسنے اور کہنے کے لیے لب واہی کیے تھے کہ عابدہ کی آواز پر سب خاموش ہو گئے۔

”بس کرو بس آپ لوگ خدا کے لیے گھر کی بچوں کے بارے میں اس طرح بات نہیں کرتے۔ نازیہ خدا کا خوف کرو شاہ ہو یا افریقہ کا ہو یا درہم جا رہی ہیں اس گھر کی عزت ہیں یوں اس گھر کی عزت پر اُٹھی اٹھانے کا حق کسی کو نہیں اور نصرت تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ ہم نے تمہاری بچیوں کو اپنا نہیں سمجھا یہ جتنا اس کو کچھ لو۔“ وہ حاکم کا ہاتھ پکڑ کے نصرت کے سامنے لے گیا میں انہوں نے حیرت سے عابدہ کو دیکھا۔

”بیاتی کی تھی جب سے میرے پاس رہتی تھی نصرت یہ جتنی تمہاری بیٹی ہے اتنی ہی میری بیٹی ہے۔ میں نے ہمیشہ اسے جازب کی دلہن کے روپ میں دیکھا اور درہم کی شاہ پر میرا جازب اور حاکم کی شادی کا ارادہ تھا اس کو بھی یہ

جانتی تھی کہ ابھی تم سے کئی نہیں تھی۔“ انہوں نے بڑھ کے حاکم کے لگایا جازب نے مسکراتے ہوئے ماں کو دیکھا ساسی کے رگے ہوئے سانس بھال ہوئے نصرت کی آنکھیں لڑکتی رہیں۔

”بس اب جازب اور حاکم کی منگنی بھی عمر اور درہم کی منگنی کے ساتھ کر دیتے ہیں۔“ داوی جان نے آگے بڑھ کے حاکم کی اشارتیں کیا۔

شاہ شدید غصے سے کھڑکی پر تکیا تھا اس کا دماغ تو ابھی عمر اور درہم میں الجھ کے رو گیا تھا جب ہی کچھ یاد کرتے تھے نصرت نے کچھ بتائے ہیں سے شاہ کا نام ملایا۔

”شاہ! میری شاہ کا کیا ہو گا؟“

”کچھ نہیں ہو گا بھائی! میں ہوں نا اپنی پھوپھوں کی بیٹی کے لیے میں وہ صدمہ دیکھ چکا ہوں اس لیے میرے چھوٹا اور جھٹائی نے اپنے بڑے بیٹے رضا کے لیے لڑکی دیکھنے کا کہا ہے خاندان میں ہی بہت اچھا لڑکا سناپ ازمینان دھمیں میں اس فن کر کے شادی پر بلالوں کی۔ شادی کے بعد جہاں جا کے جھٹائی سے بات کروں گی۔“ نازیہ نے آگے بڑھ کر نصرت کو گلے لگایا اور شاہ کو محبت پاش نظر دل سے دیکھا مادہ بھائی کی باتیں سن کر انہیں بھی اپنے رویہ کی کمی کا محسوس ہوا کہ اس کو کیا تھا۔ شاہ کی آنکھیں جھپک جھپک لیکن وہ اپنے دو سال والوں کو کیا سمجھتی تھی اور وہ لوگ کیا تھے مگر اس میں اس کا بھی اتنا قصور نہیں تھا نصرت نے جس سانچے میں اسے احوال دہ دھل گئی لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے داوی کی نصرت نہیں بننا وہ گھر کے نہیں سنبھلے گی بلکہ وہ ہمیشہ سنبھال کے ملے گی آج وقت نے اسے سب کچھ یاد کر دیا۔

اس نے آگے بڑھ کے داوی جان کو پہلی دفعہ اتنی محبت سے گلے لگایا سب ہی کے چہروں پر ازمینان دھمیں تھا حاکم کے حاکم کے سب ہی مسکرا دیے جب کہ وہ کچھ یاد کرتے تھے کہ گھر سے بھاگ گئی تھی سب سے شرم سے صبر کیا مگر جازب کی آنکھوں میں واضح پریشانی ابھرنی لگی وحشت نہ تھی کسی سب ہی جیسے مسکراتے ہوئے تیاریوں میں لگے تھے۔

جک پانی نے لاؤنچ پر قبضہ بھالایا تھا اور اس کے من کی تیاریوں میں حاکم نے کبھی نظر نہیں آئی تو اسے اصرار نہ ہوا جی کے پورن کی طرف آ گیا عمر وہ حاکم میں نہیں نظر آتی تو اس نے کچھ سوچے ہوئے

منزل

میری زندگی کی ابتدا

اسے جانے کی چاہت سے ہوتی ہے

اپنی منزل کو پانے کی جستجو

بہت بہت دیتی ہے

نوکیلے چہروں کا راستہ

جب پار کرنی ہوں

تو میرے پاؤں ابھلا ہوا ہو جاتے ہیں

مگر

میری محبت مجھے تکلیف کا احساس ہونے نہیں دیتی

لیکن

اس وقت بہت تکلیف ہوتی ہے جب وہ نہیں رہتا

ایک طرح سے

میرا راستہ دلدل پر چلنے کے جانے کی مانند ہے

اور

میری منزل

گلاب کی بیٹیوں کی طرح نرم

عطر شمشاد حسین

کوری گرا اپنی

اپنے قدم میر کی جانب بڑھا دیے سامنے ہی دور رنگ سے لپک لگائے رونے کا شعل فرما رہی تھی۔

”کیا ہوا؟ رو کیوں رہی ہو تم خوش نہیں ہو کیا؟“

جازب کی آواز پر اس نے چونک کے دیکھا اس کے سوال پر اس کے رونے میں اور شدت آ گئی۔ جازب نے کچھ جھپکتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔

”کیا بات ہے بتاؤ مجھے۔“

”جازب بھائی کچھ نہیں بلکہ آپ مجھے جانتے ہیں۔“ اس نے مٹی سے کہتے ہوئے نظریں پھیر لیں۔

”آف خال لڑکی! اب تو بھائی نہیں بولو صاحب کو خیر سناپ کے مگھیر ہونے کا شرف حاصل ہو گیا ہے۔“ اس نے شوشی سے مسکرا کے کہا جانتے چونک کر بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں جھنجھوٹ کر رہے تھے۔

”اتنی خوشی ہے انہیں تو اللہ پروردہ آفری اور دہری کون

آتی ہوئی اور دیر پاؤں کوئی میں سے ہاتھ بھی اپنی ہی طرح کی
 لکب قیدی تھی کران کا دل چاہتا وہ بارش کو مکمل طور پر نبھائے
 کرے نہ پانی کی کمی کو اپنی کوئی پھٹیلیوں پر محسوس کرے نہ لان
 میں ہلر کھار اور چٹیلی کے درختوں کے قریب جا کر بھیجی چیزوں
 کے گیت سے دوسرے سروں میں کی کمی اور کوشیاں سے جو پانی
 کے قطرے سنگ سنگ پھولوں سے کرتے ہیں نمونہ کنارے
 کھڑی ہو کر گول گپے گپے کی جات کھائے۔ بھول کی طرح
 گولے پانی میں چھپ کر چھپ کر نہ بارش کو ایسے جینا چاہتی تھی
 جیسے عام لوگ جیتے ہیں یا جیسا اس نے کہا بول میں بڑھ کر کھا تھا
 عمر وہ یہ سب نہیں کرتی تھی کیونکہ وہ مسرینہ مسرینہ ڈال کر احمدی کی
 انگوٹھی لٹا رہی تھی اور جس پائی جھڑی سے اس کا تعلق تھا وہاں یہ
 ساری باتیں بہت عام تھیں اور بری مانی جاتی تھیں۔

ہاں تک کہ گھر میں آئے۔ کہیں کچھ میں حاصل نہ جائیگا اب دوسرے صحت بھی نہیں رہی کہیں کے معلوم نہ کر لیں۔" لہذا نے غور مند ہوتے تکت کھٹ کرنی ملائی شیشین سے راضا کر سنبھلے کہا۔
"اچھا ہاں اور یہ لڑنے والے ہوئے ہوں میرے باپ اور بھائی اور بھائی شیشین تو کہیں پر نسا کی جڑی لگی تھی مگر ایسے قوتوں میں کام بھی آتی تھی کیا ملا لیں کہیں اس کو مجھ سے جدا کر کے اگر وہ تو بھی فٹ سے ہاں کی خبر یہ معلوم کر لیجیے جہت سے اسے اچھا دیکھ رہا ہے کہ اس ایم ایس شیشین کرنی دوستوں سے۔" ملنے غنڈی سانس بھر کر کہا۔

ایک فضول سی دوست کے پیچھے لگ کر ایک بین کھاس کا کام میں
 لڑتے ہیں۔ لے لیا ہے سب کرکل میں تو ہیں جانتا نہیں کتنی کہ میری
 اگلی بیٹی ایک فضول سے خرد کھاس کا کام میں پہل بیات کہہ رہی
 ہے اور انہیں ہاٹش کو انجوائے کر رہی ہے شہد شہد کہہ رہے ہیں
 سرخسین کی منگو اپنے زین پانی میں چلتا شہر کی ساری کریم اولی
 انہیں ہولی تم بھی اپنی سوسائٹی میں سو کرنا کھینک لو کھاس کو شہدائی
 کے بعد جیس بہت پر اہم ہوا جائے گی۔

”کیا لکھ کر بھیجا ہے؟“ سوال پر سوال کیا گیا ہے۔
”اب بتائیے، وہ کیا قاری میں لکھ کر بھیج رہا ہے؟“ پرچہ تو اس نے ایک منٹ میں پڑھا تھا مگر جو سن لیاں کو بتانا تھا وہ دل ہی دل میں تیار کر رہی تھی۔

”کلاس کرنے کے لیے لکھا ہے کچھ ایک بہت ضروری نیت ہوتا ہے اس لیے کالج کی چھٹی نہیں کرتی ہے اس نے لکھا ہے کہ کچھ وہ مجھے گاڑی میں لے جاتا ہے اسے اس میں سید کے ساتھ گئی کے کوٹے تک آ جاتا پھر میں وہیں بھی چھوڑ جاؤں گی اب کیا جواب لکھ کروں؟“

”فکرم ہے لکھو کے لیے جاتے“ سفینہ نے دل ہی دل میں اپنی عقل کو روک دیا ہے ہونے پر بھی کے پیچھے جواب لکھنے لگی۔
”پڑی اس کی بیٹی ہے کتنا خیال ہے اسے تیرا والد جس طبقے سے وہ تعلق رکھتی ہے وہاں کے لوگ تو ہم غریبوں کا منہ دیکھنے کے دروازہ نہیں ہوتے اور کچھ بھی ضروری نیت ہوگا جو اس موسم میں اختیار کر لینا ضروری ہے کہ اسے بندہ بھیجا ہے۔“ لیاں پڑھائی کے خلاف تھیں مگر اب جب اس نے داخلہ لے لیا تھا تو وہ اسے ایمان داری سے پڑھنے کا کہتی تھیں اور پھر کرنے کے بارے ان کی انجمنی رائے کی وجہ دیتے تھے بھی تھے جو وہ وقتاً تو تھا جتنی دقتی تھی مگر سفینہ کے پاس بدلے میں دینے کے لیے پر غلوں دوستی ہی تھی۔

صبح وہ جلدی جلدی تیار ہوئی کل سے بارش تھی تو وہیں کاپانی بھی کچھ مہم تھا تو لوگوں نے انہیں رکھ کر آنے جانے کے لیے راستہ بنایا تھا۔ انہی پتھروں پر قدم رکھتے رکھتے وہ کچھ تک آئی غصہ دیر میں کرن کی لینڈ کروڈ آئی دکھائی دی تو اس نے سید کو واپس جانے کا کہہ دیا اور خود گاڑی میں آ بیٹھی۔
کالج پہنچ کر پہلا دور دراز پر پہنچنے کے لیے اس نے کلاس بک کی اور کلاس برا کر بیٹھ گئی۔ آج بھی بادل بارش ہوا اور سورج آپس میں چھپن چھپائی کھیل رہے تھے۔ کرن نے کالج بک میں سے ایک ہیڈ ٹیم سائز کا 100 جودھا تے ہوئے سفینہ کے لیے جہازت سے لے کر آئی تھی اسے خود قفاست قو سے چھٹی گھر اسے پتا تھا کہ یہ سفینہ کی من پسند خوراک ہے کولڈ ڈرنک پینٹین سے لے لی تھی اور اب وہ سفینہ کو پڑے شوق اور انہماک سے پڑا کھاتے دیکھ رہی تھی۔

اس موسم میں کرن کا دل سفینہ کے لیاں کے ہاتھوں میں نکلی

مریخ اور اپنی دلی آوازی کو بھیجا مگر مگر کس پکڑے پڑی مریخ اور پونہ کی چٹنی کھانے کو چاہا اور اس ساتھ میں گڑ کی چٹنی سے بنے گنگے ہوتے تو کیا یہ بات تھی۔ پچھلے سال جب ایک دن وہ سفینہ کے ساتھ اس کے گھر گئی تھی تو اس کی لیاں نے شرمندہ شرمندہ ان ہی چچ وں سے اس کی دعوت کی تھی اور آج تک ان کا قافلہ اس کی زبان پر موجود تھا اور اس کی وجہ ان چیزوں میں ملتا کا وہ لفظ تھا جو اس نے آج تک نہیں چکھا تھا۔
پھر ختم کرنے کے بعد سفینہ نے نظر اٹھا کر کرن کی طرف دیکھ کر کہا بات ہے تمہارے من پر بارہ کیوں بیٹے ہوئے ہیں کیا ہوا آج پھر انہی نے کیا بات پڑا انہی نے کیا کیا؟“

”تھیں میں سوچ رہی تھی تم کتنی خوش ہو سکتے ہو۔“ کرن نے بارش کو پھر رشتے پر دیکھ کر کہا کہ کرن کی پہلی کی ساتھ انجوائے کرتی ہو۔“ سفینہ نے کرن کی بات سن کر دیا میں وہیں دیکھ کر اس خوش نصیبی کو تلاش کرنے کی کوشش کی جس کے بارے میں یہ تار فرمان جاری ہوا تھا۔

”ایک میں ہوں بیڑوم میں بھی شے کی دیوار کے پار سے برقی پھول کو دیکھ سکتی ہوں یا پھر شیشہ ہٹا کر ان پھولوں کا شور سن سکتی ہوں میں کہاں ہوں کیا کر رہی ہوں کیا سوچتی کیا جانتی ہوں میرے ماں باپ کو اس کی کوئی خبر ہے نہ پتہ؟ تمہاری لیاں کیسے تم سے ملتی ہیں خبر دیتی ہیں۔“

سفینہ کو کرن کی ذہنی حالت پر شبہ سا ہوا چکھا۔ حمل حمل کر دھکا ہوا ہاتھ کرنی اندر چھڑکھائی لیاں کی کوڑا کچھڑ اور گندے پانی میں اتھرا گھنٹا کے لپٹے ہاتھ میں پکڑے پکڑے کرن کی چھوٹی سی ٹھکی یہ سب اس طرح آغوش میں ہو چکا ہے۔ گھٹی گھٹی بڑے سے لان میں پڑنے والی دم گھم بڑے پکڑے جوتے گاڑی سکون آزادی اس کی نظر میں تو خوش نصیبی کے یہاں باب تھے وہ حیران ہو کر کرن کو دیکھنے لگی۔

انسان کس قدر شکر ہے جو ہے اس پر کبھی خوش نہیں ہوتا اور کچھ ہٹ کے یا جیسا دوسرے کے پاس ہے دیکھنے کی طلب اسے اپنے موجود حالات اور مسائل میں خوش ہونے نہیں دیتی۔ اسے بے سکون رکھتی ہے کرن کی زندگی کی شاندار پر سکون برسات یا سفینہ کی اندر حیران میں ذہنی پکڑ میں شہزادی بارش زیادہ پکڑیں کون ہے الب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔

روحانی مسائل اور ان کا حل

حافظ شبیر احمد

یوم ناز۔۔۔۔۔ سرگودھا

جواب:- بعد نماز فجر سورۃ فرقان آیت نمبر 74، 70 مرتبہ اول و آخر 11، 11 مرتبہ درود شریف۔ نیت یہ کریں کہ اگر یہ رشتہ میرے لیے بہتر ہے تو یہاں ہو جائے ورنہ جو بہتر ہو وہاں سے پیغام آ جائے۔

بعد نماز عشاء سورۃ فلق، سورۃ الناس ایک ایک صبح روزانہ۔ اول و آخر 11، 11 مرتبہ درود شریف پڑھ کر دم کریں اور نیت بھی رکھیں کہ گھر والے مخالفت کرنا چھوڑ دیں۔

مصباح اشرف۔۔۔۔۔ پاکپتن

جواب:- صحت کے لیے:- سورۃ الفاتحہ سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ الناس چاروں آیات کو 7 مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کریں۔ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد۔

رشتہ کے لیے:- بعد نماز فجر سورۃ فرقان آیت نمبر 74، 70 مرتبہ اول و آخر 11، 11 مرتبہ درود شریف۔ جلد اور اچھے رشتے کے لیے دعا کریں۔

س۔م۔ کہ۔۔۔۔۔ فیصل آباد

جواب:- بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس یقین کے ساتھ مریض سرور کی گولی کھاتا ہے اس ہی یقین کے ساتھ آپ پڑھیں۔ اللہ آپ کے حال پر رحم فرمائے آمین۔

حافظ شبیر احمد۔۔۔۔۔ 157 این بی بی جواب:- سر پر کھٹا کرتے وقت ”یا ثانی“ پڑھتی رہا کریں۔

س، ج۔۔۔۔۔ چکوال

جواب:- یا اللہ! یا رحمن! یا رحیم! 111 مرتبہ پانی پر دم کر کے پلایا کریں روزانہ۔ رشتے کے لیے استحارہ کریں۔

شہناز اختر۔۔۔۔۔ منڈی بہاؤ الدین جواب:- طبی علاج کروائیں۔

سورۃ الفلق، سورۃ الناس 11، 11 مرتبہ مغرب اور عشاء میں پڑھا کریں۔

بشری پروین۔۔۔۔۔ منڈی بہاؤ الدین جواب:- ”یا لطیف یا ودود“ 101 مرتبہ

اول و آخر 3، 3 مرتبہ درود شریف۔ عشاء کی نماز کے بعد۔ شوہر اور ساس کا قصور رکھ کر پڑھیں۔ عفت سلطان۔۔۔۔۔ راولپنڈی

جواب:- فجر کی نماز کے بعد سورۃ الفاتحہ

11 مرتبہ مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد سورۃ

الفلق، سورۃ الناس 11، 11 مرتبہ پڑھ کر دم کیا کریں۔ صحت بھی دیں۔ اقرار ارشد۔۔۔۔۔ سرگودھا

جواب:- ہر نماز کے بعد 11 مرتبہ سورۃ

روحانی مسائل اور ان کا حل

مسائل کا فکرا رہن بھائی

حافظ شبیر احمد صاحب

تے اب فون پر بھی براہ راست رابطہ کر سکتے ہیں۔

اوقات فون: روزانہ بعد مغرب تا عشاء

ان اوقات کے علاوہ رابطہ ممکن نہیں

SMS کرنے کی زحمت نہ کریں اس کا جواب نہیں دیا جاتا

rohanimasail@gmail.com

0331-2225009

قریش پر عیسٰی امتحان میں اچھے نمبروں سے کامیابی کے لیے۔

محمد رفیق..... چکوال

جواب:- آپ کی بیوی پراسیب ہے۔ روحانی علاج کروائیں۔

بچوں کے روزگار امتحان میں کامیابی کے لیے سورۃ قمریش 21، 21 مرتبہ فجر اور عشاء کی نماز کے بعد اول و آخر 3، 3 مرتبہ درود شریف۔ بچے خود پڑھیں۔

ہفتہ میں ایک مرتبہ سورۃ بقرہ پانی پر دم کر کے رکھ لیں۔ روزانہ گھر میں چھڑکیں (حمام کے علاوہ) اور گھر کے تمام افراد استعمال کریں۔

سارہ بی بی..... چکوال

جواب:- (1) سورۃ قمریش 111 مرتبہ بعد نماز عشاء اول و آخر 11، 11 مرتبہ درود شریف روزانہ۔

گل رعنا خان..... جی ٹی روڈ، گجرات
جواب:- بعد نماز عشاء سورۃ قمریش 111 مرتبہ اول و آخر 11، 11 مرتبہ درود شریف۔ روزگار اور اپنے لیے دعا کیا کریں۔ شوہر صدقہ دیتے رہا کریں۔

جمیل..... سرگودھا

جواب: سورۃ فرقان کی آیت نمبر 74 اور 3

مرتبہ سورۃ یسین اول و آخر 3، 3 مرتبہ درود شریف۔
صرف یہ 2 وظائف جاری رکھیں صدقہ دیں رکاوٹ ختم ہوگی۔ اللہ آپ کے لیے سانی فرمائے۔
فی..... گجرات

جواب: والدہ خود پڑھیں روزانہ سورۃ العصر 41 مرتبہ اول و آخر 11، 11 مرتبہ درود شریف۔ اعجاز کے سرہانے کھڑے ہو کر جب وہ نیند میں ہو۔ پڑھتے وقت مقصد ذہن میں ہو۔

نوکری کے لیے سورۃ قمریش 111 مرتبہ اول و آخر 11، 11 مرتبہ درود شریف بعد نماز عشاء۔

فوت
جن مسائل کے جوابات دیئے گئے ہیں وہ صرف انہی لوگوں کے لیے ہیں جنہوں نے سوالات کیے ہیں۔ عام انسان بغیر اجازت ان پر عمل نہ کریں۔ عمل کرنے کی صورت میں ادارہ کی صورت ذمہ دار نہیں ہوگا۔
ای میل صرف بیرون ملک مقیم افراد کے لیے ہے۔
rohanimasail@gmail.com

روحانی مسائل کا حل کوپن برائے ستمبر 2013ء
نام والدہ کا نام گھر کا مکمل پتا
گھر کے کون سے حصے میں رہائش پذیر ہیں

بیاض دل

بیونہ رومان

امیر گل..... محمد سندھ

نہ بھادوں ہے نہ اب ساواں ہمارا
گسکی کی یاد ہے مسکن ہمارا
ہم اس کو بے سے کیا نکلے کہ اچھ
نہیں لگتا کہیں بھی من ہمارا
قصید صنف خان..... مٹان

وہ چاہتا ہے میرا ہر اعجاز اس پر عیاں ہو
جو حوصلہ لفظوں میں نہیں کیسے سخن عیاں ہو
اسے یہ خند کہ میں پرت پرت کھلون اس پر
یہ میری انا کہ اک حرف بھی نہ درو زباں ہو
آنر شہیر..... گجرات

میں سر جھکا کے کہہ دوں گا اپنے رب کے سامنے اقبال
کہ ہزاروں گناہ ہو گئے میرے مالک تیری رحمت کے ناز پر
پلو شگل..... کوٹ اڈو

میں نے چاہا کہ تجھے عید پر کچھ نذر کروں
جس میں احساس کے سب رنگ ہوں روشن روشن
جس میں آنکھوں کے تراشے ہوئے موتی لاکھوں
جس میں شال ہوں میرے قلب کی جھڑکن جھڑکن
شرین کنول..... کراچی

حسرت دیدل زار میں مرجائے ہے
عید برویس میں بے کیف گزر جائے ہے
چاند کو دیکھا تو غصوں ہوا یہ ہم کو
ایک خنجر ہے جو سینے میں اتر جائے ہے
سمیر گل صدیقی..... مٹان

عید کی شام کو آفاق کی سرفی سے پرے
تجھے کو وحنڈوں گا جہاں تک یہ نظر جائے گی
نانک سچہ..... بہاولپور
جانتے کیوں آپ کے رخسار دیکھ اٹھے ہیں
جب بھی کان میں چپکے سے کہا عید مبارک
غافلہ..... کراچی

آپ پرے میں چھاپیں گی نہ چہرہ جب تک
عید کے چاند کی صورت نہ دکھائی دے گی
صائمہ نقیہ..... لاہور

اتھویں کو رخ کی ترے دید ہوگی
اب چاہے چاند ہو کہ نہ ہو میری عید ہوگی
سہاس گل..... رحیم یار خان
ہم اسے بھولتے نہیں ہمیں جس نے
طافی نیاں پر ڈال رکھا ہے
دخم خوردہ کی کچھ یادیں ہیں
جن کو ہم نے سنبھال رکھا ہے
سارہ چوہدری..... ڈوگر گجرات

اس کے عادات و خصائل نے جیت لیا مجھ کو
میرے مریدوں میں تھا وہ اک شخص بیرون جیسا
اس کو گنا کے اب تک خیارے ہیں سخن
میرے پاس تھا جو اک شخص بیرون جیسا
سامح ملک پرویز..... اعلا ٹیکسلا

محو حیرت ہوں تعمیر دلی پر اسے راز دان
بھلا رکھا تھا مدت سے جسے وہ شخص اب یاد آنے لگا ہے
اس کے خیال سے نکلنے کی سبھی کوششیں رائگاں گئیں
اس کی سوچ کا سایہ میری ذات بے نشان پر چھانے لگا ہے
فیلم قاطع..... سرگودھا

کسی سے ہاتھ کسی سے نظر ملاتے ہوئے
میں بچہ رہی ہوں روا دار ہاں بھاتے ہوئے
کسی کو میرے دکھوں کی خبر نہیں ہو سکی کیسے
کہ میں ہر ایک سے لٹی ہوں مسکراتے ہوئے
پروین افضل شاہین..... بہاولنگر

آگ لہرا کے چلی ہے اسے آنجل کر دو
تم مجھے رات کا جلتا ہوا جنگل کر دو
تم مجھے چھوڑ کے جاؤ گی تو مر جاؤں گا
یوں کر دو جانے سے پہلے مجھے پاگل کر دوں
کبکھت ظفر..... ننوارک

جس طرح سے بدلی ہیں لکیریں میری باہر
موسم کو بھی یوں میں نے بدلنے نہیں دیکھا
عائشہ پرویز..... کراچی
مصوم سے ارمانوں کی مصوم سی دنیا

جو کمرے بہاد انہیں عید مبارک
شہرہ شانزے سیال..... غافل
کس قدر انوکھے ہیں آرزو کے موسم بھی
ایک بل میں شعلہ بھی ایک بل میں شبنم بھی
کچھ ہم میں ویسے بھی عمل کی ہے فی سی
کچھ حراج موسم کا ہوتا ہے برہم بھی
کچھ مسکند حیات..... ہجرات

میں اواس رست ہوں شام کا مجھے آہوں کی تلاش ہے
یہ ستارے سب ہیں مجھے مجھے جگنوؤں کی تلاش ہے
وہ جو ایک دریا تھا آگ کا بھی راستوں سے گزر گیا
ہمیں کب سے ریت کے شہر میں فی بارشوں کی تلاش ہے
عشاق اور بلوچ..... نواب شاہ

تیری دید جس کو نصیب ہے وہ نصیب قابل دید ہے
مجھے سوچتا میری چاند رات مجھے دیکھتا میری عید ہے
سمیرہ نازی..... ساگر کی کلاں
کوئی ہنسی سی کرن کوئی کھٹا سا گلاب
کبھی گہری سی غزل کوئی یاکیزہ کتاب
اک مسکان کے لیے سب رزم بول چلے
دل میں ہو درد مگر چہرے پہ نقاب
فاطمہ عاشی..... جنگل صدر

لڑکیوں کے دکھ عجیب ہوتے ہیں سکھ اس سے بھی عجیب
ہنس رہی ہیں اور کا جمل بیگمنا ہے ساتھ ساتھ
کوثر ناز..... حیدر آباد

کیوں جوابدہ ہوں میں کسی بندہ بشر کے سامنے
میں گرگناہ گار ہوں تو صرف اس ذات عالیشان کا
میدان نواز..... میوٹر شریف

قسمت میں میری جتن سے جتنا لکھ دے
ڈوبے نہ بھی میرا سینہ لکھ دے
اور جنت بھی گوارا ہے مگر میرے لیے
اے کاتب تقدیر مدینہ لکھ دے
لکھی ساجد..... صفدا باد

دفا شائے شگفتہ حراج وہ گلاب چہرے
موج زمانہ لے گئی جانے کہاں ان کو
زمین الدین صدیقی..... سکرچی

ہزار چہروں میں اس کی مشابہتیں ملی مجھ کو

پر دل کی ضد تھی وہ "نہیں تو اس" جیسا بھی نہیں
حیرانہ خبر..... معلوم
نام محمد وہ ہے جو سینوں میں اتر جاتا ہے
دوروں کیوں پر ہوتا ہے آواز دہنے جاتی ہے
ارمکال..... فضل آباد

گلشن کو کر رہی ہے مقرر ہوائے عید
آتا نہیں ہے کچھ بھی نظر ماسوائے عید
میری طرف سے عید مبارک ہو آپ کو
بس میرے پاس تو ہے یہی تہہ برائے عید
فریحہ حیدر..... شاہ نذیر

نظر جو چاند پر پئی دل میں مسکرائے تم
دعا کو ہاتھ اٹھائے تو یاد آئے تم
بہار آئی صبا آئی ہر خوشی آئی
سب آئے عید کے مہمان مرنے آئے تم
صدف مختار..... بوسال مصور

عید کا دن بھی بس یہی سوچتے گزر جاتا ہے
ہمارے واسطے یہ عید بھی کھلی عیدی کیوں ہے
ناہید اختر میو..... احسان میو

مجھے عادت سی ہوئی ہے صبح و شام گھنٹی ہوں
جھپٹیں دیر نہیں سخن جھپٹیں گھٹام گھنٹی ہوں
میں ہاتھوں پر کتابوں پر دوستوں پر ہوں
میں جب لکھوں جہاں لکھوں تہہ نام تھی ہوں
آسیہ نقصر..... گنگا پور

کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرترا
کچھ نے کہا یہ چاند ہے کچھ نے کہا یہ چہرہ تیرا
فاطمہ مارہ..... فضل آباد

آنکھیں ہیں عید یار کی مدت سے مقرر
کچھ کھٹکی مٹا نظر کی عید کے چاند
کس سے ملیں گے عید ہمارا کوئی تو ہو
تو ہی ہمیں گلے سے لگا عید کے چاند
فرخندہ نورین..... خاندان

چاند کے ساتھ گئی آنسو پرانے نکلے
تختے وہ تھے جو ترے وہ کے بہانے نکلے
فرخندہ نورین..... خاندان

دش مقابلہ

طلعت آغاز

پسندے کی برائی

اجزاء

ایک سیر	چاول
ایک سیر	گوشت
ایک پاؤ	کھج
ڈیرہ پاؤ	دہی
ایک پاؤ	پیاز
ایک چمچ	ادورک
دو جوئے	لہسن
آدھا چمچ	کالی مرچ (نہی ہوئی)
آدھا چمچ	زیرہ
چار عدد	لوٹک
تھوڑا چمچ	زعفران
بیس عدد	مٹھر بادام



تھوڑا چمچ	تاریل
حسب ذائقہ	نمک
آدھا چمچ	سرخ مرچ

ترکیب:-

بغیر بڑی کے گوشت کے ٹکڑے پسندے بنالیں۔ ان کو دھو کر چھری کی نوک سے چھید لیں۔ آدھی دہی میں نمک ادورک اور لہسن پیس کر ملا لیں اور پسندوں پر لگا دیں۔ ایک گھنٹہ تک رہنے دیں۔ چٹائی میں کھج گرم کر کے پیاز سرخ کر لیں۔ تاریل اور بادام کا مغز کات کر ڈال دیں۔ انہی

طرح بھوننے کے بعد گوشت اور دہی بھی ڈال دیں۔ دھنن مٹھری سے بند کر کے کھج آج پر گوشت کو پختے دیں۔ جب دہی کا پانی بالکل خشک ہو جائے تو تین پاؤ پانی ڈال کر کھج آج پر نصف گھنٹہ تک گوشت کے پسندے نکالیں۔ جب پانی خشک ہو جائے اور پسندے گل جائیں تو چٹائی اتار لیں چاول صاف کر کے ایک گھنٹہ تک بھگونے رکھیں۔ دوسری چٹائی میں کھج گرم کر کے ثابت سیاہ مرچ ایک چمچ سیاہ زیرہ لوٹک اور ثابت گرم سا ڈال کر کوڑا میں اور ڈیرہ سیر پانی ڈال دیں۔ جب پانی اٹنے لگے تو چاول ڈال دیں۔ چاول گھٹے پر اتار لیں۔ اب دوسری چٹائی میں نصف چاول ڈالیں اور اس کے اوپر ایک تہہ چاولوں کی بچھا لیں پھر باقی چاول بھی اوپر ڈال دیں اور دس منٹ تک چٹائی دم پر رکھنے کے بعد تاریل گرم کر گرم پانی خوش کریں۔

دس ملائی

اجزاء

ایک کلو	دودھ
ایک کپ	خشک دودھ
ایک چائے کا چمچ	بیکنگ پاؤڈر
ایک عدد	انڈہ
ایک کپ	چینی
ایک کھانے کا چمچ	مٹی
پانچ عدد	الاجچی
حسب ضرورت	بادام پر پتے

ترکیب:-

دودھ میں چٹائی ملا چٹائی اور بادام پر پتے ڈال کر ہال لیں۔



خشک دودھ میں بیکنگ پاؤڈر انڈہ اور مٹی ملا کر گوندھ کر دوکھ لیں۔ (اگر کھج جھاوا ہے تو زیادہ بہتر ہے) کھاتھ پختے کر کے

چھوٹی چھوٹی تھک بنا میں۔ دودھ میں جوش آ جائے تو درمیانی
آٹے کر کے ساری تکیاں ڈال دیں۔ پیچ چلائے رہیں تھوڑی
دیر بعد جب یہ پھول جا میں اور دودھ گاڑھا ہو جائے تو اتار
لیں اور غنڈا کر کے پیش کریں اور مجھے دعاؤں میں یاد
رکھیں۔

فوزیہ سلطانہ..... تو نہ شریف

کیری کی مٹھی چٹنی

اجزاء:-

کیری ۱
چھل کر بالکل باریک کاٹ لیں
چٹنی پاؤڈر
لٹمس
اورک
لمبی باریک کٹی ہوئی
ٹنک
سفید سرکہ
گلوڈی
لال مرچ ثابت
لیموں

ترکیب:-
ایک اٹھل کی چٹنی میں سوائے لیموں کے باقی تمام
مسالاجات ایک ساتھ ڈال کر گڈی کے چمپے کے ساتھ ملکی



آٹے پر نکالیں۔ جب چٹنی یا گڑ کا شیرازہ بن جائے تو اتار کر
غنڈا کر لیں جب یہ غنڈا ہو جائے تو لیموں کا رس ڈال کر
مرجان میں رکھ لیں۔ لیموں سے چٹنی محفوظ ہو جاتی ہے۔

سعدہ شاہین..... سیدہ دو ال
کرمی ٹنکس



اجزاء:-

آلو (بے ہوئے)
ہری مرچ (کاٹ لیں)
گرم مسالا (پا ہوا)
آٹا
ڈبل روٹی کا چورا
لٹم جوس
غیر (کس کیا ہوا)
تازہ کریم
ٹنک
ٹیل

ترکیب:-
آلوؤں کا چھلکا اتار کر انہیں نمش کر لیں اور اس میں
ٹنک، کالی مرچ، ہری مرچ اور لٹم جوس ملا کر اچھی طرح
کس کر لیں۔ کریم اور غیر کو اچھی طرح کس کر لیں اور سخت
ہونے کے لیے فریزر میں رکھ دیں۔ جب سخت ہو جائے تو
اس سے ٹکڑے کاٹ لیں۔ ایک وقت میں آلو کا تھوڑا سا
کمچر تھلی پر لیں اور جی ہوئی کریم کا ٹکڑا اس کے درمیان
میں رکھ دیں۔ چاروں سائیڈوں کو موڑ لیں۔ آٹے اور پانی
کو ملا کر میزہ بنالیں۔ روٹی کو میزے میں ڈبوئیں اور چور
اس پر ڈبل روٹی کے چورے کی کوٹنگ کر دیں۔ تیل میں
ڈیب فرائی کریں حتیٰ کہ وہ گولڈن ہو جائیں کچپ کے
ساتھ گرم گرم سرور کریں۔

مہوش اقبال..... حیدر آباد

فروت سویاں

اجزاء

تین سو یاں
دودھ
آدھا کلو
ایک لیٹر

چٹنی
کیلا چیکو (کیوز میں کئے ہوئے)
اخروٹ
بادام (کئے ہوئے)
آم (کیوز میں کئے ہوئے)
ترکیب:-

دودھ کو چٹنی کے ساتھ پانچ منٹ ابالیں۔ اگلے ہوتے
دودھ میں تین خوشبودار سو یاں ڈال دیں۔ دس منٹ تک
بادام اور اخروٹ ڈال کر پکا میں۔ چوبیس سے پنا غنڈا
ہونے کے لیے چھوڑ دیں۔ پھر کئے ہوئے بادام کیلے چیکو
اس میں ڈال کر کس کر لیں۔ دو گھنٹے کے لیے فریزر میں رکھ
دیں۔ فروٹ سویاں کو غنڈا غنڈا پیش کریں۔
اربیہ شاہ..... خانہوال



شادی ٹکڑے

اجزاء:-

ڈبل روٹی کے سلائس
چٹنی
زعفران
لٹمس
کھویا
دودھ
چٹنی
بادام (باریک کتر لیں)
سبز لالچنی پاؤڈر
ترکیب:-

ڈبل روٹی کے سلائس کے کنارے کاٹ کر ٹکڑوں کی شکل
دیکھ کاٹ لیں۔ اب ان ٹکڑوں کو گرم مٹی میں تھپ لیں۔ ہلکا
دھواں کر کے نکال دیں۔ زعفران کو تھوڑے سے گرم دودھ

میں بھگو دیں۔ میوے کو بھی تھپی میں مل لیں۔ دودھ کو دھبی
آٹے پر ابالیں۔ اتنا ابالیں کہ دودھ آدھی سے بھی کم مقدار
میں رہ جائے۔ اب اس میں چٹنی، زعفران اور کھویا ملا دیں۔
دش میں تلے ہوئے تو اس سجا کر دودھ کھویا کی سوس ڈال
دیں۔ تلے ہوئے میوے سے سجا کر پیش کریں۔ آخر میں
چھوٹی لالچنی پاؤڈر ڈال دیں۔ لذیذ شادی ٹکڑے تیار
ہیں۔

احمد خالد..... حافظ آباد

پائن اپل پاؤڈر

اجزاء:-

انناس
کیلے
سیب
تارکی
انگور
کریم
شکر
ایک عدد
دو عدد
دو عدد
دو عدد
ایک کپ
آدھا کپ
دو کھانے کے چمچ

ترکیب:-
انناس کو لمبائی میں کاٹ کر دودھ سے کر لیں اس
کے سچے سالم رہیں۔ ایک حصے کو اچھی طرح چھل کر اس
کے ٹکڑے کر لیں اسے آدھا کپ پانی میں نرم ہونے تک
ابالیں۔ شکر ملا کر مزید پانچ منٹ تک ابالیں۔ ابل جائے تو
غنڈا کر لیں۔ دیگر پھلوں کو کیوب کی شکل میں کاٹ لیں اور
انناس والے سیرپ میں ملا دیں آخر میں اس میں انگور اور
کریم بھی کس کر دیں۔ اس کچر کو انناس کے دوسرے سالم
حصے میں بھجوزیں اس پر مزید کریم ڈال کر سرور کریں۔
مینزہ رحیم..... مہرلات



[illegible]

سیر اغزل صدیقی کراچی
انتظار

ساجن کا انتظار
سماون بن کے
بریں اٹھا ہے
آنکھوں سے!

فیضیہ صف خان ملتان
لقمہ

میرے سوا!
 میں وہ کتابیں علم اور
 وہ فضاں کہاں سے لاؤں
 جن کو پڑھ کر مجھ کو
 میں اس بے رحم دنیا کے
 لوگوں کو اور
 ان کی سازشوں کو مجھ سے سکوں
 میرے مالک!
 میں اُن پڑھ جاؤں غمیری
 یہ میری ڈکریاں
 اس دنیا کے لوگوں کے سامنے
 بے کار کاغذ کے ٹرے غمیری

گھلے خانہ..... بھٹو

غزل

ذال دے جس پشت ہے کاری رعایتیں
تیری متاع حیات ہے علم و ہنر کا سرور
تبی ہے تم کو فوقیت تمام مخلوقات پر
خدا نے تم کو دان کیا عقل الادی اور شعور
مگر علم کامل ہے تمہارے سینوں میں پنہاں
جس کا ہوا تھا آج سے چودہ سو سال قبل شعور
پھر ہو جاؤ عمل پیرا ان تعلیمات اسلام پر
ذات صبی جن کی ہے عقل بچے تھے جامِ علم سے غور
گر باہم تمام لیں ہم جیل اللہ ساختہ
تو پھر کہیں کا فساد؟ کیا فتنہ؟ کیا فحور؟

ہم وطنوں کے نام
سرمسنگ پرویز..... حافظ قیصر



میر سوطن کے جلالِ شہینہ
غیر جوانو.....!
مناو فلسفہ و محبت
شتم کرو نفسا نفسی
لہر ادا سن کا پرچم

بن جاؤ غزنوی و ابن قاسم
 یا تو حرا بن تو باندہ
 سر پر نفس
 کرو حفاظت اعلیٰ سر زمین کی
 انا الوصی اقبال کی
 بانٹ لو دکھ اپنے ہم وطنوں کا
 سنو فریادے کس حسب نظیر کی
 ڈٹ جاؤ اپنے مقصد پر
 کو بھروسہ اپنے رب پر
 پھر دیکھنا اس کی رحمت کو
 حرمت حوا کی خاطر
 پڑھا لو اپنے قدموں کو
 لڑاؤ جان انعام
 دین کے لئے

اٹھو! اے میرے ہم وطنو!
اس ارض پاک کو ضرورت ہے

ز شمره ظاہر..... بہاؤ

غزل

دل سے نفرت نکالنا
پیار لفظوں میں دھانا
وقت آنے پر کام دینی
اپنی پونجی سنبھالنا
موت کا ایک دن مقرر ہے
خوف اس کا نکالنا

عبد سعيد عبد سعيد عبد سعيد عبد سعيد عبد سعيد عبد سعيد عبد سعيد

کسی کی بھی ذات پر بارو
یوں نہ کیچڑ اچھالنا سکھ
رانا چاروں طرف اندھیرے ہیں
روشنی کو تو اب اچھالنا سکھ

قدر میرا تا.....راولپنڈی

وعلى

بحری ارض پاک پر
جسکی جہتوں کے کتاب کھلتے تھے
آج اس دھرتی پر
ان کھلتے ہوئے کتابوں پر
لوہکا چمڑکاؤ اور ہار پیسے
بھی ان کھلتی سرکاری فضاؤں میں

سرکاری
شخصی پیشگی ہوا میں رقص کرتی تھیں
آج بارود کے حوض میں
اور گولیوں کی آواز سنائی دیتی ہیں
بھگیا جب بھر گھر سے نکلتے تھے لوگ
آج زور و خوف ہے سب لوگ
کوئی نہیں ہے جو کھیر دے
ان سو کے مگر جھائے چروں پر
مسکراتیں
میرے مولا!

میرے وطن کو دی خوشیاں عطا کر
اور ہماری خطا میں معاف کر
میرے ارضی پاک پر رحمت کی بارش
و عا ہے میری تجھ سے
اقتضا ہے میری تجھ سے

صدیقہ خان..... باغ آزاد کشمیر

غزل

کاش تیری زبان ہوتا میں
صرف تجھ سے بیان ہوتا میں
مگر تمہارا دھیان ہوتا میں

3

اور پھر خوش گمان ہوتا میں
تیرے لہجے میں بات کیسے کروں
کاش تیری زبان ہوتا میں
بعد مدت اسے خیال آیا
صرف اس کا گمان ہوتا میں
سب زبانوں کا معترف ہوں مگر
کاش اور وہ زبان ہوتا میں
علوت وصل زیر لب باتیں
دیرے دیرے بیان ہوتا میں
وقتِ رخصت یہ کہہ رہا تھا وہ
ہر خوشی کے سان-ہوتا میں
عزیز حسن.....کراچی

غفرل

تجربہ کیا کہ پھر کھانا میرے بس میں نہیں
 کوئی اب اور دُشمن پڑا میرے بس میں نہیں
 ایک عمر تک دھویا ہے دل کے داغوں کو
 اب یہ داغ دھوتا میرے بس میں نہیں
 بہت جاگ چکے ہم شب کی تھانوں میں
 کہ راتوں کو سوتا میرے بس میں نہیں
 خوشیوں کی آخری امید لیتے کی ہوں تیرے در پہ
 دکھوں میں اوس اب دُعا میرے بس میں نہیں
 عاشق پڑیہ..... کراچی

مغزول

شام حیات اس ہے کچھ کھو گیا میرا
سلز جہر آواز ہے منہ سو گیا میرا
شورِ جنوں نے جتنے ہیں سنائے اس قدر
اک شخص آ کے شہر میں کیوں کھو گیا میرا
میرے بدن کی چاندنی سے لے کے روشنی
میرے لہو میں کیوں وہ دل ڈلو گیا میرا
ہمچہ دھجوا اس کو ولایت کیا تو وہ
یہ کرب میرے بدن میں کیوں گویا میرا
ہمچہ مقررہ رنج و غم

[illegible]

آنجل فریڈ کے نام

اسلام علیکم! آنجل فریڈ زکیے ہو امید ہے سب لذت فائز ہوں گے کیونکہ تہذیب سب میری دعاؤں میں جو رہتے ہیں (یعنی) خودی سلطنتی شخصیات آپ کو میری رات گیارہ بجے بہت اچھا لگا ہمیشہ مسکرائی رہو۔ عقلی شاہین سوشل آپ مجھے کافی ذہین لگتی ہو اور بہت پیارا لگتی ہو تاہم یہ نہیں کہی ہو اور نہ مجھ کو دین سارے جو بدیہی کشور بلوچ (نکاح صاحب) شیخ مسکان کھٹوت خان بدین افضل شاہین آپ مجھے بڑی حواشیہ قسم کی خاتون لگتی ہیں (کیا میں گج ہوں؟) عقلی کنڈی (گل لہام) دوستی کی آفر دے کے لب بھول گئی ہو آنجل سے وارنٹ لوگ ہمیشہ خوش رہیں۔

طیہ عزیز... شاہد یار بھارت
آنجل گروڈا بنڈا پی فریڈ کے نام

فرست آف آل آنجل کے ممبر زور پڑھنے والوں کو عقیدت بھرا سلام۔ سب سے پہلے میں فریڈ کو دعاؤں میں دعاؤں کی آگست فریڈ (جو کہ اسے نواب شاہ اہلب ایم کی بہت سی پیاری آ رہے)۔ 14 اگست پر ہی ایک بار بیچ کر گئی ہے۔ 14 اگست شینے (جو چوبیس سو کو پیاری ہو گئی تھی) 23 اگست مبادلت خود اس دنیا میں آئے (۱۱۱۱ بھول ماسون شیطان کا جنم) ان سب کے لیے بہت دعا میں اور پیار۔ ڈائیر جانان (چکوال) لائبریر شاہ زندگی (چڈی) اسیدہ جیا (تلہ گلگ)۔ میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں اگر آپ مجھے قبول کریں تو جواب دیجیے گا۔ آنجل میں سے کوئی اور بھی میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہے تو سوہنہ دیکھ آخر میں اپنی سب فریڈ کے لیے پیغام۔ ہائی (مولی) خدا کے لیے مجھے لیو لکھو اور میرے لیو کا جواب دو۔ مشو (مصباح) اب دیکھو تمہارے پاس تمام نہیں کہ میرے سچے کاروباری لڑائی (علیہ) تمہارے لیے ایک قیدیہ ۱۱۱۱۔ وارا میرے ہائی مشا میں تمہارے قیدیہ بہت مس کرتی ہوں۔ جوتی (عطا) کارپینز بھوں کی گدی میں چھوڑ کر پہلے والی بن جاؤ۔ عقی (شیم) کار خدا کا خوف کرو ہر وقت میں یک پر ہوگی رشتی اور شعی (کیخسرو) یاد مجھے بھی ایک سوہنہ ہی کے دور اور مانت ڈالنا ہی کہ

میری طرف سے ایک ہمتیاد بھی ماموہ خرمیں سب کے لیے پیارا دعاؤں میں لکھی گئی تھی۔

نہک جیا۔ نواب شاہ

پیارے ابو جان کے نام
میرے پیارے ابو جان آج آپ ہم میں نہیں مگر آپ کی باتیں یاد میں شفقت و محبت میرے آپ میں گھومتی ہے۔ مجھے یاد آتی ہیں اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ ہم میں نہ ہو مگر بھی ہمارے پاس ہی ہیں آپ کی باتوں کی بارگشتہ آج بھی میرے ساتھ ہے۔ "مینی چوڑیاں" لے آؤ دوستی سے سوہنہ لگا میں ہر رات بڑھ جائے گا۔ شہر خدمتات کو ہی بنا کر فریڈ میں رکھنا بیجا کو کراڑ کو دور نہیں ہونی چاہیے۔ بیٹا اپنی اما کو بھی مہندی لگا دو۔ جب عید کی نماز پڑھنے کے بعد گھر آتے محبت سے سر پر ہاتھ میسر کرتے اور کہتے "بیٹا آپ ابھی تک نہیں ہو گئے جتنا ہوگا عیدی لے لی ہے گی۔" وہ بڑی بانی بناتے ہیں تو آپ نے ہونے والوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ چائے میں چینی تو ڈال دیں میں تو چائے پیچھا ہی چینی کے لیے ہوں۔ "آپ کے جانے کے بعد ہم ہر صبح آپ کی یادوں کو یاد کرتے ہیں اور اسی میں عید منا کرتے ہیں۔

ارم کمال۔ فیصل آباد

پیاری دوست فراداع کے نام
میں جو بھرا سلام ادا آپ کی کیا حال ہے؟ امید ہے ٹھیک ٹھاک ہوں گی آنجل بہت اچھا جا رہا ہے جس میں اپنی ڈفر فریڈ فراداع کو یہ پیغام دینا چاہوں گی کہ دوستی میں کسی خالق چھوٹے موٹے لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو جائے۔ اسے تم کو میری سب فریڈ میں سے آپ اس پر ہو یا میرا ہر بار مجھے ہی نہیں سنا پڑتا ہے یہ کوئی بات نہ ہوتی میں نے سوچا کیوں نہ نہیں یہ پیغام (سوہنہ سے آنجل) کے ذریعے دلاں شاید تمہارے دماغ میں کچھ بات چائے آئی ہو لیو فراداع مکان میں جو سوہنہ سے تعلق رکھتی ہیں آنجل کے ذریعے میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں ہے دل سے اگر آپ قبول کریں گے تو مجھے بعد غرضی ہوگی۔ فراداع تعالیٰ آپ کو دھیروں خوشیوں عطا فرمائے اور آنجل کے تمام کارکن اور اسٹاف کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نوازے۔

پلو ونگل۔ کوئٹہ

آنجل ملی کے نام

اسلام علیکم! امید ہے سب پڑھنے والے بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں گے مجھے دوستوں کی تلاش ہے کہ کون سا سہیل ابھی ابھی دوست بنانا چاہتی ہوں دوست تو بہت سے ملے مگر انہوں کوئی بھی نہیں ملتا کہ میرے دوست ہو۔ شہر سے امید بھرا رکھ کے صدق اب ہماری امیدوں کا فاصلہ آنجل کی پر پاں ہیں اگر کوئی دوستی کرنا چاہے تو سوہنہ دیکھ

سوہنہ کمال۔ من۔ چکوال
تمام آنجل کارکن اور جیلائی کے نام
آنجل پڑھنے والے تمام کارکن کو سلام! میں ہر بار شکر کرتی رہی ہوں امید ہے سب مجھے خوش آمد گئی ہیں کہ میں نے شہر میں اپنا تعلق نہ کر کے کراچی میں آئے گی کہ یہ کیا زندگی لڑی کیوں؟ میں تو یہ لی اور مجھے یہ ہم بہت پسند ہے۔ ہر شین (سایہ بول) بہت کرپٹ ہیں آپ (اسے خط میں میرا ذکر کر دیا تھا آپ نے)۔ جیلائی کسی ہیں آپ؟ مجھے آپ بہت اچھی لگتی ہیں بھرا آپ کے شوہر کے بارے میں پڑھا تھا بہت دکھ ہوا تھا آپ کو بھرا اور انہیں جو رحمت میں جگہ دے آئیں۔ جیلائی مجھے سیر لوگ۔ بھرا مجھے کہتے ہیں سب آپ میری بہن ہیں (ٹھیک ہے جواب ضرور دینا)۔ آنجل کی تمام کارکن کو میری خوشیاں بھرا کر۔

روپلی املی۔ سیدوال

سوہنہ دوستوں کے نام
اسلام علیکم! اوسے انہی کو دعاؤں میں دعاؤں کی کبھی نہ کرے گا۔ میں کوئی کچھ بھی دیکھ کر تو میرے شریک ٹھیک۔ بڑی میری زندگی میں آنجل کوئی کچھ میں بھیجا ہوا ہے سارے کو لایا نا ہے۔ ۱۱۱۱۔ تیری عقل دیکھنے والی ہو گئی دیے اس وقت میں سے پیاری ہوتا؟ مجھے ہر پرم کر کہ نہیں سکتیں۔ وہ جو جو جب ہوگی جب اللہ ہی حافظ ہوگا میرے میں تم دونوں کو یاد کر رہی ہوں یا اب تو تم سے تو میں پریشانی والے دن پوچھوں گی پتا نہیں کہاں غائب ہو جائی ہو چلا ہوگی ابھی تیار کر کو میسر کی کر رہی ہیں یا کچھ کارہ جائے گا اللہ کرے اچھے ہو جائیں پریشانی اور ٹھیک پڑا تو بڑی ہے وفا ہے مجھ سے فارغ کیا ہو گئی ہے کوئی خط ہی نہیں کر رہی ہیں اچھا کھانا بند کر اب جاری ہوں میں

مارینور۔ شاہ کونٹ
صوفی ملک اور ذہن نازی کے نام

اسلام علیکم! کسی ہیں صوفیہ اور نازی آئی۔ صوفیہ آپ کا خلاف پڑا کہ بہت اچھا لگا۔ مجھ سے دوستی کریں گی کیا؟ میری ایک دوست جی حافظ لارپ دو کراچی ملی گئی۔ نازی آئی میں صرف آپ کی وجہ سے کچھ پڑھتی ہوں آپ کے جواب کا انتظار کروں گی اللہ تعالیٰ۔

لارہ واپار رخ۔ بھارت

پیارے آنجل اور ملنگی کے نام
آنجل رہنڈہ رات گزرا بنڈا بنڈا اسلام علیکم! 22 اگست کو میری جان میری زندگی میں بھرا بھرا کی شان بھرا (لارہ) کا ختم دن ہے۔ میرے دوست آنجل کے قہر وہیں دس کر رہی ہوں سدا سلامت رہو خدا کرے یہ دن بہت یاد آئے تمہارے پر غلطی سچی تمہارے ساتھ رہیں۔ اسے نہ ٹھیک جانان ٹانہ عاتق بلوچ خاص طور پر کرن شاہ (عاشی) انڈیا ایمان ایمان بہت شکستہ آئی سب محبت بھرا سلام اور پر غلطی دعا میں۔ اس پر شک میں ہیں آپ؟ بہت اچھا ہونٹ ہے آپ کا آنجل کی جان جتنا کرا نازی آئی بہت سلام آپ سب مت ہو کر میں صوفیہ میں خلاف بہت اچھا تھا۔ آنجل ہم سب کو اک لڑی میں پونے رکھائے محبت کی انسانیت کی غلطی کی دوستی کی لڑی میں۔ شیکس آنجل دی اور اب خدا ہمیشہ کچھ کی شان کو قہر رکھے ہمیشہ پرکھتے رہے دھارا آنجل آئین زندگی رہی تو بھر میں گے اللہ حافظ۔

لاڈلک۔ دیپالپور

خاص دوستوں کے نام
اسلام علیکم! انہی کو کبھی آپ نے میرا خلاف پسند کیا ہے۔ عد شرعیہ اور مجھے آپ کی دوستی قبول ہے اور ہے مگر میرے ہم جادو فر جھوٹے طبع نہ پتا ہے کسی ہیں؟ کیا کے لیس اور عاصم اقبال ہم آپ دونوں کی مدد کے لیے دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت دلاں بھی زندگی عطا فرمائے آئین۔ فورے سلطنت مجھے بنا نہیں لگا لگا لکھی جی دور ہو گئی آپ نے بھی مسلمانوں کی محبت میں ہی کہا تھا کسی کو تو نہیں آج اس ملک پر لٹا پیٹ بھرنے کی فکر میں ہے ہر دوسرا شخص۔ بس دعا ہے کہ اللہ پاک تمام دنیا کے مسلمانوں کو متحد ہو کر کفار کا مقابلہ کرنے کی قوتیں عطا فرمائے آمین۔

عقلی شاہین۔ فیصل آباد
سوہنہ کرن اختر عاتق کے نام

عاشق اکرم فیصل آبادی ص ۱۰

میرا کون سا گھر

تھیں کے نام

استقام علیکم بچا..... نہیں بچا؟ بچا نہیں گئے بھی کیسے نام تو ابھی لکھا ہی نہیں۔ سب سے پہلے تو میرا تو سین تم دونوں کو چھٹی چھوڑ دے تو میں ۱۶ اگست اور پھر ۱۴ اگست کو اس دنیا میں شریف فرما ہوئی جس دن پاکستان بنا تھیں ۱۴ اگست اور سالگرہ بھی مبارک۔ تم دونوں میری بہت سوت سی بھانجیاں ہو رہی تھیں پتا ہے میرا کتنا زخم یاد کیسے بولتی ہے کتنا زخم یاد ہوا..... خیر ابھی چھٹی ہے تو بول ہی لے لی بیوی ہو کے تو سین اور میری دونوں کے لیے بہت سی جیست آف لک فوج کے لیے ابھی تو چھٹی اور دونوں پیش کر لو اور میری بہت سی بیاری دوست بیویں تھیں ابھی ۱۸ اگست کو بڑھوے ہے تو بہت بہت مبارک سالگرہ کا دن اور بہت سی ایک دعا میرا تھارے لیے گفت تھاراد اوصار ہے جب ملو گی تو لے لینا۔ ہمارا فرما دعائی ملو گی مریم مہوش و مشاب کلام اور ہمارا جیست آف لک سا نیکیوں کے سچے کے لیے خدا حافظ ایضاً لفظ الامان۔

میرے پیارے کیوت سے کزنز کے نام
عیدہ متیق کزنز احمد و یکر تیرہ عیدہ عروہ ہادی کیف آمین
کزنز تو قیر و کاس اسد تیرہ عیدہ صوفیہ حاسر لوفی انشی انقرہ میونہ
علی بن خلیل سلطان صادق احمد آپ عزیز عروسہ طیبہ ایضاً عیدہ
اسعد بن اہل اور میری پوری کٹی کو میری طرف سے دلی عید
مبارک قبول ہو (اب ہمارے خوش نوا مشوق تھانے سب کو سالے
میں اپنا نام لکھنا) خوش رہیں۔

تو یہ نواز..... سرگودھا
پیارے بھائی فلک شاہ اور مومن شاہ کے نام
استقام علیکم! دیر سے فلک شاہ اور مومن شاہ آپ دونوں کو
میری طرف سے سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ میری دعا ہے کہ
جو بھی پھولوں کی طرح مسکراتے رہیں۔ میری طرف سے دیر سارا
بہتر تمام دلی دعائیں اور نیک تمنائیں آپ دونوں کے لیے اللہ
تعالیٰ آپ کو لوگوں کی نیک خواہشات پوری کرے اور اپنی خاص
مرمت کا سبب بنیں آپ کو لوگوں پر رکھے آمین آپ سب حیران
ہوں گے کہ آپ کی خاد جانی ہے آپ کا چل کے کدو سیوہ کی کیا
ہے لکنا آپ کو کسی زندگی دے آمین۔ بیاری ہی بہن اور بھائی کو
بہت بہت سلام اللہ حافظ۔

عاشق اکرم فیصل آبادی ص ۱۰
تھیں کے نام
استقام علیکم! عیدہ متیق کزنز احمد و یکر تیرہ عیدہ عروہ ہادی کیف آمین
کزنز تو قیر و کاس اسد تیرہ عیدہ صوفیہ حاسر لوفی انشی انقرہ میونہ
علی بن خلیل سلطان صادق احمد آپ عزیز عروسہ طیبہ ایضاً عیدہ
اسعد بن اہل اور میری پوری کٹی کو میری طرف سے دلی عید
مبارک قبول ہو (اب ہمارے خوش نوا مشوق تھانے سب کو سالے
میں اپنا نام لکھنا) خوش رہیں۔

یادگار اشعار

جو یہ سارا لک

حدیث

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے (یعنی اس کے مذہب یا اس کی سیرت پر) پس انسان کو دوست بناتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بنانا چاہے۔“

(احمد و ترمذی)

حمیداری قتالی

ہال عید کو دیکھا تو میرا دل بولا
کہ اس کے صدقے ہم پر تو کر کرم مولا
یہ آج سارے مسلمان ہیں جو گھرے ہوئے
سینت ان کو دکھ لے تو پھر بھرم مولا
تو ہے قادر ہر ایک شے پر ہمیں بخند سے نکال
تو ہی مالک تو ہی خالق ہے وہی ختم مولا
کہ اب تو ایسے گناہ کر دے ہیں ہم حاجی
کہ آئے دیکھ کے شیطان کو شرم مولا
مہر عاجز بنے تو غفار ہے کرم کر دے
بلالے ہم کو بھی تو اب سوئے حرم مولا

میرا دل..... اور ہی ناؤں کراچی

سچے اقوال

”ساروکی ایمان کی علامت ہے (حضرت محمد ﷺ)“

”قلب پر اکثر میسج آگے کے راستے آتی ہیں۔“

(حضرت ابو بکر صدیق)

”زہد ہماری محبت حد سے زیادہ ہونہ نغرت۔“ (حضرت

عمر فاروق)

”گناہ کسی کی صورت دل کو بے قرار رکھتا ہے۔“

(حضرت سلمان فارسی)

”بے تعلی سب سے بڑی غریبی ہے (حضرت علی)

”اپنے راز کو پوشیدہ رکھنا اپنی عزت بچانا ہے (حکیم

ایمان)

احمد چوہدری..... جتوئی

میرا دل

”وہ کہتی ہے اب بھی کسی کے لیے لالہ بری چڑیاں

خیریتے ہو؟“

”میں کہتا ہوں ہر کسی کی کٹائی پر یہ رنگ اچھا نہیں

لگتا۔“

”وہ کہتی ہے اب بھی کسی کے نچل کا کاش کیسے ہو؟“

”میں کہتا ہوں اب کسی کے آچل میں اتنی دھت

کہاں۔“

”وہ کہتی ہے تمہارے لہجے میں بہت لڑائی ہے؟“

”میں کہتا ہوں تکیوں نے بھی میرے دکھ کو محسوس کیا

ہے۔“

”وہ کہتی ہے مجھے اب بے وفا کے نام سے یاد کرتے

ہو؟“

”میں کہتا ہوں میرے انصاف میں یہ لفظ شامل نہیں

ہے۔“

”وہ کہتی ہے کبھی میرے ذکر پر دے بھی ہو گئے؟“

”میں کہتا ہوں میری آنکھوں کو ہر وقت کی پھول اچھی

لگتی ہے۔“

”وہ کہتی ہے چاند رات کو چھت پر اب بھی عید کا چاند

دیکھتے ہو؟“

”میں کہتا ہوں میرا چاند تو تم ہیں جسے زمانے نے

بادلوں میں چھپا دیا۔“

”وہ کہتی ہے تمہیں اب بھی مہندی کی خوشبو پسند ہے؟“

”میں کہتا ہوں مہندی میں خوشبو کہاں وہ تو تمہارے

ہاتھوں میں رہی خوشبو دار ہوتی تھی۔“

”وہ کہتی ہے تمہاری باتوں میں اتنی گہرائی کیوں ہے؟“

”میں کہتا ہوں تمہاری جدائی کے بعد مجھ کو یہ عجز اڑا

عاشق پرویز..... کراچی

میں نے تجھیں ڈاک کیا

بہا کے آنسو اس نے مجھ سے اک سوال کیا

کیوں آخر تم نے مجھ سے اس قدر پیار کیا

کچھ ایسے اس کے سوال نے مجھے تڑپا دیا

کہ بڑی مشکل سے میں نے اپنے آنسوؤں کو چھپا دیا

۲۰۱۳ ۲۳۹

اس نے اپنی قسم دے کہ کہا میری شادی میں ضرور آنا
میں نے جس کے اس وقت ہاں میں سر ہلا دیا
میری ہنسی نے اسے کچھ ایسے تڑپا دیا
اس نے پھر مجھ سے روتے ہوئے وہی سوال کیا
اس کے آنسو کو صاف کرتے ہوئے آخر میں نے یہ جواب دیا
نہیں کرتا میں تم سے پیارا۔۔۔۔۔ جاؤ میں نے تمہیں آزاد کیا
میں خود ارحمن۔۔۔۔۔ اکبر و کبریا کراچی

کبھی ہنسائے کبھی رولائے دن میں تارے دکھائے ٹکس
عکراؤں کے ہاتھوں ہم سب کو کتنی کا نایب نچائے ٹکس
زن سریدوں کی جھینس پھرے لندن جس انٹس تمہائے
مرکزی بینک کی دیواروں پر حسرت بن کے چھلائے ٹکس
امراء کی فکروں کا پارو اس کا ہر اک رعیت بڑھائے
ہائے بد بخت! سب کو ہی اپنے جیسے بھگائے ٹکس
مہنگائی کا طوفان لے لے یہ اپنی شان بڑھائے ہر ٹکس
پچلے سے ستائے لوگوں کو اور بہت پھر آزمائے ٹکس
شاعر و پیر اغزل صدیقی۔۔۔۔۔ کراچی

ہم لڑکیاں
دنیا میں ہم لڑکیوں سے زیادہ احق کوئی اور نہیں ہوتا۔
خوش فہمی کا آغاز اور اختتام ہم ہی پر ہوتا ہے۔ ساری عمر محبت
کی سیسا بھیلوں کا انتظار کرتی رہتی ہیں تاکہ زندگی کی روز کو
شروع کر سکیں۔

کوئی ہم سے امدادی کرے تو ہمیں خوش فہمی ہونے لگتی
ہے کوئی تعریف کرے تو وہ ہمیں مٹھی میں قید نظر آنے لگتا
ہے۔ کوئی ہمارے ساتھ وقت گزارے تو ہمارے ہوش و
حواس اپنے ٹھکانے پر نہیں رہتے۔ ہمیں بچھاؤ محفل شب آتی
ہے جب ہمیں کوئی ٹھوک لگا دیتا ہے بے دردی اور بے کسی
سے دو کر دیتا ہے تب ہمارے پاس رونے اور چلانے کے
ملاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا۔

پھر کیا ضروری ہے کہ یہ سمجھیں ٹھوک لگنے کے بعد ہی
آئے۔

فریحہ شبیر۔۔۔۔۔ شاہ کلندر
افغانی
تم اچھی طرح جانتی ہو کہ تم سے ہمدی مجھ پر کس قدر
گراں گزرتی ہے تمہارے جبر و فراخ میں مجھے کسے بھی

صدیوں کی مانند لگتے ہیں جب سے تم میری زندگی میں
مثال ہوئی ہو ہر دم ہر پہلو میں تمہیں اپنے ساتھ اپنے پاس
دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم میرے منہ سے اپنی محبت کا اعتراف
چاہتی تھیں ناؤ کھانا آج تمہاری چاہت نے مجھے بخون بتادیا
ہے۔ اب حال یہ ہے کہ اگر تمہاری ایک جھلک نہ دیکھوں
تو مجھے جین نہیں ملتا اور تم یہ سب جانتے ہوئے بھی مجھ سے
گریز کر رہی ہو۔ چاندات پر بھی تم نے بھینچائی جھلک نہ
دکھائی اور اب کل عید بھی تمہارے بغیر سوئی ہی تڑپے گی۔
مجھے آج بھی وہ کس یاد ہے جب تم اپنے کل ہاتھوں سے
میری کلائی تھام لیتی تھیں اور تمہاری دھڑکن میری دھڑکن
میں شامل ہو جاتی تھی۔ میں تو عید کے دن اپنے گھر والوں
سے تمہارا تعارف کروانا چاہتا تھا تمہیں دکھانا چاہتا تھا اور
مجھے پورا یقین ہے کہ میرے گھر والے بھی میری پرتو کو ضرور
قبول کریں گے کیونکہ تم ہوئی آتی خوب صورت۔ تم نے ہر
پل ہر گھڑی میرا ساتھ دیا ہے تو اب عید کی ان سین گھڑیوں
میں مجھے تھامت چھوڑنا ہے میری حسین و نازک سی گھڑی
مجھے اس قدر مست ساؤ پلیر اب تو مل جاؤ۔

منا قاطرہ۔۔۔۔۔ کراچی
ایک دن ملا نصیر الدین چند دوستوں کے ہمراہ کہیں
جا رہے تھے کہ دستے میں گائے کے بولنے کی آواز آئی۔
ایک دوست نے ملا کو جھپٹتے ہوئے کہا۔
”ملا صاحب! اگائے آپ کو باری ہے نڈا چا کر من تو
آئیے کیا کہہ رہی ہے؟“
ملا صاحب گائے کے پاس گئے اور واپس آ کر کہنے
لگے ”گائے کہہ رہی تھی ملا! آج گدھوں کے ساتھ میرے
لے کیوں لگے ہو؟“

مہر قاطرہ۔۔۔۔۔ کراچی

فیصلہ
فیصلے کا لمحہ بڑا مبارک لمحہ ہوتا ہے زندگی میں بار بار یہ
لمحات نہیں آتے۔ صحیح وقت پر مناسب فیصلہ ہی کا موجب
زندگی کی حفاظت ہے اگر غلطی سے کوئی غلط فیصلہ بھی
ہو جائے تو اس کی ذمہ داری سے گریز نہیں کرنا چاہیے اپنے
فیصلے اپنی اولاد کی طرح ہیں جیسے ہیں ان کی حفاظت تو کرنا
ہوگی۔ دنیا کی تاریخ کو سمجھو دیکھو جسے سے معلوم ہوگا کہ تاریخی

فیصلے

○ رب کی محبت گناہ سے دور کر دیتی ہے اور گناہ کی
محبت رب سے۔
○ عبادت لہی کر۔ جس سے روح کو لطف آئے
کیونکہ جو عبادت دنیا میں لطف نہ دے وہ آخرت میں کیا جزا
دے گی۔
○ خوب صورت گل کبھی نہیں آتا جب وہ آتا ہے تو وہ

فیصلے اکثر غلط فیصلے تھے لیکن تاریخی تھے۔
نقد پر اپنا بیشتر کام انسانوں کے اپنے فیصلے میں ہی مکمل
کر لیتی ہے انسان ماہو چلتے چلتے روزِ حشر تک جا پہنچتا ہے یا وہ
فیصلے کرتے کرتے بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ بہشت یا
دوزخ انسان کا مقدر ہے لیکن یہ مقدر انسان کے اپنے فیصلے
کا عہد ہے۔

(اقتباس از: واصف علی واصف)
امیر گل۔۔۔۔۔ جھڑ سندھ

سات پیاری باتیں
○ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ بدل نہیں لیتا۔
○ حسد کرنے والا موت سے پہلے مر جاتا ہے۔
○ کسی پر اعتماد نہ کرو جب تک اسے غصے میں نہ دیکھو

لو۔
○ موت کو یاد کرنا نفس کی تمام پیاریوں کا علاج ہے۔
○ خوشی انسان کو اتنا نہیں سکھاتی جتنا غم۔
○ سچائی ایک ایسی دوا ہے جس کی لذت کڑوی مگر تاثیر
میںسی ہوتی ہے۔
○ اذان کے وقت خاموش رہا کرو تاکہ موت کے
وقت گلہ نصیب ہو۔

مدحت نورین۔۔۔۔۔ برٹانی

محبت کا جواب
پچا جان نے غصے سے کہ جسے کبھی خوب بنائی کی وہ اپنی
چوٹیں سہلا تا رہتا رہا تو چنانچہ لمحے میں بولے۔
”نہ خود داریا مار نہیں ہے تمہاری بھلائی ہے یہ سب تو
میں محبت میں کرتا ہوں۔“
”جیسا سکھایا ہوا ہوا“ کاش پچا جان میں اتنا بڑا ہوتا کہ
محبت کا جواب محبت سے دے سکتا۔

ارم کمال۔۔۔۔۔ فیصل آباد

سنہری کرشمیں
○ رب کی محبت گناہ سے دور کر دیتی ہے اور گناہ کی
محبت رب سے۔
○ عبادت لہی کر۔ جس سے روح کو لطف آئے
کیونکہ جو عبادت دنیا میں لطف نہ دے وہ آخرت میں کیا جزا
دے گی۔
○ خوب صورت گل کبھی نہیں آتا جب وہ آتا ہے تو وہ

آج ہی ہوتا ہے۔ خوب صورت گل کی تلاش میں آج کے
خوب صورت گلوں کو ضائع مت کرو۔

○ رحمت اس وقت رحمت بن جاتی ہے جب قوم کا کلی
اور سستی اپنا لے۔

○ عروج اور زوال زندگی کا حصہ ہیں کیونکہ جب آپ
عروج پر ہوتے ہیں تو آپ کے دوستوں کو پتا چلتا ہے اور
جب آپ زوال پر ہوتے ہیں تو آپ کو پتا چلتا ہے کہ آپ
کے دوست کون ہیں؟

عمرہ شہزادہ فریحہ۔۔۔۔۔ کالا گوجران جیل
دین و دنیا

جس شخص کے بچے اپنے اس سے راضی ہیں اس کی دنیا
کامیاب ہے اور جس کے ماں باپ اس سے خوش ہیں اس
کا دین کامیاب۔

واصف علی واصف
خوشامد

دو انسانوں کے مابین ایسے الفاظ جو سننے والا سمجھے کہ کج
ہے اور کہنے والا جانتا ہو کہ محبت ہے خوشامد کہلاتے ہیں۔

واصف علی واصف
قائد سکندر حیات۔۔۔۔۔ لکھنؤ

منہری با شملہ

♥ اگر درخت اپنی سرگزشت کو سکا تو اس کی
سرگزشت کسی قوم کی آب و ہوا سے مختلف نہ ہوتی۔

♥ دوست کو دھوکا دینا خود کو دھوکا دینے کے مترادف
ہے۔

♥ دعا و دستک کی طرح ہوتی ہے اور مسلسل دستک سے
دروازہ مکمل ہی جاتا ہے۔

♥ بدترین شخص وہ ہے جس کے شر سے لوگ ڈرتے
ہوں۔

سندھ شاہین۔۔۔۔۔ خاندوال

مکھی کلیاں
+ بے وفا کے لیے ایک آئینہ جہاں حرام ہے۔
+ اپنی محبت بھی نہ کرے گا کس پاس سے بھر رہو۔
+ محبت جیتی بھی ہے اور سستی بھی اگر مل جائے تو
سستی اگر نہ ملے جیتی۔
+ اپنی خوشی کے لیے کسی کی حسرت خاک میں نہ

ہم سے پوچھئے

شمالہ کاشف

عروسہ شوہار فیج..... کالا گوجراں جہلم

س: کتنے ماہ بعد آپ کی محفل میں حاضری دے رہی ہوں؟ کچھ یاد ہے کیا؟

ج: یاد پچھڑاؤرا مگر.....

س: پیامن بھائی میری مہندی رنگ لائی؟ کیا مہرا ہواؤراتا ہے تو..... میں کیوں شرمائی؟

ج: پیامن بھائی مہندی رنگ لائی

تم شرمائیں کیونکہ عید آئی

س: کی محبت تو سیاست کا چلن چھوڑ دیا ہم اگر عشق نہ کرتے تو حکومت کرتے ہمارا دعوئی ہے آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: نیچے فیہر سیاسی ہوتے ہیں۔

س: ہمارے تعلقات رویوں لین وین اور رشتے ناتوں میں اکثر ظاہری چیزوں کو بہت زیادہ وقش نظر رکھا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

ج: پیش کی نظری..... وہ بھی اعلیٰ درجے کی۔

س: ایسا اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے مجھے بھی اچھی سی دعا سے نوازیئے۔

ج: خوش رہو سدا۔

حافظہ میرا..... 157 ان اے

س: آپ کی کل جب مسجد میں گئی تھیں تو نمازی کپے تھے آج مسجد میں گئی ہیں تو نمازی کپے کیوں؟

ج: اقبال نے کہا ہے؟

چرا دل تو ہے صنم آشنا

مجھے کیا لے گا نماز میں

س: وہ جو شدگ سے بھی زیادہ قریب ہے تو ہم اس سے اتنے دور کیوں ہیں؟

ج: بدبختی ہے ہماری۔

طہیزہ..... شادیوںال کجرات

س: اسلام ٹیکر امیں کافی ماہ بعد آپ کی محفل کو رونق بخشتی ہوں؟ کیا لگا آپ کو؟

ج: نہالک و سیاہی جیسا لائے.....

س: ہر وقت انتظار رہتا ہے انتظار کا کہ کب انتظار آئے اور ہمارا انتظار ختم ہوا اور انتظار سے جان چھوٹے؟

ج: انتظار حسین کے بارے میں ایسا نہیں کہتے وہ ہمارا مان چاہیں گے۔

س: نظر انداز کرنا اچھا ہے یا خود کرنا اچھا ہے؟

ج: نظر کا عینک لگا کر انداز کرو اور خود عینک کے بغیر۔

مدیحہ نورین..... برتالی

س: سب کو بہت بہت عید مبارک ہو۔

ج: آپ کو بھی عید مبارک۔

س: اتنی مہنگائی اور عید..... آف کیا کریں؟

ج: آف کر تو رہی ہو اب کیا کرنا ہے بھلا۔

س: ان سے کہیں اتنی بجوی اچھی نہیں ہوتی؟

ج: "ان" کہہ رہے ہیں کہ وہ آپ کے مستقبل کے لیے کر رہے ہیں۔

س: کون سی چیز انسان کو زندہ و دوڑا کرتی ہے؟

ج: آنسکریم کہتے ہوئے آپ کے "ان" کی بے رخی۔

ارم کمال..... فیصل آباد

س: اس عید پر آپ مجھے کون سا تحفہ دے رہی ہیں؟

ج: وہی..... ذرا اچھے سے یاد کروانا۔

س: عید کی بھی خوشیاں کیسے حاصل کی جاسکتی ہیں؟

ج: دوسروں کو خوشیوں میں شامل کر کے۔

س: وہ مگر جے تو ہر روز ہیں مگر میرے نہیں؟ کیوں؟

ج: کراچی کے پاول ہیں کیا.....؟

س: وہ بے پاؤں آ کر دو میرے کان میں بولے؟

ج: دس کالوڈ کرواؤ.....

فتح مسکان..... جام پور

س: آپ کی کسی کی لگا ہیں پچھلے سے کیا جذبہ بھی بدلتے ہیں؟ یہ دھوکہ دہی ہے یا خود فریبی؟

ج: خود فریبی۔

س: وقت کا تقاضا ہے سب یادیں جلاؤں دماغ کہتا ہے اسے بھلاؤ دل کہتا ہے اسے منالو ایسے میں آپ بتاؤ میں کیا کروں؟

ج: کچھ بھی نہیں کروں تمہارا سالو ہیج خود ہی ڈورا چلا آئے گا۔

س: دل کی دنیا اس ہے وہ نہ میرے پاس ہے نہ

کی کوئی نہ اس ہے تم سے نہ کی جاس ہے نہ کب

اور کہاں ملوگی؟

ج: وہیں ناں.....

عدا اعجاز..... مگر جہاں

س: آداب اجڑ عید مبارک! آپ کی جلدی سے صبری عیدی دہی پھر شیر خورمہ بھی تو کھاتا ہے۔

ج: تمہاری شرکت ہی تمہاری عیدی ہے۔

س: ارے واہ! آپ عید کے حوالے سے جج دج ہی

نرالی ہے آپ کی کس بارے میں پیش کر دیا ہے؟

ج: نیو قدرتی ہے جس بھی غور نہیں کیا۔

س: نہیں محتاج زور کا جسے خوبی خدا نے دی آہم.....!

جانکھ پروین..... کراچی

س: سنیں الفاظ کم ہیں اور جتنا میں ہزار مبارک ہو

میری جانب بھی عید کی خوشیاں؟

ج: آپ کو بھی ڈمیروں مبارک باد۔

س: دل کو دل سے راہ ہوتی ہے تو پھر اس راہ پر کون

سی ٹریک چلتی ہے؟

ج: جتنا ہے آپ کی دھڑکنوں کی تال میل ہے۔

س: ذرا یاد تو بتائیں کہ صدیوں سے چلی آ رہی ساس

اور مہدی جگتہ خرب ختم ہوگی؟

ج: تم اپنی ساس سے ختم کرو جبکہ باقی جانے دو۔

س: پاکستان سلامت رہے تا قیامت رہے 14

اگست مبارک۔

ج: آئین جشن آزادی مبارک۔

فاخرہ ایمان..... لاہور

س: آپ کی اتنی گرمی اور لوڈ شیڈنگ اس کا کیا علاج

ہونا چاہیے؟

ج: گرم پانی سے شاور ہی اس کا علاج ہے۔

س: فوزیہ سلطانہ کے سوال کے برعکس میں آپ کو

اسمارت سی جیسے نقوش اور اونچے قد کی مالک سمجھی ہوں

بالکل اپنی طرح کیسا کہا؟

ج: محسن ناگاکوہ و سیاہی مہنگا ہو گیا ہے۔

ڈاؤن ٹین..... ساہیوال

س: آپ کی میں دو ٹمن دلکشا کی پر ہر بار نو انٹری کا پورڈ

کھلاؤ کیا کیوں؟

ج: گلٹ ہے آپ نے عینک نہیں لگائی ہوگی نا بجھی۔

س: بعض لوگ کہتے ہیں کہ عشق مجازی عشق حقیقی کی

پہلی ٹرمی ہوتا ہے کیا خیال ہے؟

ج: جی بالکل صین جج محل کے عشق حقیقی کے بارے

میں کچھ کہنا مشکل ہے۔

پروین افضل شاہین..... بہاولنگر

س: میرے سماں جانی پرس افضل شاہین شادی

سے پہلے مجھے دیکھ کر ہنسنے تھے مگر آپ؟

ج: منہ دیکھو دیکھو روتے ہیں وہ بھی تمہارا۔

س: میرا کھوکھٹ اٹھتا ہے انہوں نے بھلا پہلا

جملہ کیا کہا تھا؟

ج: راز کی بات ہے کوئی سن لے گا۔

اس سادی کی کون نہر جائے اے خدا

س: افطار میں میں وہ تیار سوسے پکڑے کیوں نہیں

لائے مجھے ہی کیوں خواہتے ہیں؟

ج: تمہارے ہاتھ کی لذت طولانی کے ہاتھ میں

کہاں؟

شمالہ عباس..... چری پور

س: اگر آئینہ ایجاد نہ ہوتا تو عورتیں میک اپ کیسے

کرتیں؟

ج: اپنے پیاجی کی آنکھوں میں دیکھ کر۔

س: نفرت کو محبت میں بدلنے کا طریقہ تو عنایت

فرمائیے؟

ج: آج کل بھائی عنایت گاؤں چھٹی پر گیا ہوا ہے۔

لاشہ کرن..... ترخوہ

س: اسلام ٹیکر امیں! اشک آئی پہلی بار شرکت کی؟ کیا

ہاں؟

ج: اچھا لگا۔

س: آپ ہمارے سوالات کے جواب دے کر کیا

فیل کرتی ہیں؟

ج: جیسے سخت گرمی میں کسی نے ابلا ہوا پانی پی لایا

ہو۔

س: آپ کی کسی پہلے انتہا فحشاے تو کیا کیا جائے؟
ج: سانسے بڑا ڈنڈا اٹھا کے اس کے سر پر دے مارو
سو کھلے گا۔

س: سب سے بڑی کی انتہا کب ہوتی ہے؟
ج: جب بھائی سانسے پڑھ کر تشکریم کہا رہا ہو اور وہ
بھی مت چلا کر۔

س: کوئی ہمارے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو تو
کیسے غلط فہمی دور کی جائے؟
ج: بھوکی شیر کے آگے ڈال دو خود ہی دور ہو جائے
گی۔

س: خوش رہیں آباوریں ایضہ اجازت دیں اللہ
حافظ۔
ج: خوش رہو اپنے غریب پر۔

س: اسلام علیکم شاکد جی! چلی دفعہ شرکت کر رہی
ہوں نیٹے کوئٹھ کوہ کی؟
ج: علی گڑھی کھڑی کھڑی امام

س: اسلام علیکم شاکد جی! چلی دفعہ شرکت کر رہی
ہوں نیٹے کوئٹھ کوہ کی؟
ج: علی گڑھی کھڑی کھڑی امام

س: تم بتاؤ تمہارے نکل آئے ہیں کیا؟
ج: آئی آج کل کی بھو اپنی ساس کی باتوں کا اختیار
کیوں منائی ہے حالانکہ ساس بھی تو ماں کی طرح ہوتی
ہے؟

س: اب بھو خود اپنی ساس کو ماں سمجھتے ہیں۔
ج: اچھا آپ اب اجازت چاہتی ہوں اللہ حافظ۔

ج: اللہ حافظ۔
ج: اللہ حافظ۔

ج: اللہ حافظ۔
ج: اللہ حافظ۔

س: آپ کے جوابات پڑھ کر بہت مزہ آتا ہے اتنی
گری کے باوجود؟
ج: لائٹ آف ہو تو پھر پڑھا کرو اور بھی مزے آ یا
کرے گا جی میں۔

س: ایسا جانی پلیز غصہ دور کرنے کا اچھا سا طریقہ

بتادیں آپ کا اپنا آزما یا ہوا ہونا چاہیے اور آرموڈ بھی؟
ج: آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی شکل دیکھ لیا
کرہیں۔

س: بعض لوگوں کو ہم بالکل نہیں سمجھ پاتے ان سے
کیسے بنتا جائے اپنے تجربات کی روشنی میں بتائیے گا؟
ج: روٹی کا پیٹو مسئلہ ہے۔

س: اتنی گری میں آنا جانا آسان کام نہیں وہ بھی اتنی
دور سے لیکن آپ کے ہاں رات قیام کا انتظام نہیں سو
مجبوراً فی امان اللہ۔

ج: یوں آنا جانا ٹھیک نہیں
میری جان زمانہ ٹھیک نہیں
شاذیہ فاروقی احمد۔ خان بیلہ

س: اسلام علیکم شاکد جی! گراہی کے شہریوں پر
گری کیسے اثر انداز ہو رہی ہے؟
ج: بالکل ویسے ہی جیسے خان بیلہ والوں کے ہو رہی
ہی جی میں۔

س: میری گزارش آپ کی سفارش اور میرے دل کی
شدید خواہش پر بلاخر پروین افضل شاہین صاحبہ نے
مابدولت کو آج کل میں غائب کر لی لیذا اب سوچ کیا رہی
ہیں میری طرف سے انہیں شکریہ کہیے ناں؟
ج: خود ہی کہہ دو شکریہ دینے اس پر بھی ٹیکس لگ
جائے گا۔

س: عورت شادی سے پہلے محبوب اور شادی کے
بعد..... سرور تو مت کہیے گا اکثر مرد حضرات کا یہی
خیال ہے؟
ج: ناخوشی کی محبوبین جاتی ہے بس خوش۔

س: ہر طرف آم کا موسم اپنے میں آچل مل جائے
تو۔
ج: جزا دہلا ہوا جاتا ہے۔

س: چلتی ہوں ہمیشہ آچل جاتی رہیے ہمیشہ سمجھ
گئیں نا؟
ج: جی بالکل اچھی طرح۔

س: اللہ حافظ۔
ج: اللہ حافظ۔

س: اللہ حافظ۔
ج: اللہ حافظ۔

س: اللہ حافظ۔
ج: اللہ حافظ۔

آپ کی صحت

ہومیو ڈاکٹر محمد ہاشم مرزا

میزاب وعت میں خنوں سے لکھتی ہیں کہ مسئلہ
شائع کیے بغیر دوا تجویز نہ کریں۔
ج: روٹی کا پیٹو مسئلہ ہے۔

س: اتنی گری میں آنا جانا آسان کام نہیں وہ بھی اتنی
دور سے لیکن آپ کے ہاں رات قیام کا انتظام نہیں سو
مجبوراً فی امان اللہ۔

ج: یوں آنا جانا ٹھیک نہیں
میری جان زمانہ ٹھیک نہیں
شاذیہ فاروقی احمد۔ خان بیلہ

س: اسلام علیکم شاکد جی! گراہی کے شہریوں پر
گری کیسے اثر انداز ہو رہی ہے؟
ج: بالکل ویسے ہی جیسے خان بیلہ والوں کے ہو رہی
ہی جی میں۔

س: میری گزارش آپ کی سفارش اور میرے دل کی
شدید خواہش پر بلاخر پروین افضل شاہین صاحبہ نے
مابدولت کو آج کل میں غائب کر لی لیذا اب سوچ کیا رہی
ہیں میری طرف سے انہیں شکریہ کہیے ناں؟
ج: خود ہی کہہ دو شکریہ دینے اس پر بھی ٹیکس لگ
جائے گا۔

س: عورت شادی سے پہلے محبوب اور شادی کے
بعد..... سرور تو مت کہیے گا اکثر مرد حضرات کا یہی
خیال ہے؟
ج: ناخوشی کی محبوبین جاتی ہے بس خوش۔

س: ہر طرف آم کا موسم اپنے میں آچل مل جائے
تو۔
ج: جزا دہلا ہوا جاتا ہے۔

س: چلتی ہوں ہمیشہ آچل جاتی رہیے ہمیشہ سمجھ
گئیں نا؟
ج: جی بالکل اچھی طرح۔

س: اللہ حافظ۔
ج: اللہ حافظ۔

س: اللہ حافظ۔
ج: اللہ حافظ۔

س: اللہ حافظ۔
ج: اللہ حافظ۔

محترم آپ 30 SABINA کے پانچ قطرے
آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 KREASOTE کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 SECALECOR کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 SECALECOR کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 SECALECOR کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 SECALECOR کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 SECALECOR کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 SECALECOR کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 SECALECOR کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 SECALECOR کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 SECALECOR کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

محترم آپ 30 SECALECOR کے پانچ
قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا
کریں۔ لیکن کو 6X CALCIUM PHOS
کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ دیں۔

کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ دیں اور نیگی کوچ الفاظ ادا کرنے کی مشق کریں۔

علیٰ علوی فیصل آباد سے لکھتے ہیں کہ اپنی مکمل کیفیت لکھ رہا ہوں کوئی مناسب دوا تجویز فرمائیں میں بہت پریشان ہوں۔

محترم آپ 30 STAPHISGARIA کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

عمیر بھائی دھاری سے لکھتے ہیں کہ مکمل کیفیت لکھ رہا ہوں۔

محترم آپ 30 STAPHISGARIA کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیں۔

صفت سلطان راولپنڈی سے لکھتی ہیں کہ مجھے نیند نہیں آتی میں بہت پریشان ہوں۔

محترم آپ 30 COFFEA کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

مہک بانگ سے لکھتی ہیں کہ میرے چہرے پر دانے داغ وجہ ہیں رکھتے ہیں ہے مجھے کوئی مناسب دوا بتائیں۔

محترم آپ 30 GRAPHITES کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیں۔

سازہ عمرہ چوہدری فیصل آباد سے لکھتی ہیں کہ مکمل کیفیت لکھ رہی ہوں علاج بتائیں۔

محترم آپ 30 PULSATILLA کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیں۔

حمید اللہ عباسی گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ میرے تین مسائل ہیں ان کا مکمل علاج بتائیں۔

محترم آپ 30 ACID PHOS کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیں۔

نرمس جمال انک سے لکھتی ہیں کہ میرے بال تیزی سے جھڑ رہے ہیں مختصر یہ بھی ہو جاؤں گی میں بہت پریشان ہوں۔ کوئی علاج بتائیں۔

محترم آپ 600 روپے کا نمی آرڈر کلینک کے نام پتے پر ارسال کر دیں۔ HAIR GROWER آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔ بال گرنا بند ہوں گے جو بال گر چکے ہیں ان کی جگہ نئے بال نکل آئیں گے بال لیے گئے اور خوب صورت ہو جائیں گے۔

مہوش واہ کینٹ سے لکھتی ہیں کہ میرے چہرے پر بال ہیں۔ APHRODITE کے متعلق بہت بڑھا ہے کیا میں استعمال کر سکتی ہوں۔ استعمال کا طریقہ بھی بتائیں۔

محترم آپ 900 روپے کا نمی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کر دیں۔ دوا آپ کے گھر پہنچ جائے گی۔ ترکیب استعمال بوجھ پر لکھی ہوگی اس کے مطابق استعمال کرنے سے فالٹو بال انشاء اللہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے۔

عابدہ پروین غانوالہ سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر علاج تجویز کر دیں۔

محترم آپ 30 PULSATILLA کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

محمد احمد فیصل آباد سے لکھتے ہیں کہ میں بولنے بولنے انک جاتا ہوں قد چھوٹا ہے رنگت سالولی ہے۔

محترم آپ 30 STRAMONIUM کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں اور 1000 JODUM کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر ہر چندہ دن میں ایک بار لیں۔

مسز اقبال ملتان سے لکھتی ہیں کہ میرے چہرے پر براؤن تل ہیں میرے بھائی کے بال جھڑتے ہیں۔

محترم آپ 30 THUJA کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت پیا کریں اور اسی کوٹکوں پر لگایا کریں مبلغ 600 روپے کا نمی آرڈر کلینک کے نام پتے پر ارسال کر دیں آپ کو دوا گھر پہنچ جائے

گی اس کے استعمال سے بال گرنا بند اور صحیح پن ختم ہو جائے گا چار پانچ ہفتے میں استعمال کرنا ہوں گی۔

صباح حسن سیالکوٹ سے لکھتی ہیں کہ عمر 34 سال ہے گردہ سے ریت خارج ہوتی ہے پیشاب میں لیس ہے۔

محترم آپ 30 STIGMATA کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

طارق محمود فیصل آباد سے لکھتے ہیں کہ میرے بال روکھے موٹے ہیں اور بچ پن ہے۔ HAIR GROWER بھی استعمال کر رہا ہوں اس کے ساتھ کوئی دوا بھی لکھیں۔

محترم آپ 30 ACID FLOUR کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں اس کے ساتھ ہیز گردہ کا استعمال بھی جاری رکھیں۔

جمیلہ خاتون دہلی سے لکھتی ہیں کہ آپ بارش 2009ء میں دہلی تشریف لائے تھے ہماری نانی بیمار تھیں ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ 4-5 ماہ کی مہمان ہیں آپ نے ان کے لیے دوا تجویز کی تھی وہ تندرست ہوئی تھیں اور آپ کے لیے بہت دعا کرتی ہیں۔ ان کا انتقال 5 جون 2013ء کو ہو گیا دوا آپ کے لیے ہمیشہ دعا کیا کرتی تھیں۔ اب آپ ان کی مغفرت کی دعا کریں۔

محترمہ مجھے انتہائی انفوس ہے کہ میرے لیے ماں کا درجہ رکھنے والی دعا کرنے والی دنیا سے چلی گئیں اور میں ان کی پر غلوس دعاؤں سے محروم ہو گیا اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ لوگوں کو کبھی جہنم عطا فرمائے۔ آمین۔

رشیدہ بیگم کراچی سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر علاج بتائیں۔

محترمہ آپ 30 SEPIA کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

دلشاد مرزا لاہور سے لکھتے ہیں کہ مکمل کیفیت لکھ رہا ہوں شائع کیے بغیر دوا تجویز کر دیں۔

ہوں شائع کیے بغیر دوا تجویز کر دیں۔

محترم آپ 30 LEDUMPAL کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں نماز کی پابندی کریں۔ ان شاء اللہ صحت بحال ہوگی۔

آمنہ مرگودھا سے لکھتی ہیں کہ نسوانی صحن کی کمی ہے احساس کمتری میں مبتلا ہوں۔

محترمہ آپ SABALSERULATA Q کے دس قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں اور 550 روپے کا نمی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کر دیں۔ BREAST BEAUTY آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔ اس کے استعمال سے خوب صورتی حاصل ہوگی۔

سارا زئی ہری پور سے لکھتی ہیں کہ مکمل کیفیت لکھ رہی ہوں کوئی دوا تجویز فرمائیں۔

محترمہ آپ 30 HYDROCOTYL کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیں۔

گلبدین شانزے کوہاٹ سے لکھتی ہیں کہ میرا قد چھوٹا ہے کوئی مناسب علاج بتائیں۔

محترمہ آپ 6X CALCPHS کی چار چار گولیاں تین وقت روزانہ کھائیں اور BARIUM CARB 200 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر ہر آٹھویں دن ایک بار لیں۔

صمیم فاطمہ ایبٹ آباد سے لکھتی ہیں کہ میرے چہرے پر جھائیاں ہیں اس کا کوئی علاج بتائیں۔

محترمہ آپ BERBARIS AQUIF Q کے دس قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

سکندر خان لاہل پور سے لکھتے ہیں کہ مجھے پیشاب کی تکلیف ہے کرنے کے بعد بھی محسوس ہوتا رہتا ہے کہ ابھی اور آنے لگا۔ قطرے بھی آجاتے ہیں بہت پریشان ہوں میری رہنمائی فرمائیں۔

محترمہ آپ 30 CONIUM کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیں۔

محترمہ آپ Q PHYTOLACCA کے
 جس قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت
 روزانہ لیں اور RHUSTOX 200 کے باجے

بکس 75، کراچی۔

مولہ سنگھار ایک خالص مشرقی لفظ ہے جس میں سنگھار کے وہ سولہ لوازمات شامل ہیں جنہیں ہر عورت ازل سے اپنائی آئی ہے۔ ان میں سے چند ایک ایسے ہیں جو آج بھی سنگھار کا جز ہیں باقی بہت سے متروک ہو چکے ہیں۔ جیسے کاہل، سرمہ، مستحل، تھل، پھول اور مہندی وغیرہ۔ آج بھی استعمال میں ہیں اور ان میں سب سے اہم ترین چیز مہندی ہے جو کبھی کسی دور میں بھی متروک نہ ہوئی بلکہ جدید سے جدید انداز میں سلاستے آتی رہی۔ ایک دور تھا جب مہندی کے درخت سے مہندی کے پتے توڑ کر اور پیس کر ہاتھوں میں لگایا جاتا تھا۔ جب ڈیڑا کن وغیرہ کا کوئی قصور نہ تھا۔ مہندی کی کون بھی کبھی ایجاد ہوئی یہ کسی نے سوچا نہ تھا ان دنوں مہندی پھٹی بھر کے لگائی جاتی، دنوں ہاتھوں کے علاوہ پیروں کے ٹکڑوں میں مہندی لگانے کا رواج تھا اور ناخنوں پر بھی مہندی لگائی جاتی۔ سر کے بال رنگنا قدیم ترین فیشن تھا پھر آہستہ آہستہ اس میں جدت آئی اور مہندی کو بیکس کر اور بار بیکس کپڑے میں چھان کر اس کا پتلا آئیزہ بنانے کے استعمال کیا جانے لگا۔ تب تک کون کا کوئی تصور نہ تھا کین تیلی کی مدد سے یا بال پین کے ذریعے خوب صورت نقش و نگار بنانے کی تدبیر۔ کبھی کبھے والے رنگ نہ جاتے۔ اس کے بعد وقت گزرتا گیا اور 70ء کی دہائی میں کون کی آمد شروع ہوئی تب بہت کم لوگ جانتے تھے کہ کون مہندی کیا ہے۔ شادیوں کے موقع پر خاص طور پر کون صرف دہن کے لیے منگوایا یا بنوائی جاتی پھر آہستہ آہستہ یہ کون عام ہوتی گئی اور دکھانوں پر باآسانی دستیاب ہونے لگی اور اب یہی کون مہندی لگانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اب بچے تو ذکر میں نہ کا تصور بھی محال ہے اگر کہیں مہندی کا رخت نظر آجھی جائے تو اسے ریل کر مینے کا اتنا مشکل

ثمرین کنول..... کراچی

حنا کے رنگے آنچل کے سنگے



